اضافہ شدہ ایڈیشن

ظہور مہدی

کب؟
کہاں؟
اور کس طرح؟

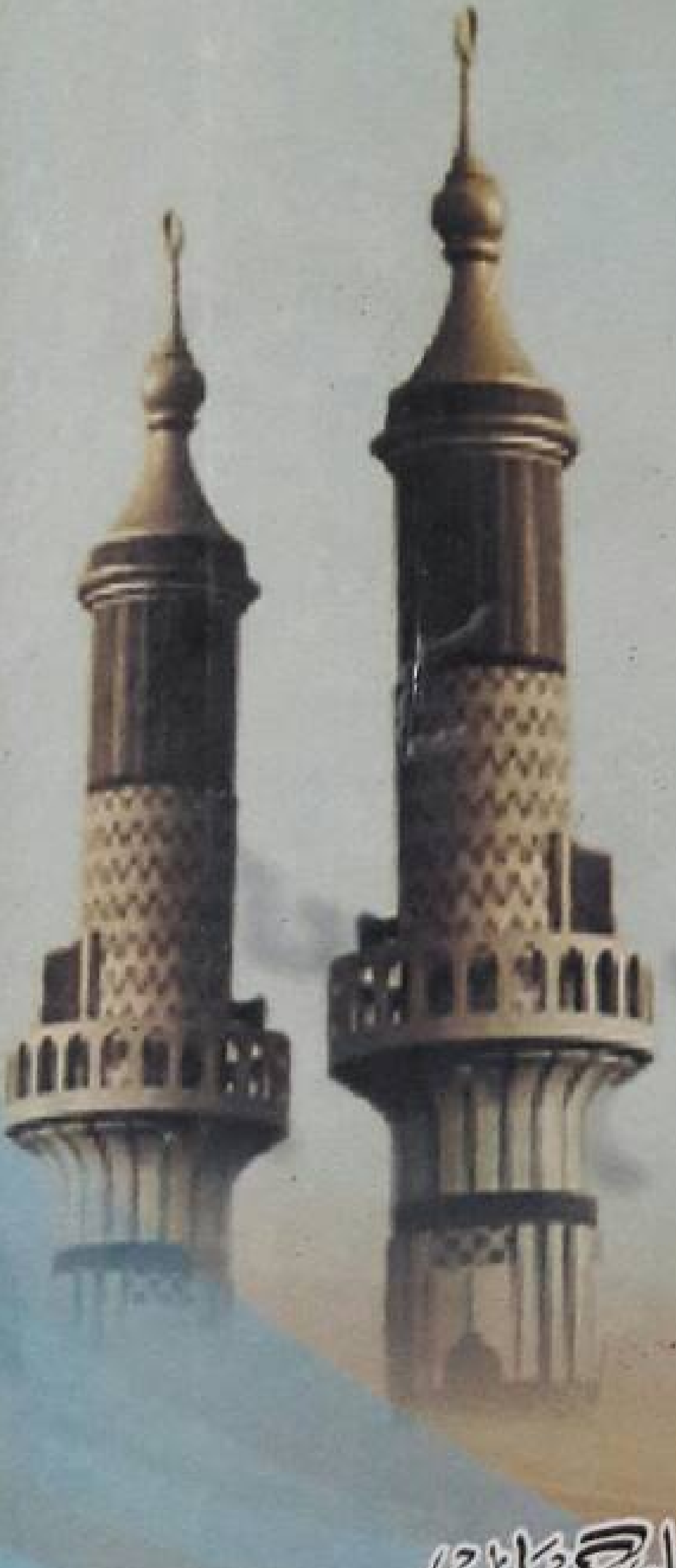

تالیف

مفتی محمود بن مولانا سلیمان حافظجی بارڈولی

مدرس جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل

ناشر

ادارۃ الصدیق، ڈابھیل گجرات

ضلع نوساری، گجرات ہند۔ ۳۹۶۴۱۵

ظہور مہدی

کب؟
کہاں؟
اور کس طرح؟

تالیف:

مفتی محمود بن مولانا سلیمان حافظجی بارڈولی

مدرس جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل

ناشر
ادارۂ صدیق، ڈابھیل سملک
ضلع۔ نوساری، گجرات ہند۔ ۳۹۶۴۱۵

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نام کتاب	ظہور مہدی کب؟ کہاں؟ اور کس طرح؟
تالیف	حضرت مولانا مفتی محمود صاحب بارڈولی دامت برکاتہم
کمپوزنگ	فاروق بمبوی
اشاعت اول	(۱۴۲۷/۲۰۰۶)
اشاعت ثانی	(۱۴۲۹/۲۰۰۸)
اشاعت ثالث	(۱۴۳۰/۲۰۰۹)
اشاعت رابع	(۱۴۳۴/۲۰۱۲)

---- ملنے کے پتے ----

ادارۂ صدیق ڈابھیل، سملک نوساری گجرات ---------- الامین کتابستان دیوبند، سہارنپور، یوپی
جامعہ دارالاحسان، بارڈولی، سورت، گجرات ---------- جامعہ دارالاحسان، نواپور، نندوربار، مہاراشٹر
جامعہ دارالاحسان، سونگڈھ، سورت، گجرات ---------- مولانا محمد حافظجی (بارڈولی والے)، لیسٹر، برطانیہ
گلشنِ محمود، دھنولی، بھیلاڈ، واپی، گجرات (بیادگار حضرت فقیہ الامت مفتی محمود حسن گنگوہیؒ)
چشتیہ مکاتیب، جامعہ تجوید القرآن، سوجیترا، آنند، گجرات (بیادگار حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ)
نورانی مکاتیب، بچوں کا گھر، مانکپور، چکھلی، نوساری، گجرات (بیادگار حضرت میاں جی نور محمد جھنجھانویؒ)
امداد بچوں کا گھر، ناڈن پیڈا، آہوا، ڈانگ، گجرات (بیادگار حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ)

فہرست مضامین

نمبر شمار	عناوین	صفحہ
۱	تقریظ حضرت مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم	۷
۲	افتتاحیہ	۹
۳	مقدمۂ طبع دوم	۱۲
۴	مقدمۂ طبع سوم	۱۴
۵	**قیامت اور علاماتِ قیامت**	۱۷
٦	علاماتِ قیامت کی دو قسمیں	۲۰
۷	حفاظتِ دین	۲۱
۸	جن لوگوں پر قیامت قائم ہوگی اس کے متعلق دو قسم کی احادیث میں تطبیق	۲۳
۹	**خلافت**	۲۴
۱۰	خلافت کی اہمیت	۲٦
۱۱	خلیفہ	۲۷
۱۲	خلافتِ راشدہ	۲۷
۱۳	خلافتِ راشدہ کے بعد دوسرے درجہ کی خلافت	۲۹
۱۴	امتِ مسلمہ کے پانچ دور	۳۱
۱۵	بارہ خلیفہ	۳۲
۱٦	**تجدید دین اور مجدد**	۳۵
۱۷	تجدید	۳۵
۱۸	مجدد کے اوصاف	۳٦

۱۹ حضرت مہدیؒ کے ظہور کی تاکید ۳۷

۲۰ حضرت مہدی کے دست حق پر بیعت کی تاکید ۴۰

ظہور مہدی کی احادیث

۲۱ (۱)ظہورِ مہدی کی احادیث کی حیثیت ۴۲

۲۲ (۲)ظہورِ مہدی کی احادیث کی مقبولیت ۴۶

۲۳ (۳)حضرت مہدی کے نام کی صراحت ۴۷

۲۴ (۴)ظہور مہدی کی احادیث کے رواۃ ۴۷

۲۵ (۵)صحاحِ ستہ میں حضرت مہدی کے متعلق احادیث ۴۷

۲۶ (۶)دیگر کتبِ حدیث میں حضرت مہدی کے متعلق احادیث ۴۸

۲۷ (۷)صحیحین میں ظہورِ مہدی کا تذکرۃ ۴۸

۲۸ حضرت عیسیٰؑ اور حضرت مہدیؒ دو الگ الگ شخصیتیں ہیں ۵۷

۲۹ عقیدۂ ظہور مہدی ۶۷

۳۰ ظہورِ مہدیؒ کے منکر کا حکم ۷۰

۳۱ حضرات صحابہ کی فکراور آپ ﷺ کی طرف سے عجیب بشارت ۷۱

۳۲ حضرت مہدیؒ کا دینی ،دنیوی و اخروی مقام ۷۲

۳۳ ظہور کے وقت تک حضرت مہدیؒ کا مخفی رکھا جانا ۷۴

۳۴ حضرت مہدی کا ظہور کب ہوگا؟ ۷۶

۳۵ زمانۂ ظہور کے قریب امت کے عمومی حالات ۷۷

حضرت مہدیؓ کے حالات

۳۶ نام اورنسب ۷۹

۳۷ لقب ۸۳

لقب کے ساتھ(امام) یا(علیہ السلام) کا لفظ

۳۸ امام کالفظ ۸۳

۳۹ علیہ السلام کا لفظ ۸۴

۴۰ وطن ۸۶

۴۱ شکل و صورت(حلیہ مبارک) ۸۷

ظہور مہدیؓ اور اس وقت کے حالات

۴۲ حضرت مہدیؒ کا ظہور کس طرح ہوگا ۸۹

۴۳ حضرت مہدیؒ کے عہدِ خلافت میں قتال کی کچھ تفصیل ۹۲

۴۴ سفیانی کا خروج اور حضرت مہدی کی پہلی مبینہ کرامت ۹۴

۴۵ ملک شام کی فتح ۱۰۰

۴۶ فتح قسطنطنیہ ۱۱۷

نزولِ عیسیٰؑ اور وفاتِ مہدیؓ

۴۷ نزولِ عیسیٰؑ اور وفاتِ مہدیؒ، اور اس وقت کے مختصر حالات ۱۲۴

۴۸ وفاتِ حضرت مہدیؒ ۱۳۲

۴۹ مختصر حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام ۱۳۴

۵۰ حضرت مہدی کے اہم ترین کارنامے ۱۳۶

۵۱ دورِ مہدی کا مثالی معاشرہ ۱۴۰

کچھ اہم واقعات

۵۲ (۱) عراق مصر اور شام پر رومیوں کی طرف سے ناکہ بندی ۱۴۱

۵۳ (۲) شام پر عیسائیوں کی یلغار ۱۴۲

۵۴ (۳) عربوں کی اس زمانے میں قلت ۱۴۳

۵۵ (۴) مدینہ منورہ کو بے رغبتی سے چھوڑنا ۱۴۳
۵۶ (۵) سونے کے پہاڑ کا ظہور ۱۴۳
۵۷ (۶) مسلمان اورنصاریٰ کا اتحاد ۱۴۵
۵۸ (۷) ایام حج میں خوں ریز جنگ ۱۴۵

خروج مہدی کی چندعام فہم نشانیاں ....

۵۹ (۱) سورج کے ساتھ کسی نشانی کا طلوع ۱۴۶
۶۰ (۲) خراسان اور سیاہ جھنڈے ۱۴۷

چند مشہور افواہوں کا علمی احتساب اور ان کی تردید ......

۶۱ (ا) ظہورِ مہدی سے قبل رمضان المبارک میں سورج اور چاند گہن ۱۵۰
۶۲ (ب) کیا حضرت مہدیؒ کے ظہور کے وقت آسمان سے کوئی ندا آئے گی؟ ۱۵۳
۶۳ (ج) مہدیؒ کے متعلق کچھ اور غیر مستند باتیں...... .... ۱۵۶
۶۴ کشف و الہام اور ان کی شرعی حیثیت...... .... ۱۵۹
۶۵ حضرت مہدی کے اصحاب...... .... ۱۶۳
۶۶ آپ کے اصحاب کا احادیث میں خصوصی تذکرہ ۱۶۵
۶۷ ایک اہم سوال کا جواب ۱۶۶
۶۸ حضرت مفتی محمد رفیع صاحب عثمانی دامت برکاتہم کے انٹرویو کا اقتباس ۱۶۹
۶۹ مولانا رفیع الدین صاحبؒ کا قابلِ تقلید عمل ۱۷۲
۷۰ حضرت ابو ہریرہؓ کی وصیت ۱۷۳
۷۱ دعائیہ ۱۷۴
۷۲ فہرست مراجع........................... ۱۷۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ

حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم

(صدر مفتی جامعہ ڈابھیل)

قیامت کب آنے والی ہے اس کا حقیقی وقت اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو معلوم نہیں، حدیثِ جبرئیل علیہ السلام میں ہے کہ: نبیٔ کریم ﷺ سے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے سوال کیا کہ: متی السّاعة؟ (یعنی قیامت کب آئے گی) تو اس کے جواب میں حضور ﷺ نے فرمایا: ما المَسئُوْل عنها بأعلم من السّائل (یعنی قیامت کے متعلق جس سے پوچھا جا رہا ہے وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا)۔

مطلب کہ مجھے بھی آپ کی طرح قیامت کا صحیح وقت معلوم نہیں؛ البتہ قرآن وحدیث میں قیامت کی کچھ علامتیں اور نشانیاں بتلائی گئی ہیں جن کو علماء نے علاماتِ صغریٰ اور علاماتِ کبریٰ دو حصوں میں تقسیم کیا ہے؛ علاماتِ کبریٰ میں سب سے پہلی علامت امام مہدی کا ظہور بتلائی جاتی ہے۔ ویسے تو عربی زبان میں ”مہدی“ ہدایت یافتہ کو کہتے ہیں، اس معنیٰ کے لحاظ سے بہت سے مہدی ہو چکے ہیں اور ہوں گے؛ لیکن علامتِ قیامت کے طور پر جس مہدی کے ظہور کو بتلایا گیا ہے وہ ایک مخصوص شخصیت ہے، جن کی بہت کچھ تفصیلات مختلف احادیث میں وارد ہوئی ہیں؛ چناں چہ ان ہی مہدیٔ موعود کی شخصیت سے متعلق اہل علم زمانۂ قدیم سے قلم اٹھاتے چلے آئے ہیں، اور

جوں جوں قیامت قریب ہوتی جارہی ہے اور مسلمان عالمی سطح پر مختلف آزمائشوں اور مصائب کا شکار ہوتے چلے جارہے ہیں قدرتی طور پر ان میں مہدئ موعود کی آمد کی طلب بڑھتی جارہی ہے، اور مسلمانوں کی ان ہی اندرونی کیفیات وجذبات کے پیشِ نظر بہت سے لوگ مہدئ موعود کی آمد اور ظہور کے سلسلہ میں بے سروپا باتیں بھی پھیلاتے رہتے ہیں، ان حالات میں ضروری تھا کہ لوگوں کو مہدئ موعود سے متعلق معتبر روایات سے آگاہ کیا جائے؛ چناں چہ عزیز مکرم مولانا مفتی محمود بارڈولوی صاحب سلّمہٗ (استاذ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل) نے حدیث اور شروحاتِ حدیث نیز اس موضوع پر لکھی گئی سابقہ کتابوں کو کھنگال کر ایک مضمون تیار فرمایا ہے، جو ان شاء اللہ مفید اور رہنما ثابت ہونے کی امید ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ عزیز موصوف کی اس سعی کو حسنِ قبول عطا فرمائے، آمین یارب العالمین۔

أملاہٗ: احمد خانپوری

٦/ذی القعدہ ١٤٢٧ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

افتتاحیہ

قیامت کا آنا ایک یقینی چیز ہے؛ لیکن اس کے وقوع کی کوئی متعین تاریخ بندوں کو نہیں بتائی گئی، البتہ اس کی خاص خاص علامتیں قرآن وحدیث میں واضح طور پر بیان کی گئی ہیں، انھیں علامتوں میں سے بہت بڑی علامت حضرت مہدیؒ کا ظہور ہے، امت مسلمہ آج کل جن حالات سے دوچار ہے اس کے پیش نظر کئی مسلمان ظہور مہدی کے متمنی ہیں، خود علامہ سفارینیؒ فرماتے ہیں: أي من العلامات العظمي وهي أولها أن يظهر الإمام المقتدىٰ الخاتم للأئمة محمدالمهدي (لوائح الأنوار البهية)

قیامت کی بڑی یعنی: قریب تر اور اولین نشانیوں میں امام المقتدیٰ، خاتم الائمہ محمد مہدی کا ظہور ہے، نیز ظہور مہدی ایک ایسی حقیقت ہے کہ اس کے انکار کی کوئی وجہ نہیں، ادھر تقریباً پانچ سال قبل مادر علمی جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل سملک کے اراکین شوریٰ نے جامعہ میں ''شعبۂ ردفرق باطلہ''- جس کا تبدیل شدہ نام ''شعبۂ تحفظ شریعت'' ہے- کے قیام کا فیصلہ فرمایا، اس شعبہ کے ضمن میں بندہ کے ذمہ ''احتساب قادیانیت'' کا موضوع آیا، مرزا قادیانی کے دعاوی میں سے ایک دعویٰ مہدی اور مسیح ہونے کا بھی ہے، جب اس دعویٰ کے متعلق دورۂ حدیث شریف کے طلباء کے سامنے

مدلل طریقہ سے یہ مضمون لکھوایا گیا کہ:

> ***مرزا مہدی و مسیح تو کیا ایک شریف انسان بھی نہیں ہوسکتا، نیز حضرت مہدی و مسیح کے متعلق جو باتیں احادیث میں آئی ہیں، ان میں کوئی بھی بات مرزا قادیانی میں کسی طرح بھی پائی نہیں جاتی۔***

جب یہ مضامین پیش کیے گئے، تو دل میں یہ بات آئی کہ حضرت مہدی کے متعلق باتوں کو الگ سے جمع کر کے امت مسلمہ کے سامنے پیش کیا جاوے، چناں چہ اسی غرض سے کوشش کی گئی کہ صحیح اور مضبوط باتوں کو جمع کیا جائے، نیز کمزور باتوں کی طرف اشارہ کر دیا جاوے۔

حضرت مہدیؒ کے متعلق بہت سی باتیں ہمارے طبقے تک میں غلط مشہور ہیں، جیسے ان کے ظہور کے وقت آسمان سے ندا آنا، ظہور سے قبل رمضان میں گرہن پیش آنا، اس قسم کے مضامین کی طرف بھی صحیح رہنمائی کی کوشش کی گئی ہے۔

جن جن کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہر ایک کو بحوالہ لکھ دیا گیا ہے، اس موضوع کے متعلق جہاں تک احادیث کی بات ہے بعض حضرات کا یہ کہنا ہے کہ: **”مہدی کے متعلق جو صریح احادیث ہیں وہ صحیح نہیں ہیں اور جو صحیح ہیں وہ صریح نہیں ہیں“**، اس جملے کے سلسلہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ایک فعال رکن مولانا عبدالرحمٰن باوا مدظلہ العالی نے لندن میں حضرت مفتی نظام الدین شامزئی شہیدؒ کی تالیف کی ہوئی کتاب ”عقیدۂ ظہور مہدی احادیث کی روشنی میں“ بندہ کو ہدیۃً عنایت فرمائی، حضرت مفتی

شامزئی مرحوم نے اس موضوع کے متعلق کم و بیش پچاس احادیث اس کتاب میں جمع فرمائی ہیں، اور ہر حدیث کے ہر ہر راوی کے متعلق بہت ہی شرح و بسط سے کلام کیا ہے، جس سے سابقہ جملہ کا بے حقیقت ہونا واضح ہو جاتا ہے، اس کتاب کی عالم اسلام کے نامور محقق عالم دین حضرت مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ العالی نے اپنے ”البلاغ“ کے ایک مضمون میں۔ جو مفتی شامزئی صاحبؒ کی شہادت پر انہوں نے لکھا تھا۔ بھر پور تعریف کی ہے، بحمد اللہ احادیث کے سلسلہ میں بندہ نے اس کتاب سے بھر پور استفادہ کیا ہے، اور دیگر جن کتب احادیث اور حضرات محدثین کے کلام سے استفادہ کیا ہے وہ مع حوالہ کے لکھ دیا ہے، جب یہ مسودہ تیار ہوا تو میرے مشفق بزرگ حضرت مولانا ابوبکر صاحب غازی پوری اور حضرت مولانا عبدالعلیم صاحب فاروقی (اللہ تعالیٰ ان دونوں بزرگوں کی عمر میں برکت عطا فرماوے) نے اس کو دیکھا، اور کچھ مفید مشورے دیے، نیز مفتی رشید احمد صاحب فریدی مدظلہ العالی و شیخ الحدیث مولانا مجتبیٰ صاحب لولات اور فضیلۃ الشیخ طلحہ منیار مکی اور برادر مکرم مفتی اسعد خانپوری نے اس کو دیکھا ترمیمات اور اصلاحات فرمائیں، نیز میرے مرشد ثانی مشفق و مربی حضرت مولانا مفتی احمد خانپوری صاحب دامت برکاتہم نے اس کو پڑھا، اور اس پر کلمات بابرکت لکھوائے، اس کتاب کی تیاری میں عزیز محترم مولوی حافظ قاری الحاج فاروق بمبوی (اللہ تعالیٰ ان کو دین کی خدمت کے لیے قبول فرمائے؛ آمین) نے ہر طرح بڑی محنت کی جزاہ اللہ فی الدارین باری تعالیٰ ان سب حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اخیر میں کتب احادیث میں وارد وہ احادیث جن کا تعلق اس موضوع سے ہیں

اس کا ایک نقشہ بھی پیش کیا گیا ہے تا کہ اس موضوع پر مزید تحقیق میں آسانی رہے۔

اخیر میں جمیع قارئین سے مؤدبانہ التماس ہے کہ میری علمی کمزوری اور زبان اردو سے واقفیت کی کمی کی وجہ سے یقیناً اس کتاب میں بہت ساری خامیاں رہ گئی ہوں گی، امید ہے کہ مطلع فرمائیں گے، تا کہ دوسرے ایڈیشن میں تلافی ہوسکے۔

اللہ تعالیٰ میری بدنیتی اور بدعملی کے شر سے محفوظ فرماوے، اور اس کتاب کو شرف قبولیت سے مالامال فرمائے۔

وآخردعوانا أن الحمدللّٰہ رب العٰلمین.

محمود بن مولانا سلیمان حافظجی، بارڈولی
جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل، سملک، گجرات

بسم الله الرحمٰن الرحيم

مقدمۂ طبع دوم

الحمدُ لله الذى به تَتمّ الصالحات، والصلوة والسلامُ علیٰ محمدٍ خاتم النبيين ﷺ بنور وجهه تنورُ الكائنات، وعلیٰ آله وصحبه ومن تبعهم بإحسانٍ إلیٰ يوم الدين. أما بعد!

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اس کتاب کا پہلا ایڈیشن ماہ ذی القعدہ ۱۴۲۷ھ کے بالکل اواخر میں زیورِ طبع سے آراستہ ہوکر منظر عام پر آیا۔

محض اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی کے احسان سے صرف تین ماہ کے قلیل عرصہ میں ختم ہوگیا۔ بندہ نے پہلے ایڈیشن کے افتتاحیہ میں تمام قارئین سے عموماً اور اہل علم حضرات سے خصوصاً یہ درخواست کی تھی کہ اس کتاب کی ترتیب یا کتابت کی خامیوں سے مطلع فرمائیں۔

چنانچہ میرے مشفق حضرت مولانا ابوبکر غازی پوری دامت برکاتہم نے ایک مفصل خط ارسال فرماکر بعض مواقع کی نشاندہی فرمائی، اسی طرح مفتی فضل محمود صاحب فلاحی نے مفید مشوروں سے نوازا۔ اسی دوران ماہنامہ ”صوت القرآن“ کے مدیر محترم حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالاحد صاحب تاراپوری (خلیفۂ حضرت ہردوئیؒ) کے قلم سے ایک مفصل تبصرہ شائع ہوا۔ اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات اور دیگر معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

اس دوسرے ایڈیشن میں مختلف جگہوں پر تقریباً انیس صفحات کا اضافہ کیا گیا ہے جو بے حد اہم اور دلچسپ ہے۔ جمع وترتیب اور کمپوزنگ میں عزیزانِ گرامی مولوی محمد فاروق بمبوی اور مولوی ندیم نور محمد ویراولی نے بھرپور تعاون کیا اور حسبِ سابق سیٹنگ کے کام میں برادر محترم حضرت مفتی ابوبکر صاحب اور برادر مولوی ساجد پٹنی صاحب نے بہت تعاون کیا، حق تعالیٰ ان حضرات کو اپنی شایانِ شان جزائے خیر عطا فرمائے، آمین۔

إن شاء الله عنقریب ہندی، گجراتی اور فرانسیسی زبان میں یہ کتاب منظر عام پر آجائے گی، اور انگریزی ترجمہ کی بھی کاوشیں جاری ہیں، اللہ تعالیٰ آسان فرمائے۔

ایک بار پھر اس کتاب کے قارئین سے گذارش ہے کہ تالیف وکتابت میں کسی بھی خامی پر اس عاجز کو ضرور مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اصلاح کی جاسکے۔ إن أجركم إلا على الله ۔ حق تعالیٰ اس کتاب کو شرف قبولیت سے نوازے، آمین۔

العبدُ الفقیرُ إلی اللهِ الغنيِ
محمود بن سلیمان حافظجی

بسم الله الرحمٰن الرحيم

مقدمۂ طبع سوم

الحمدلله و کفیٰ، و سلام علی عباده الذین اصطفی، امّا بعدُ.

اللّٰهم لا نُحصی ثناءً علیك أنت كما أثنیت علی نفسك۔ یہ حقیقت ہے کہ بندہ باری تعالی کے انعامات کا شکر ادا نہیں کرسکتا، باری تعالی کے بے شمار انعامات میں سے اس کتاب کا تیسرا ایڈیشن بھی ہے، ہمیں اندازہ بھی نہیں تھا کہ کتاب اس قدر مقبول ہوگی۔ یہ باری تعالی کا احسان ہے، اس پر ہم جتنا شکر ادا کریں کم ہے۔ شکر نعمت کے سلسلہ میں ایک بڑا ہی سبق آموز واقعہ جو مفسرین نے نقل کیا ہے ملاحظہ فرمائیں:

حضرت فضیلؒ سے منقول ہے کہ جب حضرت داؤد علیہ السلام پر یہ حکمِ شکر (اعمَلُوا آلَ داوٗد شُکْرًا الخ) نازل ہوا تو انہوں نے اللہ تعالی سے عرض کیا ''اے میرے پروردگار میں آپ کا شکر کس طرح پورا کرسکتا ہوں جب کہ میرا شکر قولی ہو یا عملی وہ بھی آپ ہی کی عطا کردہ نعمت ہے، اس پر بھی مستقل شکر واجب ہے''۔ حق تعالی نے ارشاد فرمایا ''الآن شکرتنی یا داوٗد'' کہ اے داؤد اب آپ نے شکر ادا کردیا، کیوں کہ حقِ شکر ادا کرنے سے اپنے عجز وقصور کو سمجھ لیا، اور اعتراف کرلیا۔ (معارف القرآن ۸/۲۷۳)

اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن بھی بہت ہی تیزی سے ختم ہوگیا، تب جامعہ اسلامیہ

ڈابھیل کے شعبۂ تحفظِ شریعت کے میرے رفیقِ کار، برادرِ محترم مفتی ابوبکر پٹنی صاحب مدظلہ العالی نے بِاصرار حکم فرمایا کہ تیسرا ایڈیشن جلد شائع کیا جائے، بندہ تعمیلِ ارشاد کا ارادہ کرہی رہا تھا، اواخرِ ربیع الاول ۱۴۳۰ھ، ششماہی امتحانات کی تعطیلات میں مشفقِ محترم حضرت مفتی احمد صاحب خانپوری (مد ظله العالی) کی معیت میں ویسٹ انڈیز کے سفر پر تھا، واپسی پر لندن ہوائی اڈہ پر پہنچا تو بندہ کو ایک بے حد سنگین صدمہ پہنچا، مجھے اطلاع دی گئی کہ میرے بہت ہی مخلص بھائی الطاف ماندا نواپور والے کا اچانک انتقال ہوگیا، اس خبر سے ایک سکتہ سا طاری ہوگیا، مرحوم سے کئی سالوں سے لـلـه فى الله گہرا تعلق تھا، وہ بندہ کے ساتھ محض اللہ واسطہ محبت رکھنے والوں میں سے تھے۔ جب سے دار الاحسان نواپور قائم ہوا تب سے تا دمِ حیات انہوں نے مدرسہ کی مثالی خدمات انجام دی۔ عین شباب میں وہ غمِ مفارقت دے گئے، ألـلهم اغفره وارحمه و سكّنه فى الجنة، آمین۔ اس حادثہ کے سبب کئی روز تک طبیعت بوجھل رہی، ایک عرصہ تک کئی دینی کام بھی مؤخر ہوتے رہے۔

اب بحمد اللہ تیسرے ایڈیشن کا کام مکمل ہوا، دوسرے ایڈیشن کے موقع پر نیز اب بھی یہ درخواست کی جارہی ہے کہ اس کتاب کی تالیف، ترتیب وکتابت کی خامیوں سے ضرور مطلع فرمائیں۔

اس اعلان پر جامعہ اسلامیہ ڈابھیل کے نامور فاضل، مفتی مرغوب احمد لاجپوری مقیم حال برطانیہ نے اور محاذِ تحفظِ ختمِ نبوۃ کے کامیاب جرنیل حضرت مولانا شاہ عالم صاحب گورکھپوری (مجلس تحفظ ختم نبوۃ دارالعلوم دیوبند) نے بہت ہی مفید و گراں قدر مشورے ارسال فرمائے، جنہیں فی الجملہ اس تیسرے ایڈیشن میں شامل کرلیا گیا۔ باری تعالی ان دونوں حضرات کو اپنے شایانِ شان جزائے خیر عطا فرمائے، آمین۔

نیز تفسیرِ قرطبی سے ایک مفصل روایت جو دوسرے ایڈیشن کی کمپوزنگ میں چھوٹ گئی تھی اس کو بھی شامل کرلیا گیا ہے۔

اس دوران بفضل اللہ گجراتی زبان میں دوسرا ایڈیشن اور ہندی میں پہلا ایڈیشن شائع ہوچکا ہے، انگریزی اور فرینچ (French) تراجم کا کام بھی جاری ہے۔

باری تعالی اس ایڈیشن کو بھی شرف قبولیت سے نوازے، اور اپنی رضا کا ذریعہ بنائے۔ جملہ معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

جئـنـا ببضاعةٍ مُزجاة فأوفِ لنا الكيل و تصدق علينا، آمين يا رب العالمين۔

العبدُ الفقيرُ إلى اللهِ الغنيِ
محمود بن سلیمان حافظجی
خادمِ ختمِ نبوت
جامعہ اسلامیہ ڈابھیل، سملک، گجرات

بسم الله الرحمن الرحيم

قیامت اور علاماتِ قیامت

قیامت کا آنا ایک یقینی امر ہے، دنیا کے بہت سارے مذاہب کسی نہ کسی شکل میں قیامت کے تصور کو مانتے اور تسلیم کرتے ہیں۔ قیامت کا واقع ہونا مسلمانوں کے بنیادی عقائد میں سے ایک اہم ترین عقیدہ ہے۔ البتہ یہ کہ قیامت کب واقع ہوگی اس کے متعینہ وقت کا علم تو اللہ تعالیٰ نے صرف اپنے پاس ہی رکھا ہے۔ سورہ لقمان میں باری تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ﴿ إنَّ اللّٰـهَ عـنـدهٗ علمُ السّاعة ﴾ [لقمان ٣٤] ترجمہ: بے شک قیامت کا علم تو اللہ ہی کے پاس ہے۔

دوسری جگہ سورۂ اعراف میں ارشاد ہے: ﴿ يسئلـو نك عـنِ السّاعة أيّانَ مُـرْسٰـهـا قُـلْ: إنّـمـا عـلـمُـهـا عـنـدَ رَبي، لا يُجَلّيها لِوقتِها إلّا هُو ﴾ [أعراف ١٨٧] ترجمہ: یہ لوگ آپ (حضرت محمد ﷺ) سے قیامت کے متعلق پوچھتے ہیں کہ: اس کا وقوع کب ہوگا؟ تو آپ فرما دیجیے: اس کی خبر تو صرف میرے رب کے پاس ہے، جب قیامت کا وقت آئے گا تو اللہ ہی اسے واضح فرما دیں گے۔

قریش مکہ کا قیامت کے بارے میں آپ ﷺ سے سوال کرنا

قیامت کی آمد اور ظہور کے بارے میں قریشِ مکہ نے کبھی آپ ﷺ سے اپنی رشتہ داری کو واسطہ بنا کر، کبھی اس کو آپ کی نبوت کا معیار بنا کر سوال کیا کہ اگر آپ

واقعی نبی ہیں تو بتلاتے کیوں نہیں کہ قیامت کس سال اور کس تاریخ کو آئے گی؟ لیکن ہر مرتبہ یہی جواب ملا کہ: اس کا علم تو محض میرے رب کو ہے، کسی نبی یا فرشتہ کو بھی اس کا علم نہیں دیا گیا۔ اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے مفسر ابنِ کثیرؒ مذکورہ آیت کے تحت لکھتے ہیں:

"أی لیسَ عـلـمُـهـا إلیك، ولا إلٰی أحدٍ من الخلقِ، بل مرَدُّها و مرجِعُها إلـی الـلـهِ عزّ و جلّ، فهـو الّذی یعلم وقتَها علی التعیین" ۔ [تفسیر ابن کثیر ٤٢٥/٤] ۔ یعنی: قیامت کا علم نہ آپ کو ہے اور نہ مخلوق میں سے کسی کو۔ اس کا علم اللہ کے پاس ہے، اور وہی اس کا وقت تعیین کے ساتھ جانتے ہیں۔

قرآنِ کریم میں اس قدر صراحت کے ساتھ حقیقت بتلا دی گئی، اس کے باوجود بہت سارے لوگ اس بات کی تحقیق میں رہتے ہیں کہ قیامت کب آئے گی؟ اور اسرائیلیات اور دیگر آثار کو ملا کر دنیا کی مجموعی عمر اور اس سے قیامت کے وقت کی تحقیق و تعیین کرنے کی ناکام سعی کرتے رہتے ہیں۔ یہ سب عبث اور لغو کام ہے، خود باری تعالیٰ ایسے لوگوں کو تنبیہ کرتے ہوئے آگے ارشاد فرماتے ہیں: ﴿ لا تـأتیـكـم إلّا بـغتةً ﴾ وہ تم پر یک بارگی آپڑے گی۔ اس طرح آپڑے گی کہ کسی کو اس کے آنے کا وہم و گمان بھی نہ ہوگا۔

قیامت حدیث کی روشنی میں

حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

عـن أبـی هریرةؓ أنَّ رسولَ الله ﷺ قالَ: لا تقوم الساعةُ حتی تطلُعَ

الشمسُ مِنْ مغربها، فإذا طلعتْ و رأها الناسُ آَمَنوا أجمعون؛ فذٰلك لا ينفعُ نفسًا إيمانُها لم تكن اٰمَنَتْ مِنْ قبلُ أو كسبت فى إيمانها خيرًا۔ ولتقومَنَّ الساعةُ وقد نشر الرجلانِ ثوبهما بينهما فلا يتبايعانه ولا يَطْوِيانِه، ولتقومَنَّ الساعةُ وقد انصرف الرجلُ بِلَبنِ لِقْحَته فلا يطعمه، ولتقومَنَّ الساعة وهو يليطُ حوضه فلا يسقى فيه، ولتقومَنَّ الساعة وقد رفع أُكْلَتَهٗ إلٰى فيه فلا يطعمها۔ [**صحيح البخارى ٢/٩٦٣**]

حضرت ابو ہریرہؓ بیان فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: 'قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک سورج پچھّم کی سمت سے نہ نکل آئے، جب سورج پچھّم کی سمت سے نکل آئے گا اور لوگ اسے دیکھ لیں گے تب سب لوگ ایمان لے آئیں گے، لیکن یہ وہ وقت ہوگا جب کسی کا ایمان لانا قابلِ قبول نہ ہوگا، قیامت اس طرح یکا یک آجائے گی کہ دو آدمی آپس میں کپڑے کا معاملہ کر رہے ہوں گے، پھر نہ تو اس کی خرید کر پائیں گے اور نہ کپڑے کو لپیٹ ہی سکیں گے۔ قیامت بایں طور اچانک واقع ہوگی کہ آدمی اپنے مویشی کا دودھ لیے آ رہا ہوگا یہاں تک کہ وہ اسے پی بھی نہ سکے گا۔ قیامت اس طرح یک بارگی آ پڑے گی کہ ایک شخص پانی کے لیے اپنے حوض کو مٹی سے لیپ کر درست کر رہا ہوگا مگر اسے استعمال بھی نہ کر پائے گا۔ قیامت ایسے دفعۃً آ پہنچے گی کہ ایک شخص کھانے کے لیے لقمہ اٹھائے ہوئے ہوگا اور اسے کھا بھی نہ سکے گا''۔

خلاصہ یہ نکلا کہ: قیامت کب آئے گی اس کا متعین علم صرف اور صرف باری تعالیٰ کے پاس ہے۔ البتہ قیامت کی بہت ساری علامتیں ہمیں اللہ تعالیٰ نے اپنے صادق و مصدوق رسول حضرت محمد ﷺ کے واسطہ سے بتلائی ہیں۔ اور اس بات پر ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کی باتیں پختہ اور اٹل ہیں، اور جو باتیں اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہمیں بتلائی گئیں وہ ہو کر رہیں گی۔ یہ کارخانۂ عالم اللہ کے حکم کے تابع ہے، اس لیے قبل از قیامت پیش آنے والے وہ حالات جن کا تذکرہ ہمیں قرآن وحدیث میں ملتا ہے، ان ہی کے مطابق دنیا میں تغیر وتبدل ہوتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿ لا تبديلَ لِكَلِماتِ الله ﴾ [**یونس ٦٤**] کہ اللہ کی باتیں بدلتی نہیں ہیں۔ یہ کارخانۂ عالم اللہ کے حکم کے تابع ہے، اس لیے قبل از قیامت پیش آنے والے وہ حالات جن کا تذکرہ ہمیں قرآن وحدیث میں ملتا ہے، ان ہی کے مطابق دنیا میں تغیر وتبدل ہوتا رہے گا۔

لہٰذا جن علاماتِ قیامت کا تذکرہ کیا گیا ان کا واقع ہونا ایک لازمی امر ہے، ان میں سے بہت سی علامات تو اب تک اس عالم میں وقوع پذیر ہو چکی ہیں، کچھ واقع ہو رہی ہیں، اور بہت ساری علامتیں اپنے اپنے وقت پر ظاہر ہوتی رہیں گی۔

نوٹ: علاماتِ قیامت کی معلومات حاصل کرنے کے لیے کتبِ احادیث میں مستقل ''كتاب الفتن و أشراط الساعة'' نام کے ابواب موجود ہیں، ان کا مطالعہ کر لیا جائے۔ نیز عربی زبان میں علامہ ابنِ کثیرؒ کی ''النهاية'' تخریج وحواشی کے ساتھ چھپ چکی ہے۔ اسی طرح سید احمدؒ کی ''الإشاعة لأشراط الساعة'' اردو زبان میں ''عصر حاضر حدیث نبوی کی روشنی میں'' اور شاہ رفیع الدین صاحب دہلویؒ کی ''علاماتِ قیامت'' وغیرہ کتابوں کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

علاماتِ قیامت کی دوقسمیں

قیامت کی جوعلامات قرآن وحدیث میں وارد ہوئی ہیں وہ دوقسم کی ہیں:

(۱) علاماتِ صغریٰ یعنی چھوٹی علامتیں اوران کوعلاماتِ بعیدہ بھی کہہ سکتے ہیں، یہ علامتیں قیامت سے پہلے وجود میں آویں گی، لیکن یہ ضروری نہیں کہ ان کے بعد قیامت جلد ہی آجائے۔

(۲) علاماتِ کبریٰ یعنی بڑی بڑی علامتیں ان کوعلاماتِ قریبہ بھی کہہ سکتے ہیں، یہ علامتیں دنیا میں عام معمول کے خلاف قیامت کے قریب تر زمانہ میں ظاہر ہوں گی۔ ان علامات کودیکھ کر یہ بات واضح ہوجائے گی کہ اب قیامت دور نہیں (کما یُستفاد من فتح الباری ۱۱/۴۲۸)۔ اسی دوسری قسم یعنی علاماتِ کبریٰ میں سے ایک بہت بڑی علامت حضرت مہدیؓ کاظہور بھی ہے۔

حضرت مہدیؓ کاظہور امت مسلمہ کے لئے ترقی کا باعث ہوگا

حضرت مہدیؓ کاظہور ایک قطعی ویقینی امر ہے۔ آپؓ کی تشریف آوری امت مسلمہ کے عروج اور ترقی کا باعث ہوگی۔ نیز آپ کی تشریف آوری کے بعد حفاظتِ دین، اشاعتِ دین، تجدیدِ دین اور احیائے دین کے وہ اہم ترین کارنامے، جنہیں امتِ مسلمہ میں پہلے ہی سے انجام دیا جارہا تھا، لیکن زمانہ کے احوال کی وجہ سے اس میں اضمحلال آگیا تھا، آپؓ انہیں دور کرکے بہ ہمہ جہت آگے بڑھانے کی کامیاب کوشش کریں گے۔

حفاظتِ دین وحفاظت قرآن مع الفاظ ومعانی

اس دنیا کو بنانے کا مقصد خالق کو پہچاننا، اور خالق کی مرضیات پر عمل کرنا اور اس کے ذریعہ سعادتِ دارین حاصل کرنا ہے؛ اس عظیم مقصد کے لیے باری سبحانہ وتعالیٰ نے متعدد انبیاء علیہم السلام کو اس دنیا میں مبعوث فرمایا، ہر نبی نے اپنے اپنے زمانہ میں اللہ تعالیٰ کا پیغام اس کے بندوں تک پہنچادیا، اور اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرتے ہوئے دنیا سے تشریف لے گئے۔

پہلے انبیاء علیہم السلام کو جو شریعتیں دی جاتیں وہ مخصوص زمانہ اور مخصوص علاقہ کے لیے ہوا کرتیں؛ اور سب سے اخیر میں اللہ تعالی نے حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ کو مبعوث فرمایا، اور باری تعالیٰ نے جس دین کے ساتھ اپنے آخری نبی کو مبعوث فرمایا وہ قیامت تک کے لیے ایک جامع دستور، مکمل ضابطۂ حیات اور غیر منسوخ دین قرار پایا۔

جب قرآنِ کریم خدا تعالیٰ کا آخری پیغام قرار پایا تو اس کی ابدیّت اور آفاقیت کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ اس کا ایک ایک حرف محفوظ رہے، تا کہ قیامت تک آنے والے تمام جن واِنس اس سے روشنی حاصل کرسکیں اس لیے اس کی حفاظت کی ذمہ داری بھی خود اللہ تعالیٰ نے لے لی؛ **کما قال اللہ سبحانہ وتعالیٰ:** ﴿إنّا نَحْنُ نَزَّلنَا الذّکرَوَإنّا لَہ لَحٰفِظُون ﴾ [الحِجر ۹] ہم نے خود یہ قرآن اتارا ہے، اور ہم خود اس کے محافظ ہیں۔

قرآن صرف الفاظ کا نام نہیں، بلکہ الفاظ و معانی دونوں کے مجموعہ کا نام ہے، اس لیے جس طرح الفاظِ قرآنی کی حفاظت کا وعدہ اور ذمہ داری ہے اسی طرح قرآن کے معانی اور مضامین کی حفاظت اور ہر طرح کی تحریف سے محفوظ رکھنے کی ذمہ داری بھی ہے۔ اور اس میں علمی و عملی دونوں قسم کی حفاظت شامل ہے، یعنی جس طرح صحیح علم محفوظ رہے گا اسی طرح صحیح عمل بھی محفوظ رہے گا۔ اور یہ صرف قرآنِ کریم کی خصوصیات میں سے ہے، دیگر آسمانی کتابوں کی حفاظت کی ذمہ داری حاملینِ کتاب کے سپرد کی گئی تھی، چنانچہ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ بما استُحْفِظوا مِنْ کتٰبِ الله و کانوا علیه شُهداء ﴾[المائدة ٤٤] یعنی توراۃ کی حفاظت کا ان کو ذمہ دار بنایا گیا، اور وہ خبر گیری پر مقرر تھے۔

سو جب تک احبار نے اپنی ذمہ داری کا احساس کیا وہاں تک توراۃ و انجیل محفوظ رہے اور یہ کتابیں جب دنیا پرستوں کے ہاتھ لگی تو محرّف ہو کر ضائع ہو گئی۔

خلاصہ یہ ہے کہ قرآن مجید کے الفاظ و معانی و مطالب براہِ راست اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہیں، وہ نہ کسی کے مٹانے سے مٹنے والے، نہ کسی کے دبانے سے دبنے والے، نہ کسی کے اعتراض سے بے قدر ہونے والے اور نہ ہی کسی کے روکنے سے اس کی دعوت رکنے والی ہے۔

باری تعالیٰ کے فضل سے اس امّت میں ہر زمانہ میں ایک بڑی جماعت موجود ہوتی ہے، جو خود شریعت پر عمل پیرا ہوتی ہے، اور دین متین کا مجسّم پیکر بن کر ہر زمانے میں اس کی حفاظت و اشاعت کا اہم ترین کارنامہ انجام دیتی ہے؛ حدیث شریف میں ارشاد ہے: ” لا تَزالُ طائفةٌ مِن أُمّتِي قائمةً بأمر الله ،لایضُرّهم مَن خَذَلَهُم أو خالَفَهم ،حتّی یأتیَ أمرُ الله و هم ظاهرون علی الناس “ [**صحیح مسلم ۱۴۳/۲**]

ترجمہ: میری امت میں ایک ایسی جماعت ہمیشہ باقی رہے گی جو خدائے پاک کے احکام برقرار رکھے، کوئی اس کا ساتھ نہ دے یا کوئی اس کی مخالفت کرے، اسے اس کی کوئی پروا نہ ہوگی، ایسی حق پرست جماعت اسی شان و شوکت کے ساتھ قیامت تک رونما ہوتی رہے گی۔

ایک دوسری روایت میں ہے :”لا تَزالُ طائفةٌ مِن أمّتِي منصورِین علی الحَق،لایضُرّهم مَن خَذَ لَهُم حتّی تقومَ الساعة “ [**سنن ترمذي۴۳/۲**)۔

غرض یہ کہ اس امت کی ایک جماعت ہمیشہ اعلائے حق کے لیے بر سر پیکار رہے گی، اور اس جماعت کے اپنے دور کے ایک امیر حضرت مہدیؓ ہوں گے۔

جن لوگوں پر قیامت قائم ہوگی اس کے متعلق دو قسم کی احادیث میں تطبیق

مذکورہ بالا دونوں روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالی کے نیک بندوں کی ایک جماعت قیامت تک برسرِ پیکار رہے گی، اور اعلائے کلمۃ اللہ کے عظیم مقصد میں مشغول رہے گی، جب کہ صحیح مسلم اور ابن ماجہ کی مندرجۂ ذیل روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت بدترین لوگوں پر قائم ہوگی، اس زمانہ میں نیک لوگوں کا وجود بھی نہیں ہوگا۔

”لا تقوم الساعة حتی لا یُقالَ فی الأرض الله الله“ [**مسلم ۸۴/۱**] یعنی قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک روئے زمین پر اللہ کا نام لیا جاتا رہے گا۔ ”لا تقوم الساعة علی أحدٍ یقول: الله الله“ [**ایضاً**] اور ابن ماجہ کی

روایت ”ولا تقوم الساعة إلّا على شرارِ الناس “ **[باب شدة الزمان ابن ماجه ۳۰۲]** یعنی قیامت بدترین لوگوں پر ہی قائم ہوگی۔

دونوں قسم کی روایتوں سے بظاہر جو تعارض معلوم ہورہا ہے اس کا حل یہ ہے کہ پہلی روایتوں میں ”إلى يوم القيامة“ اور ” حتى تقوم الساعة “ جیسے الفاظ سے قیامتِ کبری مراد نہیں، بلکہ قیامت کی صرف ایک بڑی علامت مراد ہے؛ یعنی حضرت عیسٰی علیہ السلام کا نزول۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے نزول تک یہ جماعت برابر روئے زمین پر برقرار رہے گی، پھر آہستہ آہستہ اہلِ حق حضرات اس دنیا سے رخصت ہو جائیں گے اور شرارِ خلق پر قیامت قائم ہوگی۔ مزید تفصیل کے لیے ”**نوادر الفقه ۱۳۲/۱-۱۳۳** “ ملاحظہ کیجیے۔

خلافت

”عن سعيد بن جمهانؒ، قال: حدثني سفينةؓ قال: قال رسول الله ﷺ : الخلافةُ في أُمّتي ثلاثون سنةً، ثُمَّ مُلكٌ بعدَ ذلكَ، ثُمَّ قالَ لى سفينةُ : أمسِكْ خلافةَ أبي بكْرٍ ثُمَّ قالَ: و خلافةَ عُمرَ و خلافةَ عُثمانَ ثُمَّ قالَ: أمسِكْ خلافةَ علِيٍّ؛ فوَجَدْناها ثَلٰثينَ سَنَةً ، قالَ سعيدٌ: فقلتُ له: إنَّ بنى أُميَّةَ يَزْعمونَ ”أنَّ الخلافةَ فيهم“ قالَ: كذَبوا بنُو الزرْقاءِ، بل هم ملوكٌ مِن شرِّ الملوك “

[رواه الترمذي ۴٦/۲].

ترجمہ: میری امت میں خلافت تیس سال تک رہے گی، پھر اس کے بعد سلطنت ہو جائے گی۔ پھر مجھ سے سفینہؓ نے کہا کہ آپ حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کو شمار کیجیے، پھر حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کی خلافتوں کو شمار کرو۔ ہم نے (شمار کیا تو) اسے تیس سال ہی پایا۔ پھر میں نے سفینہؓ سے کہا کہ: بنی امیہ یہ دعوی کرتے ہیں کہ (مذکورہ) خلافت اُن (کے خاندان) میں ہی ہے، تو سفینہؓ نے کہا کہ بنی زُرقاء جھوٹے ہیں، وہ تو بدترین بادشاہوں میں سے ہیں۔

فقیہ عصر حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اس حدیث کے ضمن میں لکھتے ہیں: ” أيْ الخلافَةُ المَرضيّةُ إنَّما هيَ لِلّذينَ صدقوا الإسلامَ بأعْمالهم و تمسَّكوا بسنةِ النبِيِّ ﷺ“ **[حواشی الكوكب الدرى ۵۵/۲، و حواشی ترمذی ۴٦/۲، و كذلك فى مجمع بحار الأنوار ۹۲/۲]** یعنی: وہ پسندیدہ خلافت اُن لوگوں کی (قائم کردہ) ہوگی جنھوں نے اپنے اعمال کے ذریعہ اسلام کی تصدیق کی اور سنتِ نبوی ﷺ کو مضبوطی سے تھام لیا۔

اسی طرح حضرت عمر بن خطابؓ کی روایت میں آیا ہے کہ آپ ﷺ نے خبر دی ہے کہ: ”کچھ زمانہ تک نبوت اور رحمت رہے گی، اس کے بعد خلافت اور رحمت۔ بعض روایات میں ”خلافة على منهاجِ النبوة“ کے الفاظ بھی وارد ہیں“

[المستدرك للحاكم ۵۲۰/۴ رقم الحديث ۸۴۵۹]

سیدنا حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں؛ آپ کے بعد کوئی نیا رسول و نبی نہیں آنے والا، آپ ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں ہی اپنے مقاصد

بعثت، یعنی تلاوت آیات، تزکیۂ نفوس، تعلیم کتاب وحکمت کی روشنی میں ایک جامع دین اورصالح معاشرہ انسانیت کے سامنے پیش فرمایا، ساتھ ہی ساتھ مرضیات الٰہیہ کے مطابق عدل وانصاف والی ایک مثالی حکومت بھی قائم فرمائی، آپ ﷺ کی باکمال شخصیت امامتِ صغرٰی (نماز کی امامت) اور امامتِ کبریٰ (حکومت) دونوں کی جامع تھی، اور آپ ﷺ نے وحی الٰہی کی روشنی میں جو نظامِ حکومت قائم فرمایا، اس کی مثال تاریخِ عالم میں نہیں مل سکتی۔

آپ ﷺ کے بعد بھی یہ نظامِ حکومت کچھ عرصہ تک دنیا میں باقی رہا، جس کو ہم ''خلافت'' سے تعبیر کرتے ہیں، اور منصب خلافت کے ذمہ دار کو ''خلیفہ'' کہتے ہیں؛ اس لیے حقیقت میں خلافت اسی نظام کو کہیں گے جو خالص نبوت ورسالت کی تعلیمات کے مطابق ہو، اور نبوی نظام کی تمام خوبیاں اس میں موجود ہوں، اور وہ نظام عہدِ رسالت کے طرز پر چلتا ہو۔

خلافت کی تعریف

خلافت کی تعریف کرتے ہوئے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ لکھتے ہیں:

''خلافت (عامہ) وہ ریاستِ عامہ ہے جو بذریعۂ اشاعتِ علومِ دینیہ (یعنی قرآن وحدیث کی تعلیم، وعظ ونصیحت) کو زندہ رکھنا، ارکانِ اسلام (پنج وقتہ نماز، جمعہ وعیدین کی جماعت کا اہتمام اور امامت، زکوۃ وصول کرنا، مصرف میں خرچ کرنا، عامل کا تقرر، ہلال کی شہادت اور اس کے بعد رمضان اور عیدین کا حکم، حج کا نظم وغیرہ) کو قائم

کرنا۔ جہاد اور اس کے متعلقات کو قائم کرنا، عہدۂ قضا کے فرائض انجام دینا، حدود قائم کرنا، مظالم کو دور کرنا اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کو بجالانا، یہ سارے کام بحیثیتِ نائبِ نبی ﷺ بالفعل انجام دینے کو خلافت کہا جاتا ہے ۔ [**ازالۃ الخفاء ۱۹/۱**]

خلافت کے سلسلہ میں امامِ اہلِ سنت مولانا عبدالشکور صاحب لکھنویؒ فرماتے ہیں:

''خلافت کے معنی جانشین کے ہیں؛ جو شخص کسی کی جگہ پر بیٹھ جائے یعنی اس کا نائب بن کر کام کرے وہ اس کا خلیفہ کہا جائے گا، اصطلاح شریعت میں خلافت اس بادشاہت کو کہتے ہیں کہ ''یہ نیابت آں حضرت ﷺ کے دین کے قائم رکھنے اور احکامِ دینیہ کے نافذ کرنے کے لیے ہو''۔ [**تحفۂ خلافت ۷۸**]

معلوم ہوا کہ خلافت کے لیے بادشاہت ضروری ہے، ایسی بادشاہت جس میں نیابتِ رسول ﷺ کی صلاحیت ہو۔

خلافت کی اہمیت

خلافت اور خلیفہ کا باقی رہنا اس امت کے لیے نہایت اہم اور ضروری امر تھا، جس کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ کی تدفین میں جو تاخیر ہوئی وہ خلیفہ کے تقرر نہ ہو پانے کی وجہ سے ہوئی۔ آپ ﷺ کے قولی وعملی اشاراتِ واضحہ کی روشنی میں اجماع صحابہ سے جب حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفۂ اول مقرر کیے گئے، تب تجہیز وتکفین کا مبارک عمل انجام دیا گیا۔

اس سلسلہ میں حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں:

”صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی توجہ آں حضرت ﷺ کے دفن سے پہلے خلیفہ کے تعین وتقرر کی طرف مائل ہوئی؛ لہٰذا (معلوم ہوا کہ) اگر صحابہ کرامؓ کو شریعت کی طرف سے خلیفہ مقرر کرنے کی فرضیت (اور اس میں تاخیر کرنے کی ممانعت) معلوم نہ ہوتی، تو وہ حضرات ہرگز خلیفہ کے تقرر کو آں حضرت ﷺ کے دفن پر مقدم نہ کرتے“۔ [**ازالۃ الخفاء ۱/ ۲۱**]

شاہ صاحبؒ مزید فرماتے ہیں کہ:

مسلمانوں پر ایسے خلیفہ کا مقرر کرنا جو جامعِ شرائطِ خلافت ہو، فرض کفایہ ہے اور قیامت تک (فرض) رہے گا۔ [**ازالۃ الخفاء ۱۹/۱**]

خلیفہ

خلیفہ نبی کا سچا جانشین ہوتا ہے، نبوی علوم اور نبوی صفات سے آراستہ ہوتا ہے، قرآن وحدیث کے علوم میں اس کو درکِ کامل ہوتا ہے، سنتِ نبوی کا کامل پابند ہوتا ہے، اور نبی کی طرح اس کا دل انسانیت کی خیرخواہی کے جذبہ سے لبریز ہوتا ہے۔ خلیفہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ مسلمان، مرد، عاقل، بالغ، عادل، آزاد، متکلم، سمیع، بصیر ہو اور اجتہاد کی صلاحیت بھی اس میں پائی جاتی ہو۔ [**ازالۃ الخفاء**]

خلافت راشدہ

نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بہت ہی نازک

وقت میں جمیع مہاجرین وانصار کے اتفاق سے منصبِ خلافت کو سنبھال کر اُمت کی رہبری فرمائی۔ آپ کی خلافت کی کل مدت دو سال تین ماہ اور تیرہ دن ہے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے بعد حضرت عمرؓ کو خلیفہ مقرر فرما دیا، آپ کی خلافت کی مدت دس سال اور تقریباً چھ ماہ ہے۔ حضرت عمرؓ کو جب أبو لؤلؤ مجوسی غلام نے فجر کی نماز میں زخمی کر دیا، تو آپ نے حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت عبدالرحمان بن عوف، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت سعد بن ابی وقاص **رضی اللہ عنہم** ان چھ حضرات کو امرِ خلافت کے مشورہ کے لیے منتخب فرمایا (البداية والنهاية ٧: ١٤٤)۔

انہوں نے مشورہ سے حضرت عثمانؓ کو خلیفہ مقرر کیا۔ آپ کی مدت خلافت تقریباً بارہ سال ہے۔ پھر جب حضرت عثمانؓ کو باغیوں نے شہید کر دیا تو حضراتِ مہاجرین وانصار کے اصرار پر حضرت علیؓ خلیفہ ہوئے۔ آپ کی مدت خلافت چار سال نو ماہ ہے۔

غرض ان چاروں حضراتؓ کی خلافت عین طرزِ نبوی پر رہی اور حقیقی خلافت کی جملہ شرائط ان میں موجود تھیں، مقصدِ خلافت اکمل طور پر ان سے ظاہر ہوا۔ اسی مبارک دور کو ہم ”خلافتِ راشدہ“ کے مبارک الفاظ سے تعبیر کرتے ہیں، اور اسی خلافت کے چاروں خلفاء کو ہم ”خلفائے راشدین“ کے نام سے یاد کرتے ہیں جنہوں نے خلافت کا صحیح حق ادا کرتے ہوئے وہ مثالی حکومت قائم فرمائی اور ایسے کارنامے انجام دیے جن کی نظیر انبیائے کرام کے کارناموں کے علاوہ تاریخِ انسانیت میں نہیں ملتی۔

حضرت حسنؓ کی خلافت حضرت علیؓ کی خلافت کا تتمہ ہے

حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد حضراتِ صحابہؓ اور تابعینؒ کی ایک بڑی جماعت نے حضرت حسن بن علیؓ کو خلیفہ بنایا۔ حضرت حسنؓ نے چھ ماہ تک منصبِ خلافت کو سنبھالا، پھر جب چھ ماہ پورے ہوگئے تو آپ یہ فرماتے ہوئے اس منصب سے دست بردار ہوگئے کہ: نبی ﷺ نے فرمایا تھا کہ ’’خلافت میرے بعد تیس برس رہے گی‘‘ اور تیس برس پورے ہونے میں چھ ماہ باقی تھے وہ پورے ہوگئے، گویا حضرت حسنؓ کی خلافت حضرت علیؓ کی خلافت کا تکملہ وتتمہ تھی۔

قالَ العلماءُ: ”لم یکن فی الثَّلٰثینَ بعدَہ ﷺ إلّا الخلفاءُ الأربعةُ وأیامُ الحسنِ“ ۰ [**تاریخُ الخلفاء ۱۰**] ترجمہ: علماء نے فرمایا ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کی تیس سالہ خلافت میں خلفائے اربعہ اور حضرت حسنؓ کے ایام حکومت کے علاوہ کوئی زمانہ نہیں تھا۔ ”والحسنُ آخرُ الخُلَفاءِ بنصِّہ“ [**تاریخُ الخلفاء ۱۳۱**] ترجمہ: حضرت حسنؓ بدیہی طور پر آخری خلیفہ ہیں۔

غرض اس طرح آپ ﷺ کے فرمان کے مطابق خلافة علی نهج النبوة کے تیس سال پورے ہوئے۔ چنانچہ سنن ابوداود [**بابٌ فی الخلفاء ص۶۳۸ رقم الحدیث ٤٦٤٧**] کی روایت ’’خلافةُ النبوّة ثلاثون سنة الخ‘‘ کی تشریح کرتے ہوئے۔

حضرت حسنؓ کا حضرت معاویہؓ کو خلافت سپرد کرنا

حضرت مولانا منظور احمد نعمانیؒ لکھتے ہیں:

’’حضور ﷺ کی وفات کے ٹھیک تیسویں سال حضرت علی مرتضیٰؓ کی شہادت ہوئی۔ آپ کے بعد آپ کے بڑے صاحب زادے حضرت حسنؓ آپ کے جانشین اور خلیفہ ہوئے؛ لیکن انہوں نے چند ہی مہینہ بعد مسلمانوں کی خانہ جنگی ختم کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کی ایک پیشین گوئی کے مطابق حضرت معاویہؓ سے صلح کرلی، اور اُن کے حق میں خلافت سے دست بردار ہوگئے۔

حضرت حسنؓ کی خلافت کے یہ چند مہینے شامل کرلیے جائیں تو پورے تیس سال ہوجاتے ہیں۔ پس ’’**خلافة علی منهاج النبوة**‘‘ اور ’’**خلافتِ راشدہ**‘‘ جس کو حدیث میں ’’**خلافةُ النبوة**‘‘ کہا گیا ہے اِن تیس سالوں تک رہی۔ اس کے بعد طور طریقوں میں تبدیلی کا عمل شروع ہوگیا، اور رشدہ شدہ **خلافة علی منهاج النبوة** کی جگہ بادشاہت کا رنگ آگیا۔

آں حضرت ﷺ کی دوسری پیشین گوئیوں کی طرح یہ حدیث بھی رسول اللہ ﷺ کا معجزہ اور آپ کی نبوت کی دلیل ہے۔ آپ ﷺ کی وفات کے بعد جو کچھ ہونے والا تھا، جس کے علم کا کوئی ظاہری ذریعہ نہیں تھا، آپ نے اس کی اطلاع دی۔ اور وہی وقوع میں آیا۔ ظاہر ہے کہ آپ کو اس کا علم اللہ تعالیٰ کی وحی ہی کے ذریعہ ہوا تھا‘‘۔ (**معارف الحدیث ۲٤٤/۷**)

خلافت راشدہ کے بعد دوسرے درجہ کی خلافت

خلافت راشدہ کے بعد ایک دوسرے درجہ کی خلافت شروع ہوئی، جس کو ملوکیت اور بادشاہت سے بھی تعبیر کیا گیا ہے۔ جس کی ابتدا خلفائے بنی امیہ سے ہوئی اور بنی عباس کے ذریعہ آگے بڑھ کر اس کا خاتمہ ترکی خلافتِ عثمانیہ پر انگریزوں کی ایک بڑی سازش کے تحت ۱۹۲۱ء میں کیا گیا۔

اس دوسرے درجہ کے دورِ خلافت میں نبوی طور وطریق پر اس پختگی سے عمل نہیں ہو سکا جو خلفائے راشدین کے دور میں ہوا۔ اور ذمہ دارانِ خلافت وامارت کی طرف سے بہت ساری باتیں شرعی نقطۂ نظر سے قابلِ گرفت وجود میں آئیں۔ اور نظامِ حکومت میں بہت ساری کمزوریاں بھی سامنے آئیں۔

دوسرے درجہ کی خلافت کو خلافت اسلامیہ کہنے کی وجہ

اس کے باوجود اس دوسرے درجہ کی خلافت کو ہم ''خلافتِ اسلامیہ'' سے یاد کرتے ہیں، چونکہ اس دور میں بھی ممالکِ اسلامیہ دار الحرب میں تبدیل نہیں ہوئے تھے، ایک دینی نظام چل رہا تھا جو مجموعی حیثیت سے اسلام ہی کے حق میں تھا، اور دشمن آج کی طرح مسلمانوں کو ایک دم لقمۂ تر بنانے سے قبل سوچنے پر مجبور تھے، دین وشریعت کی حفاظت اور عالمِ اسلام کی ''پاسبانی'' کا کام انجام دیا جا رہا تھا۔ اور آج جب وہ خلافت بھی باقی نہیں رہی تو ہم مسلمانوں کو بہت ہی شدت سے اس کی اہمیت کا احساس ہو رہا ہے۔ ان ہی خوبیوں کے پیش نظر رسول اللہ ﷺ نے اس عہد کے خلفاء کے متعلق بھی (امورِ حکومت میں) سمع وطاعت کی تاکید فرمائی؛ تاکہ یہ نظام کسی طرح بکھرنے نہ پائے۔ اور ان ہی تاکیدات کے پیش نظر صحابہؓ وتابعین واولیاء اللہؒ نے بعد والے زمانہ میں اپنے معیار سے اتر کر اِن بعد والے امراء کے ہاتھ پر امورِ حکومت میں بیعت کی اور ان سے بغاوت نہ کی۔

سلطان سے بغاوت کرنا حرام ہے

حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں: ''کسی سلطان (کی حکومت) پر مسلمانوں کے متفق ہو جانے کے بعد اس سلطان سے بغاوت کرنا حرام ہے، اگرچہ وہ سلطان خلافت کی شرطوں کا جامع نہ ہو، مگر اس صورت میں کہ اس سے صریح کفر ظاہر ہو''۔

[ازالة الخفاء ۲۸/۱]

اسی کتاب میں دوسری جگہ لکھتے ہیں:

''مصالحِ اسلام کے متعلق خلیفہ جو بھی حکم فرمائے اور (نیز اس کا جو حکم) شرع کے مخالف نہ ہو (اس کی بجا آوری) مسلمانوں پر لازم ہے، خواہ خلیفہ عادل ہو یا ظالم''۔

غرض یہ نظامِ خلافت تقریباً تیرہ صدی تک برابر چلتا رہا۔ یہ دوسرے درجہ کی خلافت ہے۔

امت مسلمہ کے پانچ دور

عن حذيفةَ بنِ اليمانؓ قال: قال رسول الله ﷺ: "إنَّ أولَ دينكم

نبوةٌ ورحمةٌ وتكونُ فيكم ماشاءِ الله أن تكونَ،ثم يرفعها اللهُ جلّ جلالُه ۰ ثم تكون خلافةً على مِنهاجِ النبوة ماشاءِ الله أن تكونَ،ثم يرفعها اللهُ جلّ جلاله ۰ ثم يكون ملكًا عاضًّافيكون ماشاءِ الله أن يكونَ، ثم يرفعه اللهُ جلّ جلاله ۰ ثم تكون ملكًا جبريّة فتكون ماشاءِ الله أن تكونَ، ثم يرفعها اللهُ جلّ جلاله ۰ ثم تكون خلافةٌ على مِنهاجِ النبوة، تعمل فى الناس بِسُنَّةِ النبىِّ و يُلقى الِإسلامُ بجِرانه فى الأرض، يرضى عنها ساكنُ السماء و ساكن الأرض،لا تَدَعُ السّماء من قطرٍ إلّا صَبَّتْه مِدرارًا، ولا تَدَع الأرض من نباتِها و برَكاتِهاشيئًا إلّا أخرجته“ ۰ **[رواه أحمد فى مسنده فى حديث النعمان بن بشيرؓ رقم الحديث ١٨٣٦٦ و البيهقى فى دلائل النبوّة]**

ترجمہ: حضرت حذیفہ بن یمانؓ کہتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

ا۔ تمہارے دین کا آغاز نبوت ورحمت سے ہوا ہے۔ جب تک اللہ چاہے گا وہ تمہارے درمیان موجود رہے گی، پھر اللہ تعالیٰ اس کو اٹھالیں گے (چنانچہ ۶۳ برس دنیا میں قیام فرما کر آپ ﷺ ۱۱ھ ماہ ربیع الاول میں دنیا سے تشریف لے گئے)۔

۲۔ پھر خلافت علی منہاج النبوۃ قائم ہوگی، یہ بھی اللہ تعالیٰ جب تک چاہیں گے رہے گی پھر اللہ تعالیٰ اس کو بھی اٹھالیں گے (چنانچہ آپ ﷺ کے وصال کے بعد ۳۰ سال خلافت علی منہاج النبوۃ رہی)۔

۳۔ اس کے بعد سخت اور مضبوط ملوکیت کا دور آوے گا۔ اللہ تعالیٰ جب تک چاہیں گے وہ رہے گی پھر اس کو بھی اللہ تعالی اٹھالیں گے (۴۱ھ سے ملوکیت شروع

ہوئی اور ۱۳۳۸ھ میں وہ بھی ختم ہوگئی)۔

۴۔ پھر جابر تاناشاہی قائم ہوگی، اللہ تعالیٰ اس کو بھی ختم فرماویں گے۔ (۱۳۳۸ھ میں خلافت کے خاتمہ کے بعد اب چھوٹی سلطنت اور تاناشاہیت کا دور ہے)۔

۵۔ اور اخیر میں دوبارہ خلافت راشدہ لوٹ آوے گی جو بالکل صحیح نہج نبوت پر ہوگی، اور اسلام اپنی گردن زمین پر ڈال دے گا (یعنی اسلام کو زمین میں قرار حاصل ہوگا) اس دور خلافت سے زمین اور آسمان والے خوش ہوں گے، خوب بارش برسے گی اور زمین سے بھی خوب نباتات اور برکتیں نکلیں گی۔

اس حدیث شریف میں آخری زمانہ میں دوبارہ جس خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے قائم ہونے کی بشارت فرمائی وہ بھی حضرت مہدیؓ کے زمانے کے متعلق بشارت ہے۔

بارہ خلیفہ

حدیث شریف میں ہے:

عن جابر بن سمرةؓ قال: قال رسول الله ﷺ: ”يكون مِنْ بعدي اثنا عشرأميراً“ قالؓ: ثُمَّ تكلَّمَ بشَىءٍ لَمْ أفْهَمْه؛ فسَئلْتُ الذى يَلِيْنى؟ فقالَ:قالَ:” كُلُّهم مِنْ قُريشٍ“ ۰ هذا حديثٌ حسنٌ صحيح **[رواه الترمذي ٤٦/٢ رقم ٢٢٢٣ وأبو داود ٥٨٨/٢]** ترجمہ: ”میرے بعد بارہ خلیفہ ہوں گے“

راوی کہتے ہیں کہ پھر آپ ﷺ نے کچھ کہا جو میں سمجھ نہ سکا؛ تو میں نے اپنے پڑوس میں بیٹھے شخص سے دریافت کیا؟ تو اس نے کہا کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ’’سب قریش سے ہوں گے‘‘۔ دوسری ایک حدیث میں ہے ’’میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے، ہاں خلفاء ہوں گے جن کی تعداد بہت ہوگی‘‘۔

نوٹ: ان بارہ حضرات کو عرفاً خلیفہ کہہ سکتے ہیں، گویا یہاں لفظ خلیفہ بادشاہ اور حکومت کے ذمہ دارِ اعلیٰ کے معنی میں ہوگا۔

اس حدیث شریف کی مختلف توجیہات کی گئی ہیں؛ ان میں سب سے راجح بات یہ ہے کہ: ان بارہ خلفاء کا آپ ﷺ کے بعد مسلسل ہونا ضروری نہیں ہے، بلکہ مختلف زمانوں میں قیامت تک یہ تعداد پوری ہوگی۔ چنانچہ صاحبِ بذل المجہود فرماتے ہیں کہ:

”قال البعض: المرادُ بهم الذينَ هُمْ على سِيرة الخُلَفاءِ ؓ (الراشدين) وآخرهم الإمامُ المهديُّ“۔ **[بذل المجهود ١٠١/٥]** یعنی بعض نے کہا کہ ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو خلفائے راشدین کی سیرت کے پیروکار ہوں گے، اور ان میں آخری حضرت مہدیؓ ہوں گے۔

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ نے اسی قول کو ترجیح دی ہے، امام سیوطیؒ اور شاہ ولی اللہؒ نے بھی اسی کو پسند فرمایا ہے۔ البتہ یہ بات یقینی ہے کہ ان بارہ خلفاء میں آخری خلیفہ حضرت مہدیؓ ہوں گے۔ چنانچہ امام ابو داودؒ نے بارہ خلفاء والی حدیث کو ’’**کتابُ المہدی**‘‘ میں ذکر فرما کر اس طرف اشارہ کیا ہے کہ وہ بارہویں خلیفہ حضرت مہدیؓ ہیں۔

نوٹ: حدیث شریف کی یہ جو تشریح پیش کی گئی اس کے علاوہ ایک قول یہ بھی ہے کہ: بارہ خلیفہ سے مراد وہ امرائے بنی امیہ ہیں جو امیر معاویہؓ کے بعد سلطنت کے مالک ہوئے۔ گویا حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ ان بارہ خلفاء تک اسلام کی قوت و شوکت باعتبارِ حکومت برقرار رہے گی اور ان کے زمانے میں سلطنت کو استقامت ہوگی۔

ان بارہ حضرات کے نام یہ ہیں: (١)يزيد بن معاويه (٢)معاويه بن يزيد (٣)عبدالملك (٤)وليد (٥)سليمان (٦)عمر بن عبدالعزيز (٧)يزيد بن عبدالملك (٨) هشام (٩)وليد بن يزيد (١٠)يزيد بن وليد بن عبدالملك (١١)ابراهيم بن وليد (١٢)مروان بن محمد۔

چنانچہ بنی امیہ میں یہ بارہ خلفاء ہوئے، ان کے بعد سلطنت بنی امیہ سے نکل کر بنی عباس میں چلی گئی۔

بارہ خلفاء کس طرح ہونگے

اس سلسلہ میں ایک قول یہ بھی ہے کہ: اس سے مراد وہ بارہ خلفاء ہیں جو حضرت مہدیؓ کے بعد ہوں گے، جن میں سے پانچ حضرت حسنؓ کی اولاد سے ہوں گے، اور پانچ حضرت حسینؓ کی اولاد سے۔ ان سب کے بعد پھر ایک بزرگ حضرت حسنؓ کی اولاد سے ہوں گے اور ان کے بعد ان کے صاحبزادے۔ اس طرح بارہ خلیفہ ہوں گے اور سب برحق ہوں گے۔ **[مجمع بحار الانوار ٨٢/١-٨٤]**۔

ایک قول یہ ہے کہ: حضرات خلفائے راشدینؓ، حضرت حسنؓ، حضرت معاویہؓ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اور حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ یہ آٹھ ہوئے، پھر حضرت مہدی عباسیؒ اور حضرت طاہرؒ جو بڑے عادل تھے، اور باقی ماندہ وہ دو مراد ہیں جن کا ابھی انتظار ہے، ان میں سے ایک حضرت مہدیؓ ہیں۔ [تاریخ الخلفاء ۱۲]۔

نوٹ: اس موقع پر سب سے اہم بات یہ ہے کہ یہ بارہ خلیفہ معصوم نہیں ہوں گے، اور نبوت یا اس سے برتر کسی درجہ پر نہیں ہوں گے، اور ان کے لیے امامت کسی خاص امتیازی وصف کے ساتھ نہیں ہوگی جیسا کہ شیعوں کا عقیدہ ہے۔ نیز یہ کہ شیعوں کے ہاں جن حضرات کو ''**اثنا عشر امام**'' کہا جاتا ہے، اُس سلسلہ میں مفتی یوسف صاحب لدھیانویؒ فرماتے ہیں: اہلِ سنت بھی ان کو اپنا مقتدا مانتے ہیں، مگر دو فرق کے ساتھ:

(اول) یہ کہ وہ (شیعہ) ان اکابر کو انبیائے کرام کی طرح معصوم عن الخطا، مفترض الطاعۃ اور مامور من اللہ سمجھتے ہیں، اہلِ سنت کے نزدیک یہ عقیدہ صرف انبیائے کرام کے بارے میں رکھا جاسکتا ہے۔

(دوم) یہ کہ وہ جو مسائل ان اکابر کی طرف منسوب کرتے ہیں وہ صحیح نہیں ہیں، اور ان روایات کے نقل کرنے والے لائق اعتماد نہیں۔ [**المہدی والمسیح ۲۳**]۔

تجدیدِ دین اور مُجدّد

عَنْ أبي علقمةؒ، عن أبي هريرةؓ فيما أعلمُ عنْ رسول الله ﷺ

قال: إنّ اللهَ يَبْعَثُ لِهذه الأمّةِ على رأسِ كُلّ مائة سنةٍ مَن يُجَدّدُ لها أمرَ دِينها [**مستدرك ٥٦٨/٤ رقم ٨٥٩٣**]۔ ترجمہ: بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس امت کے لیے ہر صدی پر ایسے شخص کو مبعوث فرمائیں گے جو اس امت کے دینی معاملات کو ازسرِ نو قائم ومضبوط کرے گا۔

دین اسلام کی قیامت تک حفاظت کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک غیبی نظام ہے جو اس امت کے لیے باری تعالیٰ کی طرف سے ایک امتیازی نعمت ہے۔ لیکن شیطانی قوتیں ہر دور میں اس دین حنیف میں تحریف کی کوششیں کرتی رہی ہیں۔

تحریف کی ابتدا افراط وتفریط، تشدد وغلو کی بنیاد پر ہوتی ہے۔ راہِ اعتدال سے ہٹ کر اپنی خواہشات کے مطابق دین کی تشریح کرنا اور غلط نظریات والحاد کو دین سے تعبیر کرنا، یہ وہ وبائی امراض ہیں جو امت کو اصل دین سے محروم کرنے کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس امت محمدیہ پر خصوصی کرم فرماتے ہوئے اس قسم کی تحریف والحاد سے اس دین متین کو پاک رکھنے کے لیے ہر دور میں مجددین کا ایک مبارک سلسلہ قائم فرمایا۔

تجدید

تجدیدِ دین کی تشریح فرماتے ہوئے فقیہ الامت سیدی مفتی محمود حسن گنگوہیؒ رقم طراز ہیں:

''شریعت کے جو احکام مرورِ زمانہ کی وجہ سے بے توجہی کا شکار ہوگئے ہوں،

غلبۂ ہویٰ وہوس اور مساعی نفس وابلیس کی وجہ سے متروک ہو گئے ہوں، ان کو اُجاگر کرنا، ان کی طرف توجہ دلانا، ان کو عملی جامہ پہنانے کی سعی کرنا اس کو تجدید دین کہتے ہیں‘‘ [**فتاوی محمودیہ باب العقائد ج١٥/ ص١٢٩**]

مجدد کے اوصاف

......علم اور عمل میں رسول کے سچے جانشین ہوتے ہیں۔

......ان کو اللہ کی طرف سے نبی کی طرح پُرکشش شخصیت ملتی ہے۔

......نسل، خاندان، اخلاق و عادات ہر لحاظ سے ان کی طرف لوگوں کے دل کھنچتے ہیں۔

......اپنی ایمانی فراست سے امت کی اصل بیماریوں کی جستجو کر کے قرآن اور حدیث کی روشنی میں ان کے علاج کا ایک جامع لائحہ عمل تیار کرتے ہیں، پھر اس کو عملی جامہ پہناتے ہیں۔

......بدعات ورسومات کا پردہ چاک کرتے ہیں۔

......عقائد، عبادات، معاشرت، معاملات، اخلاقیات، سیاست غرض ہر شعبہ میں ایمانی روح پھونکتے ہیں۔

......اعلائے حق میں کسی سے مرعوب نہیں ہوتے۔

......من جانب اللہ لوگوں میں ان کی اطاعت اور محبت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

......دین کا درد رکھنے والے افراد ان کے اردگرد جمع ہو جاتے ہیں۔

......اُن کو حضراتِ انبیا علیہم السلام کی طرح مخالفتوں کا سامنا ہوتا ہے، اذیتیں اٹھانی پڑتی ہیں، لیکن وہ اعلائے دین کے خاطر صبر واستقامت، اخلاص و یقین کے پیکر ہوتے ہیں، غیبی نصرت کی برکت سے مصائب کے بادل آہستہ آہستہ چھٹ جاتے ہیں اور دنیا میں ان کا سکہ چلنے لگتا ہے۔

......مجدد ذاتی اعتبار سے علوم و معارف میں کامل درک والے ہوتے ہیں، دین وسنت کی گہری بصیرت ان میں ہوتی ہے۔

......تقویٰ وصلاح کا کامل وصف ان میں ہوتا ہے۔

......مجدد علم کو پھیلاتے ہیں، اہل علم کی عزت کرتے ہیں۔

......اللہ تعالیٰ اس قسم کی صفات کا حامل اپنا ایک بندہ یا ان صفات والے بندوں کی جماعت ہر صدی کے شروع میں، یا ہر دور میں، یا ہر قرن میں اس امت میں پیدا فرماتے رہیں گے۔

آخری مجدد حضرت مہدیؒ ہونگے

ان ہی مجدد دین کے مبارک سلسلہ کی آخری کڑی حضرت مہدیؒ ہوں گے۔

چنانچہ ماضی قریب کے مجدد وفقیہ حضرت گنگوہیؒ فرماتے ہیں: **هو اٰخرُ مُجدّدی هذه الأُمَّة** [**الكوكب الدرى ٥٧/٢**]۔

یعنی: حضرت مہدیؒ اس امت کے آخری مجدد ہوں گے۔

نوٹ: میرے مرشد حضرت فقیہ الامت مفتی محمود حسن گنگوہیؒ فرماتے ہیں کہ خو

دمجدد کو بذریعہ الہام اور علامات (استدلالی طریقہ سے) اپنے مجدد ہونے کا علم ہوتا ہے، لیکن یہ لازم نہیں ہے، اور نہ وہ الہام وحی کے درجہ میں ہوتا ہے۔ ویسے مجدد اپنے مخصوص کارناموں کے ذریعہ پہچان لیے جاتے ہیں۔ **[خلاصہ از فتاوی محمودیہ باب الاشتات ج۱۲/ ص۴۰۳]**-

حضرت مہدیؓ کے ظہور کی تاکید احادیث کی روشنی میں

احادیث مبارکہ میں آپ کی تشریف آوری کو بہت ہی تاکید سے بیان کیا گیا ہے۔ ایک جگہ ارشاد ہے:

عن عبدالله بن مسعودؓ، عن النبی ﷺ قال: "لَو لَمْ یَبْقَ مِنَ الدُّنْیا إلّا یومٌ -- قال: زائدةُ (الراوی) -- لطوّلَ اللّهُ ذلكَ الیومَ حتی یبعثَ رَجلًا مِنّی(أو قال)من أهل بیتی، یواطئ اسمُه اِسْمی و اِسمُ أبیه اسمَ أبی۔ زاد فی حدیثِ فطرٍ: یملأ الأرض قِسطاً وعدلاً کما مُلِئت ظلماً و جوراً" **[أبو داؤد کتاب المهدی ج۲/ ص۵۸۸]** ترجمہ: اگر دنیا کا ایک دن بھی باقی رہ جائے، تو اللہ تعالیٰ اس دن کو اتنا لمبا کردیں گے کہ اس میں ایک شخص مجھ سے یا (یوں فرمایا کہ) میرے اہل بیت میں سے اس طرح مبعوث فرماویں گے کہ ان کا نام میرے نام سے مشابہ ہوگا، اور ان کے والد کا نام میرے والد کے نام سے مشابہ ہوگا۔ فطر کی روایت میں اتنا زائد ہے کہ "وہ عدل وانصاف سے زمین کو اسی طرح بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم وستم سے بھر گئی تھی"۔

ایک جگہ ارشاد ہے:

عن أبی هریرةؓ قال: لو لم یبقَ مِنَ الدنیا إلا یومٌ لطوَّل اللهُ ذلكَ الیومَ حتّی یلیَ۔ هذا حدیثٌ حسنٌ صحیحٌ. **[ترمذی ۴۷/۲]** یعنی اگر دنیا کا صرف ایک ہی دن بھی باقی رہ گیا ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس دن کو لمبا کردیں گے یہاں تک کہ (ایک شخص) والی ہوجائے گا۔

ایک جگہ ارشاد ہے:

عن عبدِاللهؓ(بن مسعودٍ) قال: قال رسول اللهِ ﷺ: "لا تذهبُ الدُّنیا حتی یملكَ العربَ رجلٌ مِنْ أهلِ بیتی یواطئُ اسمهٗ اسمی" هذا حدیثٌ حسنٌ صحیحٌ. **[ترمذی ۴۷/۲]** یعنی دنیا اس وقت تک فنا نہیں ہوگی جب تک میرے گھرانے میں سے ایک ایسا شخص سرزمینِ عرب کا مالک نہ ہوجائے جس کا نام میرے نام جیسا ہوگا۔

مذکورہ بالا روایت میں "یملك العرب" کا لفظ ہے اس کی وضاحت یہ ہے کہ چونکہ سرزمین عرب اسلام کا مرکز اور پایۂ تخت ہے، اس لیے اس کے مالک ہونے سے کل زمین کا مالک ہونا مراد ہے۔ نیز اہل عرب اشرف الناس ہیں، اس لیے عربوں کے سردار ہونے سے گویا تمام لوگوں کا سردار ہونا مراد ہے۔

مولانا منظور احمد نعمانیؒ لکھتے ہیں کہ :

یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ ابتداء حکومت عرب میں قائم ہوگی، پھر پوری دنیا میں ۔ یا یہ کہ حکومت کا اصل مرکز عرب ہوگا۔ **[معارف الحدیث ۱۷۰/۸]**

قیامت کی ایک اور نشانی

ایک جگہ اس بات کو اس انداز سے بیان کیا گیا کہ:

”لا تـذهـبُ الأيـامُ واللّيالى حتىٰ يملكَ رجلٌ من أهلِ بيتى، يواطئُ اسـمُـه اسـمـى واسمُ أبيهِ اسمَ أبى؛ فَيملأُ الأرْضَ قِسطاً وَ عَدلًا كما مُلِئتْ ظُلْماًوجَوراً“ [**مُستدرَك للحاكم رقم الحديث٨٧١٣**]۔ یعنی دن ورات اس وقت تک فنا نہیں ہوں گے جب تک میرے گھرانے میں سے ایک ایسا شخص (ساری دنیا پر) غالب نہ ہو جائے جس کا نام میرے نام جیسا اور اس کے والد کا نام میرے والد کے نام جیسا ہوگا۔ وہ روئے زمین کو اسی طرح عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم وستم سے بھری ہوئی تھی۔

”لا تَـقومُ السّاعةُ حتّى تُملَأَالأرضُ ظُلماًوجَوراً وَعُدواناً ثُمَّ يخرجُ من أهل بيتى مَن يَمْلأها قِسطاً وَ عَدلًا كما مُلِئت ظُلماًوعدوانًا“[**مُستدرَك رقم الحديث٨٦٦٩**] وقـال الـحـاكـم: صحيحٌ على شرط الشيخين، ووافقه الـذهـبى ۔یعنی قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک روئے زمین ظلم وستم اور سرکشی سے بھر نہ جائے۔ پھر میرے اہلِ بیت میں سے ایک شخص ظاہر ہوگا جو اُسے اسی طرح عدل وانصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم وستم سے بھری ہوئی تھی۔

اس حدیث کے متعلق شیخ البانی کا نظریہ ملاحظہ ہو: وبـعد أن وافق الألبانى كُلاً مـن الـحاكم و الذهبى على حُكمهما على الحديث بالصحة، قال عن

أحـد الرواة: وأبوالصديق الناجى اسمُه بَكر بن عمرو وهو ثقةٌ اتفاقاً، مُحتجٌّ بـه عـندالشيخين و جميع المحدثين، فمن ضعّفَ حديثه هذا مِن المتأخرين فقد خالف سبيلَ المؤمنين۔(**المهدى ٢٢٣**)

شیخ ناصرالدین البانیؒ نے اس حدیث کی صحت کے سلسلہ میں حاکم اور ذہبی سے اتفاق رائے کرتے ہوئے اسی حدیث کے ایک راوی کے متعلق فرمایا کہ ابوصدیق الناجی جن کا نام بکر بن عمرو ہے بالاتفاق ثقہ ہیں، شیخین اور تمام محدثین کے نزدیک ان کی روایات قابلِ استدلال ہیں، چنانچہ متاخرین میں سے جس کسی نے ان کی اس حدیث کو ضعیف قرار دیا اس نے مسلمانوں کی راہ سے اختلاف کیا ہے۔

ان تمام روایتوں کا حاصل یہ ہے کہ رات اور دن اس وقت تک فنا نہیں ہو سکتے، یا قیامت اس وقت تک نہیں آ سکتی جب تک حضرت مہدیؓ کا ظہور نہ ہو جائے۔ نیز یہ ہے کہ حضرت مہدیؓ کا ظہور بالکل یقینی اور حتمی ہے، حتی کہ خروجِ مہدی پر ایمان رکھنا واجب ہے، جیسا کہ آگے آئے گا۔

حضرت مہدیؓ کے دستِ حق پر بیعت کی تاکید

انسان کے لیے ضروری ہے کہ وہ ہر خیر اور نیکی کے کام میں بقدرِ استطاعت تعاون کرے۔ نیز شریعتِ مطہرہ کی تعلیم کے مطابق اگر کوئی مصلح، مجدد، داعی الی الحق کھڑا ہو جائے تو اُس کا تعاون کرنا، اس کے لیے راہ ہموار کرنا، اُس کی راہ میں رکاوٹ نہ بننا ہمارا ایمانی اخلاقی فریضہ ہے۔ لیکن جب حضرت مہدیؓ کا ظہور ہوگا تو ان کا تعاون

کرنے اوران کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی احادیث میں بڑی بھاری تاکید وارد ہوئی ہے۔حضرت نبی کریم ﷺ نے اس کوتاکید کے انداز میں اس طرح بیان فرمایا کہ:

’’جس کو یہ وقت ملے (یعنی حضرت مہدیؒ کا زمانہ) تو وہ ان کے پاس آئے ،اگرچہ برف پرگھسٹ کرآنا پڑے‘‘

چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے:

عن عبدالله بن مسعودٍؓ قال: بينما نحنُ عندَ رَسو لِ اللهِ ﷺ إذْ أقبلَ فِتْيةٌ من بنى هاشمٍ، فَلَمّا رآهم النّبى ﷺ اغْرورَقَتْ عَيناه و تَغيَّرَ لَونه ، قال(عبدالله) فَقُلتُ: ما نزالُ نرىٰ فى وَجهِكَ شيئاً نَكْرَهُهٗ ، فقال:’’ إنّا أهلَ بيتٍ اختارَاللهُ لنا الأخِرةَ على الدُنيا، وإنَّ أهلَ بيتى سيَلْقَونَ بعدى بلاءً و تشريداً و تطريداً حتّى يأتىَ قومٌ مِن قِبَلِ المَشرقِ معهُم راياتٌ سودٌ، فيسْئلونَ الخيرَ فلا يُعطَونه، فيقاتِلونَ، فيُنْصَرونَ، فيُعطَون ما سَئَلوا، فلا يقبلونَ حتّى يدفَعوها إلى رجلٍ مِن أهلِ بيتى، فيملأها قسطاً كما مَلَئُوها جوراً، فَمنْ أدرَكَ ذلك منهم فلْيأتهم ولو حبواً على الثلج‘‘ ۰ [**ابن ماجة ص۳۰۹ رقم۴۰۸۲**) ۔ترجمہ:حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر تھے کہ اچانک بنی ہاشم کے چندنوعمر بچے (آپ کے پاس) آئے ،جب آپ نے انہیں دیکھا تو آپ کی آنکھیں آنسوؤں سے نم ہوگئیں اور (چہرے کا) رنگ متغیر ہوگیا۔حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ ہم آپ کے چہرے پرغم کے آثار دیکھ رہے ہیں جو ہمارے لیے آزردگی کا باعث ہے۔تو آپ ﷺ نے ارشادفرمایا کہ:’’ہم اہل بیت کواللہ نے خصوصیت بخشی ہے، ہمارے لیے دنیا کی بنسبت آخرت کو پسند فرمایا ہے،میرے اہل بیت کو میرے بعد بڑے مصائب وآلام اور دُھتکار کا سامنا کرنا پڑے گا۔یہاں تک کہ مشرق کی جانب سے ایک قوم نمودار ہوگی جن کے ساتھ سیاہ جھنڈے ہوں گے۔میرے اہلِ بیت ان سے خیر کا سوال کریں گے لیکن انہیں نہیں دیا جائے گا۔تب وہ قتال کریں گے،اور وہ نصرت وکامرانی سے ہم کنار ہوں گے۔پھرانہیں ان کی مطلوبہ چیز دی جائے گی لیکن وہ اسے قبول نہ کریں گے یہاں تک کہ وہ میرے اہلِ بیت میں سے ایک شخص کو دیں گے۔وہ روئے زمین کواسی طرح عدل وانصاف سے بھردے گا جس طرح وہ ظلم سے بھری ہوئی تھی۔سو جوکوئی انہیں پائے وہ ان کے پاس پہنچ جائے ،خواہ برف پرگھسٹ کر ہی کیوں نہ جانا پڑے‘‘۔

ان مبارک الفاظ سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے ان کا ساتھ دینے اوران کے ہاتھ پر بیعت ہونے کی کتنی تاکید فرمائی ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں: حضرت مہدیؒ کی خلافت کا وقت آئے گا تو آپ کی اتباع ان امور میں واجب ہوگی جوخلیفہ سے متعلق ہیں۔(**ازالة الخفاء ٢٦/١**)

ظہورمہدیؒ کی احادیث

(ا) ظہورمہدیؒ کی احادیث کی حیثیت

حافظ ابن حجرعسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ ظہورمہدی کی احادیث حدّ تواتر تک

پہنچی ہوئی ہیں۔ (شیخ برزنجیؒ اور علامہ سیوطیؒ نے تواتر سے تواترِ معنوی مراد لیا ہے)۔

''شرح عقیدۃ السفارینی'' میں ہے کہ:

"قد كثُرتْ الرواياتُ بخروج المهدي، حتی بلغت حدَّ التواتر المعْنَوي"۔ [**شرح عقيدة السفارينى ٨٠/٢**] کہ حضرت مہدیؒ کے ظہور کی احادیث اس قدر کثرت سے وارد ہوئی ہیں کہ تواترِ معنوی کی حد تک پہنچ چکی ہیں۔

شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ "أشِعَّة اللّمْعات" میں لکھتے ہیں: دریں باب احادیثِ بسیار وارد شدہ، قریب بتواتر۔ [**اشعّة اللمعات ٣٣٨/٤**] کہ اس باب میں بہت سی روایات وارد ہیں جو تواتر کے بالکل قریب ہیں۔

قاضی شوکانی اپنی کتاب " الفتح الربانی " میں لکھتے ہیں:

"وجميع ما سُقناه بلَغَ حدَّ التواتر، كما لا يخفٰى على مَنْ له فضلُ اطلاعٍ"۔ (**تحفة الأحوذی ٤٠٢/٦**) کہ ہم نے جس قدر روایات ذکر کی ہیں وہ تواتر کی حد تک پہنچ چکی ہیں، جیسا کہ واقفیت تامہ رکھنے والوں پر مخفی نہیں ہے۔

قاضی شوکانی اپنی دوسری کتاب "التوضيح فی تواتر ما جاء فی المهدي المنتظَر والدجال والمسيح" میں تصریح فرماتے ہیں: الأحاديث الواردة فی المهدي التی أمكن الوقوف عليها خمسون حديثاً، فيها الصحيحُ والحسنُ والضعيفُ المنجبر۔ وهی متواترةٌ بلا شكٍّ وشبهةٍ بل يصدق وصف التواتر على ما دونها علىٰ جميع الاصطلاحات المحررةِ فی الأُصول وأمّا الآثارُ عن الصحابة المصرّحةِ بالمهدي فهي كثيرةٌ أيضاً لها حكم الرفع إذ لا

مجالَ للاجتهاد فی مثل ذلك۔ (**"المهدي ٣١" لعادل الذكي نقلاً عن "الإذاعة" لصديق حسن خان**)

حضرت مہدی کے متعلق جس قدر روایات پر واقفیت ہو سکی ان کی تعداد پچاس ہے، جن میں صحیح، حسن اور ضعیفِ منجبر (یعنی دیگر روایات کی روشنی میں اس کے ضعف کی تلافی ہو چکی ہو) ہر قسم کی روایات شامل ہیں۔ یہ تمام روایات بلا شبہ متواتر ہیں، بلکہ اصولِ حدیث کے مطابق اس سے کم تعداد والی روایات پر بھی تواتر کی صفت صادق آتی ہے۔ ان کے علاوہ حضرت مہدیؒ کے متعلق صحابۂ کرامؓ کے آثار کی تعداد تو اور بھی زیادہ ہے، اور وہ بھی احادیث مرفوعہ کے حکم میں ہیں چونکہ ان ابواب میں اجتہاد کی بالکل گنجائش نہیں ہے۔

ظہورمہدی کی احادیث اور آثار ذکر کرنے والے حضرات کی مندرجۂ ذیل فہرست سے بھی کثرتِ روایات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

مصنفین کے نام	**کتابوں کے نام**
١) الإمام البخاري	صحيح البخاري
٢)الإمام مسلم	صحيح مسلم
٣)الإمام الترمذي	جامع الترمذي
٤)الإمام ابن ماجه	سنن ابن ماجه
٥)الإمام النسائي	السنن الكبرىٰ للنسائي
٦)الإمام أحمد	مسند أحمد

٧)ابن حبان البستي	صحيح ابن حبان
٨)محمد بن عبدالله الحاكم	المستدرك
٩)أبوبكر بن محمد بن أبي شيبة	مصنف ابن أبي شيبة
١٠)أبوبكر الإسماعيلي	معجم الشيوخ
١١)عبدالرزاق بن همام الصنعاني	مصنف عبدالرزاق
١٢)نُعيم بن حماد	كتاب الفتن
١٣)الحافظ أبو نُعيم الأصبهاني	كتاب المهدي، حلية الأولياء
١٤)أبو القاسم سليمٰن بن أحمد الطبراني	المعجم الكبير، الأوسط ،الصغير ومُسند الشاميين
١٥)الدار قطني	الأفراد
١٦)الباوردي	معرفة الصحابة
١٧)أبو يعلىٰ الموصلي	مسند أبي يعلىٰ
١٨)البزّار	مسند البزار
١٩)الحارث بن أبي أُسامة	مسند الحارث
٢٠)الخطيب البغدادي	المتفق والمفترق وتلخيص المتشابه
٢١)ابن عساكر	تاريخ ابن عساكر
٢٢)ابن منده	تاريخ أصبهان و”الإيمان“
٢٣)معمربن راشد	الجامع

٢٤)الهيثم بن كليب الشاشي	المسند
٢٥)أبو الحسن الحربي	الحربيات
٢٦)ابن جرير	تهذيب الآثار
٢٧)أبوبكر المقري	المعجم
٢٨أبوعمرو الداني	سنن الداني
٢٩)أبوغنم الكوفي	كتاب الفتن
٣٠)أبوشجاع شيرويه الديلمي	مسند الفردوس
٣١)ابن الجوزى	التاريخ
٣٢)أبوالحسن بن المنادي	كتاب الملاحم
٣٣)أبوبكر أحمد بن الحسين البيهقي	دلائل النبوة
٣٤)يحيىٰ بن عبدالحميد الحماني	المسند
٣٥)الرويانى	المسند
٣٦)ابن سعد	طبقات ابن سعد
٣٧)ابن خزيمة	------
٣٨)الحسن بن سفيان	------
٣٩)عمر بن شبة	------
٤٠)أبو عوانة	المسند

(المہدی لعادل الذکی ۳۸-۴۰)

(۲) ظہور مہدیؓ کی احادیث کی مقبولیت

پوری امت مسلمہ نے ان احادیث شریفہ کو قبول کیا ہے جن میں حضرت مہدیؓ کے ظہور کا بیان ہے، چنانچہ علامہ مناویؒ جامع صغیر کی شرح ''فیض القدیر'' میں فرماتے ہیں کہ:

أخبار المهدى كثيرةٌ شهيرةٌ أفردها غيرُ واحدٍ فى التاليف الخ۔

[**فيض القدير شرح الجامع الصغير٦/٢٧٩**] کہ حضرت مہدیؓ کے متعلق احادیث کثرت سے وارد ہوئی ہیں نیز مشہور بھی ہیں، حتی کہ لوگوں نے انہیں مستقل تالیفات میں ذکر کیا ہے۔ (فیض القدیر)

بعض تالیفات کا ذکر حسب ذیل ہے۔

کتابوں کے نام	**مؤلفین**
١)العرف الوردي في أخبار المهدي	الحافظ جلال الدين السيوطي
٢)ا لفتن والملاحم	الحافظ عمادالدين بن كثير
٣)القول المختصر فى علامات المهدي المنتظر	الفقيه ابن حجر الهيثمي المكي
٤) ارتقاء الغُرَف	الحافظ السخاوي
٥)البرهان فى علامات مهدي آخر الزمان	علي المتّقي الهندي صاحب "كنزالعمال"
٦)المشرب الوردي فى مذهب المهدي	ملّا علي القاري
٧)فوائد الفِكَر فى ظهور المهدي المنتظَر	مرعي بن يوسف الحنبلي
٨)التوضيح فى تواتر ما جاء فى المهدي المنتظر والدجال والمسيح	القاضي محمد بن علي الشوكاني
٩) الأحاديث القاضية بخروج المهدي	محمد بن إسمٰعيل الأمير اليماني

(المهدى لعادل الذكي ٤١-٤٣)

یہ چند مشہور مؤلفین کی قدیم اور موقر تالیفات ہیں۔ اس دور میں تو اس عنوان پر بے شمار کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔

(۳) حضرت مہدیؓ کے نام کی صراحت

تقریباً نوے سے زائد احادیث مرفوعہ ہیں جن میں سے تیس احادیث میں صراحۃً حضرت مہدیؓ کا نام ہے، اور آثار صحابہؓ اور اقوال تابعینؒ ان کے علاوہ ہیں۔

نوٹ: بعض احادیث میں اگرچہ نام مذکور نہیں ہے تاہم محدثین کے ہاں یہ قاعدہ تو مشہور ہے کہ اگر ایک واقعہ کے متعلق مختلف احادیث وارد ہوں، ان میں بعض مجمل ہوں اور بعض مفصل؛ تو مجمل کو مفصل ہی کے اوپر محمول کیا جاتا ہے۔

(۴) ظہور مہدیؓ کی احادیث کے رواۃ

تقریباً پچیس حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعین رحمہم اللہ سے حضرت مہدیؓ کے متعلق احادیث مروی ہیں۔ جن میں حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت ابوہریرہ، حضرت طلحہ، حضرت انس، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت ابوسعید خدری **رضی اللہ عنہم** جیسے جلیل القدر حضرات صحابہ شامل ہیں اور امہات المؤمنین میں سے حضرت ام سلمہؓ اور حضرت ام حبیبہؓ بھی ہیں۔

(۵) صحاح ستہ میں حضرت مہدیؓ کے متعلق احادیث

ائمۂ صحاحِ ستہ میں سے امام ترمذی، امام ابوداود، اور امام ابن ماجہ رحمہم اللہ نے اپنی اپنی کتابوں میں حضرت مہدی کے عنوان سے مستقل تراجم قائم کیے ہیں۔

نوٹ: ابن ماجہ میں اگرچہ کچھ احادیث موضوعہ بھی ہیں، تاہم علامہ عبدالرشید نعمانیؒ نے "ما تمسّ اليه الحاجه لمن يطالع ابن ماجه" میں ان تمام احادیث موضوعہ کو صفحہ ۳۸ پر جمع کر دیا ہے۔ لیکن مہدی والی احادیث ان میں شامل نہیں ہیں۔ (البتہ ابن ماجہ کی روایت "لا مهدي إلا عيسىٰ" والی روایت کے متعلق جو کلام ہے اسے ہم نے الگ سے ذکر کر دیا ہے)۔

(۶) دیگر کتبِ حدیث میں حضرت مہدیؓ کے متعلق احادیث

ان کے علاوہ امام احمد، امام بزار، ابن ابی شیبہ، حاکم، طبرانی، ابویعلی موصلی،

امام عبدالرزاق بن ہمام، نُعیم بن حماد (شیخِ بخاری)، حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی رحمہم اللہ نے اور علامہ علاء الدین علی المتقیؒ نے "کنز العمال" میں حضرت مہدیؓ کا مستقل تذکرہ کیا ہے۔

نوٹ: حافظ ابن تیمیہؒ "منهاج السنة" میں اور حافظ ذہبیؒ "مختصر منهاج السنة" میں تحریر فرماتے ہیں: فنقولُ: الأحاديث التی تُحتجُّ بها علی خروج المهدي صحيحةٌ، رواها أحمد و أبو داوٗد و الترمذی (**مختصر منهاج السنة ٥٦٢**)۔ کہ: جن حدیثوں سے حضرت مہدیؓ کے ظہور پر استدلال کیا گیا ہے وہ صحیح ہیں؛ احمد، ابوداؤد اور ترمذیؒ نے ان کو روایت کیا ہے۔ [**ترجمان السنة ٣٧٨/٤**]

(۷) صحیحین میں ظہورِ مہدی کا تذکرہ

حضرت مہدیؓ کا تذکرہ صحیحین میں بھی اشارہ واضحہ کے ساتھ موجود ہے، ملاحظہ کیجیے:

حدیث ۱: عن أبی هريرةؓ قال: قال: رسول الله ﷺ: "كيفَ أنتم إذا نزل ابنُ مريمَ فيكم وإمامُكم منكم"۔ تابعهٗ عقيلٌ والأوزاعي۔ [**صحیح البخاری ٤٩٠/١**] ترجمہ: اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب عیسیٰ ابن مریم تمہارے درمیان اتریں گے دراں حالیکہ تمہارا امام تم ہی میں سے ہوگا (یعنی حضرت مہدیؓ)۔

حدیث کی تحقیق

(الف) وإمامُكم منكم کے متعلق علامہ ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں:

”وقالَ أبوالحسن الخسَعي الآبری فی مناقب الشافعی: تواترت الأخبارُبأنَّ المهدیَّ من هذه الأُمّة وأنَّ عیسٰی یصلی خلفهٗ، ذکر ذلك ردًّا للحدیث الذی أخرجهٗ ابنُ ماجة عن أنسٍؓ، وفیه ”ولا مهديَّ إلاعیسٰی “. [**فتح الباری٦/٦١١**] یعنی **وإمامُکم منکم** میں امام سے مراد مہدیؓ ہیں جواسی امت سے ہوں گےاورعیسی علیہ السلام (ایک نماز میں) ان کے مقتدی ہوں گے۔

(ب) علامہ بدرالدین عینیؒ نے بھی ”عمدة القارئ شرح بخاري ١٦/ ٤٠ “ پر یہی مفہوم مرادلیا ہے۔

(ج) اسی کی ایک متابع روایت حضرت جابر بن عبداللہؓ کے طریق سے مسلم شریف میں مذکور ہے؛ جس کے الفاظ اس طرح ہیں: ”فیقول أمیرهم : تعالَ صلِّ لنا ”الخ؛ اس کے ضمن میں شارح مسلم علامہ شبیراحمد عثمانیؒ فرماتے ہیں کہ: أمیرُهم هو إمام المسلمین المهدی الموعودالمسعود۔ [**فتح المُلهم ١/٣٠٣**] یعنی **أمیرهم** سے مراد حضرت مہدیؓ ہی ہیں جو مسلمانوں کے امام ہوں گے۔

(د) نیزأبو عبد الله محمد بن خلْفة الوشتاتی الأبّی المالکيؒ نے مسلم شریف کی شرح ”إکمالُ إکمالِ المعلم“ میں اور أبو عبد الله محمد بن محمد بن یوسف السَّنوسي الحسنيؒ نے اپنی شرح ”مکملُ إکمالِ الإکمال“ میں اسی کی تائید کی ہے۔ (١/٣٦٨)

(ہ) نیز مصنف عبدالرزاق کی ایک مقطوع روایت سے بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ **وإمامُکم منکم** سے مراد حضرت مہدیؓ ہی ہیں۔

أخبرَنا عبدُ الرزاق، عن معمرٍ قالَ: کان ابنُ سیرین یَریٰ أنّهٗ المهديُّ الذی یصلی وراءهٗ عیسٰیؑ۔ [**مصنف عبد الرزاق ١١/٣٩٩**] یعنی ابن سیرینؒ کا خیال یہ تھا کہ وہ حضرت مہدیؓ ہی ہیں جن کے پیچھے حضرت عیسٰی علیہ السلام نماز پڑھیں گے۔

(و) ملاعلی قاریؒ فرماتے ہیں:

”وإمامُکم منکم أي من أهلِ دینکم، و قیل من قریش وهو المهديُّ“ [**مرقاة المفاتیح ١٠/٢٣٢**] یعنی ”منکم“ سے مراد یا تو وحدتِ دین ہے، یا مراد یہ ہے کہ وہ قریشی ہوں گے اور مراد حضرت مہدیؓ ہیں۔

(ز) علامہ انورشاہ کشمیریؒ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

والمتبادرُ منهٗ(مِنْ لفظ وإمامُکم)الإمامُ المهديؒ. [**فیض الباری ٤/٤٥**] یعنی لفظ ”وإمامکم“ سے متبادر یہی ہے کہ یہاں مراد حضرت مہدیؓ ہی ہیں۔ آگے لکھتے ہیں: ”وقد اختلط فیه بعض الرواة عند مسلم، فَأطلقه علی عیسٰی علیه الصلوة والسلام فجعل اللفظَ ”وأَمَّکمْ مِنْکم“ یعنی أنّه وإنْ کان مِن بنی إسرائیل لکنّه یکونُ تابعاً لشرعِکم۔ والراجحُ عندی لفظُ البخاري أي ”وإمامکم منکم“ بالجملة الاسمیّة، والمرادُ منه الإمام المهدي لما عند ابن ماجهْ“ . [**ایضاً ٤/٤٥**] یعنی: مسلم کے بعض راویوں سے فروگذاشت ہوئی ہے، انہوں نے اس مقام پر عیسٰی علیہ السلام کو مراد لے لیا ہے، اور متن میں لفظ ”وأَمَّکمْ مِنْکم“ ذکر کر دیا، تو اس صورت میں مراد یہ ہوگی کہ وہ گرچہ بنی اسرائیل سے تعلق رکھتے ہیں (تمہاری قوم سے نہیں) تاہم وہ تمہاری شریعت ہی کے پیروکار ہوں گے۔

میرے نزدیک تو (ان تاویلات کے بجائے) بخاری کا لفظ ”**و إمامكم منكم**“ جملہ اسمیہ کے ساتھ ہی راجح ہے، اور مراد حضرت مہدیؓ ہی ہیں چونکہ ابن ماجہ کی روایت اسی پر دلالت کرتی ہے۔

حدیث ۲: عن أبی سعیدؓ قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ: ”مِن خلفائکم خلیفةٌ یَحْثو المالَ حَثیًا ولا یعُدُّ عددًا“ [**مسلم ج۲/ص ۳۹۵**]۔ ترجمہ: تمہارے خلفاء میں سے ایک خلیفہ ایسا ہوگا جو بلا گنے لپ بھر بھر کر مال تقسیم کرے گا۔

حدیث ۳: عن أبی سعیدٍ و جابرٍؓ قالا: قال رسول اللّٰہ ﷺ: ”یکون فی آخر الزمانِ خلیفةٌ یقسِّم المالَ ولا یعده“ [**ایضًا**]۔ ترجمہ: اخیر زمانہ میں ایک خلیفہ ہوگا جو بلا گنے مال تقسیم کرے گا۔

حضرت مہدیؓ کا حضرت عیسیٰ کی موجودگی میں نماز پڑھانا

مولانا بدر عالم میرٹھیؒ لکھتے ہیں:

”یہ امر بھی واضح رہنا چاہیے کہ صحیح مسلم کی احادیث سے یہ امر ثابت ہے کہ آخری زمانے میں مسلمانوں کا ایک خلیفہ ہوگا، جس کے زمانے میں غیر معمولی برکات ظاہر ہوں گے، وہ حضرت عیسیٰؑ سے قبل پیدا ہوگا، دجال اسی کے عہد میں ظاہر ہوگا، مگر اس کا قتل حضرت عیسیٰؑ کے دستِ مبارک سے ہوگا۔ حضرت عیسیٰؑ جب آسمان سے تشریف لائیں گے تو وہ خلیفہ نماز کے لیے مصلے پر آچکا ہوگا، حضرت عیسیٰؑ کو دیکھ کر وہ

مصلے چھوڑ کر پیچھے ہٹے گا، مگر حضرت عیسیٰؑ ان سے فرمائیں گے ”چونکہ آپ مصلے پر جا چکے ہیں اس لیے اب امامت بھی آپ ہی کا حق ہے، اور یہ اس امت کی ایک بزرگی ہے“۔ لہٰذا یہ نماز تو آپ ان ہی کی اقتدا میں ادا فرمائیں گے۔

یہ تمام صفات ان صحیح حدیثوں سے ثابت ہیں جن میں محدثین کو کوئی کلام نہیں۔ اب گفتگو ہے تو صرف اتنی بات میں ہے کہ یہ خلیفہ کیا حضرت مہدیؓ ہیں یا کوئی اور دوسرا خلیفہ۔ دوسرے نمبر کی حدیثوں میں یہ تصریح موجود ہے کہ یہ خلیفہ حضرت مہدیؓ ہوں گے۔

ہمارے نزدیک صحیح مسلم کی حدیثوں میں جب اس خلیفہ کا تذکرہ آچکا ہے تو پھر دوسرے نمبر کی حدیثوں میں جب وہی تفصیلات اس نام کے ساتھ مذکور ہیں، تو ان کو بھی صحیح مسلم ہی کی حدیثوں کے حکم میں سمجھنا چاہیے، اس لیے اب اگر یہ کہہ دیا جائے کہ حضرت مہدیؓ کا ثبوت خود صحیح مسلم میں موجود ہے تو اس کی گنجائش ہے۔

مثلاً جب صحیح مسلم میں موجود ہے کہ عیسیٰؑ جب اتریں گے، تو اس وقت مسلمانوں کا ایک امیر امامت کے لیے مصلے پر آچکا ہوگا؛ تو اب جن حدیثوں میں اس خلیفہ کا نام حضرت مہدی بتایا گیا ہے، یقیناً وہ اسی مبہم خلیفہ کا بیان کہا جائے گا۔ یا مثلاً صحیح مسلم میں ہے کہ آخر زمانے میں ایک خلیفہ ہوگا جو بے حساب مال تقسیم کرے گا؛ اب دوسری حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ مال کی یہ داد و دہش حضرت مہدیؓ کے زمانے میں ہوگی تو صحیح مسلم کی اس حدیث کا مصداق حضرت مہدیؓ کو قرار دینا بالکل بجا ہوگا۔

جنگ کے مبہم واقعات حدیث میں حضرت مہدیؓ کے ہے

اسی طرح جنگ کے جو واقعات صحیح مسلم میں ابہام کے ساتھ ذکر کیے گئے ہیں، اگر دوسری حدیثوں میں وہی واقعات حضرت مہدیؓ کے زمانے میں ثابت ہوتے ہیں تو یہ کہنا بالکل قرینِ قیاس ہوگا کہ صحیح مسلم میں جنگ کے جو واقعات مذکور ہیں وہ حضرت مہدیؓ ہی کے دور کے واقعات ہیں۔ غالبًا ان ہی وجوہات کی بنا پر محدثین نے بعض مبہم حدیثوں کو حضرت مہدیؓ ہی کے حق میں سمجھا ہے، اور اسی باب میں ان کو ذکر کیا ہے۔ جیسا کہ امام ابو داودؒ نے بارہ خلفاء کی حدیث کو حضرت مہدیؓ کے باب میں ذکر فرما کر اس طرف اشارہ کیا ہے کہ وہ بارہواں خلیفہ یہی حضرت مہدیؓ ہیں۔

[ترجمان السنة ۳۷۸/٤-۳۷۹]

امیر سے مراد حضرت مہدیؓ

حدیث۴: عن جابرِ بن عبدِاللہؓ ، سمعتُ النبیﷺ یقول: ”لا تزالُ طائفةٌ من اُمّتی یقاتلون علی الحقّ ظاهرینَ اِلی یوم القیامة، قال: فینزِل عیسٰی بنُ مریمﷺ فیقول أمیرُهم: تعالَ صلِّ لنا، فیقول: لا، اِنَّ بعضَکم علیٰ بعضٍ اُمَراء، تکرِمة الله هذه الأمّة“ . **[مسلم ۸۷/۱]** ترجمہ: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کی ایک جماعت قیامت تک حق پر قائم رہے گی، سو عیسٰی بن مریم اتریں گے تب ان کا امیر کہے گا کہ آپ ہمیں نماز پڑھایئے، تو عیسٰی کہیں گے کہ نہیں، تم میں سے بعض بعض پر امیر ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کا اس امت کے لیے فضل ہے۔

اس حدیث میں بھی مسلمانوں کے امیر سے مراد مہدیؓ ہیں۔ جیسے کہ شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے ”فتح المُلهِم“ میں لکھا ہے کہ: قوله ” فیقول امیرُهم الخ“ هو امامُ المسلمین المهدی الموعود المسعود **[فتح المُلہم ۳۰۳/۱]**۔ علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اس سیاق کی وہ ساری احادیث جن میں امیر یا خلیفہ کا لفظ مبہم مذکور ہے اُس سے مراد مہدی ہیں۔ **[عقیدۂ ظہور مہدی ۶۲]** نیز مہدی کے متعلق ایک روایت مسلم کتاب الفتن ۳۸۸/۲ رقم: ۲۸۸۴ پر موجود ہے جس کا ذکر آگے آرہا ہے۔

حضرت مہدیؓ کے متعلق وارد روایات کی تردید کرنے والوں نے تین وجوہات کو بنیاد بنایا ہے۔

۱) صحیح اور ضعیف روایات میں تناقض۔ اس مسئلہ پر تفصیلی گفتگو ہو چکی اور آئندہ بھی جا بجا اس تعارض کو دفع کیا گیا ہے۔ اور ویسے بھی روایات کا باہم تعارض ایک نظری اور اجتہادی امر ہے، اسے بنیاد بنا کر ایک اہم عقیدہ کو بے اصل قرار دینا بڑا غیر ذمہ دارانہ فیصلہ ہے۔

۲) بعض علماء نے صرف اس لیے اس عقیدہ کا انکار کر دیا کہ بہت سے جھوٹے مکاروں نے وقتاً فوقتاً اپنے مہدی ہونے کے دعوے کیے۔ لیکن یہ فیصلہ بھی مناسب نہیں ہے، چونکہ جس طرح جھوٹے دعویٔ نبوت کی وجہ سے عقیدۂ نبوت۔ نعوذ بالله۔ بے بنیاد نہیں ہوسکتا، اسی طرح مہدی ہونے کے جھوٹے دعوے سے عقیدۂ مہدویت بے اصل نہیں ہوسکتا۔ واللہ اعلم۔

۳) بعض حضرات اس لیے اس عقیدہ کا انکار کرتے ہیں کہ حضرت مہدیؓ کا انتظار لوگوں میں سستی اور کاہلی پیدا کرتا ہے، لوگ امور دینیہ کے لیے محنت اور جدوجہد کرنے کے بجائے آپ کے انتظار میں ہی اپنا وقت اور اپنی صلاحیت ضائع کر دیں گے۔ واضح رہے کہ یہ سبب بھی آپ کے انکار کے لیے مناسب اور کافی نہیں ہے۔

اہل قلم حضرات کا انکار عقیدۂ ظہور مہدیؓ کی وجہ

ماضی اور حال کے بعض اہلِ قلم حضرات نے عقیدۂ ظہورِ مہدی کا صرف اس وجہ سے انکار کر دیا کہ حضرت مہدیؓ کا تذکرہ صحیحین میں نہیں ملتا۔ اسی طرح ایک طبقہ تمام عقائد ومسائل میں صحیحین کی روایات پر ہی اعتماد کرتا ہے، حدتو یہ ہے کہ وہ صحیحین کے علاوہ دیگر کتب احادیث کی روایات کو نا قابلِ حجت مانتے ہیں، گویا شیخین جن روایتوں کو ذکر نہ کریں وہ معیارِ صحت پر ہی نہیں۔ اس سلسلہ میں یہاں پر خود امام بخاری وامام مسلمؒ کے اقوال کا ذکر کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

بخاری ومسلم اور انکی احادیث

امام بخاریؒ وامام مسلمؒ نے اپنی صحیحین میں تمام صحیح روایتوں کا نہ تو احاطہ کیا ہے اور نہ ہی اس بات کا التزام کیا ہے، جیسا کہ علماء نے ذکر کیا کہ خود یہ اکابر اس بات کا اعتراف فرماتے ہیں۔ چنانچہ امام نوویؒ نے اپنی کتاب "التقریب و التیسیر" میں ذکر کیا:

لم یستوعبا الصحیحَ فی صحیحیهما، ولا التزماه۔ (**تدریب الراوي ٧٤/١**) **یعنی حضرات شیخینؒ نے اپنی صحیحین میں نہ تو صحیح روایات کا استیعاب فرمایا ہے اور نہ اس بات کا التزام کیا ہے۔**

نیز امام بخاریؒ نے فرمایا: ما أدخلتُ في کتاب الجامع إلّا ما صحَّ، وترکتُ من الصحاحِ مخافة الطول۔ (**ایضاً**) **یعنی میں نے اپنی جامع میں صرف صحیح روایات ذکر کی ہیں، اور بہت سی صحیح روایات کو میں نے طوالت کے خوف سے چھوڑ دیا۔**

امام مسلمؒ فرماتے ہیں: لیس کلُ شيءٍ عندي صحیحٌ وضعتُهٗ هنا، إنما وضعتُ ما أجمعوا علیه۔ (**ایضاً**) **یعنی میں نے اپنی صحیح میں ان روایات کو ذکر نہیں کیا جو میرے نزدیک صحیح تھی، میں نے ان روایات کو ذکر کیا ہے جن کی صحت پر لوگوں کا اتفاق ہے۔**

نیز حافظ ابن حجر عسقلانیؒ "مقدمۂ فتح الباري" **میں نقل کرتے ہیں:** روي الإسمٰعیلي عنه ۔عن البخاريؒ۔ قال: لمْ أخرج فی هذا الکتاب إلّا صحیحاً، وما ترکتُ من الصحیح أکثر۔ **یعنی میں نے اپنی اس کتاب میں صرف صحیح روایات کو ہی ذکر کیا ہے، اور جن صحیح روایات کو میں نے ذکر نہیں کیا ان کی تعداد تو اور بھی زیادہ ہے۔**

امام نوویؒ نے اپنی شرح مسلم کے مقدمہ میں لکھا ہے: إنهما ۔أی البخاري و مسلم۔ لم یلتزما استیعابَ الصحیح، بل صحَّ عنهما تصریحهما بأنهما لم یستوعباه، وإنما قصدا جمْعَ جُمَلٍ من الصحیح کما یقصد المصنف فی الفقه جمعَ جُمل من مسائله، لا أنه یحصر جمیع مسائله۔ **یعنی حضرات شیخینؒ نے اپنی کتابوں میں صحیح روایات کو بالاستیعاب ذکر کرنے کا التزام نہیں کیا، صحیح نقول**

کے ذریعہ ان اکابر سے اس بات کی صراحت بھی ملتی ہے۔ انہوں نے صرف صحیح روایات کا ایک مجموعہ لکھنے کا ارادہ کیا جیسے کہ کوئی فقیہ اپنی کتاب فقہ کے لکھنے میں اس بات کا ارادہ کرتا ہے کہ وہ فقہی مسائل کا ایک مجموعہ تیار کرلے، نہ کہ تمام فقہی مسائل کو بالاستیعاب ذکر کرے۔

اور امام بخاریؒ کا یہ قول تو اس بات کی صریح دلیل ہے کہ انہوں نے اپنی جامع میں صحیح روایات کا استیعاب نہیں کیا: ’’أحفظ مائة ألف حديثٍ صحيحٍ و مائتَى ألف حديث غير صحيح‘‘۔ (**السابو ۷۵ و۷۶**) مع أنَّ جملةَ ما فی کتابه الصحيح بالمكرر لا يعدو سبعة آلاف حديث تقريباً۔ (**الخلاف فی عدد الأحادیث فی** ’’تدریب الراوی ۷۸/۱-۷۹‘‘) امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ ’’مجھے ایک لاکھ صحیح احادیث اور دو لاکھ غیر صحیح روایتیں یاد ہیں‘‘۔ حالانکہ آپ کی صحیح بخاری کی روایتوں کی تعداد مکرر روایتوں کو شمار کرکے بھی سات ہزار سے زائد نہیں۔ (**راجع للتفصیل المزید الیٰ کتاب** ’’المہدی ۳۱۱-۳۱۲‘‘**لعادل الذکی**)

مذکورہ بالا تفصیلات اور نقول کے ذکر سے یہ نتیجہ ظاہر ہے کہ خواہ عقیدۂ ظہور مہدی ہو یا کوئی اور مسئلہ، محض صحیحین ہی کی روایات پر دار و مدار رکھنا اور دیگر کتب احادیث کی طرف بالکل التفات نہ کرنا اپنی جگہ خود ایک قسم کی ضد ہے۔

امید ہے کہ اس مکمل اور مدلل وضاحت کے بعد اب انکارِ مہدی کے لیے وہ خلجان باقی نہیں رہے گا۔ قرآن کریم میں ہے ﴿فَمَنْ جاءَهٗ موعظةٌ مِنْ ربه فانتهىٰ فلهٗ ما سلَف﴾۔ (**البقرة ۲۷۵**)

چند نتائج ظہور مہدیؓ کے متعلق احادیث کی روشنی میں

’’ظہور مہدی کی احادیث‘‘ کے عنوان کے ماتحت سات ضمنی مباحث پڑھ کر ہم چند نتائج تک پہنچ سکتے ہیں۔

۱) محدثین اور علماءؒ کی ایک بہت بڑی جماعت نے احادیثِ مہدی کو نقل کیا اور صحیح قرار دیا ہے۔

۲) یہ احادیث متعدد صحابہ کرام سے بہت سے طرق سے روایت کی گئی ہیں، حضراتِ صحابہ رضوان اللہ علیہم سے بہت سے تابعین نے نقل کیا ہے، اور ان سے محدثین نے، گویا ہر زمانہ میں ناقلین کی ایک بہت بڑی جماعت رہی ہے۔

۳) بہت سے علماء نے ان روایات کے متواتر ہونے کی تصریح کی اور بہت سے حضرات نے ان کی تصحیح بھی کی ہے۔ بعض علماء نے ان روایات کو صحیح قرار دے کر انہیں متواتر کہا، بعض نے مشہور کہا اور بعض نے صرف صحیح کہا؛ حق بات یہ ہے کہ یہ روایات متواتر معنوی ہیں۔

۴) تواتر معنوی چونکہ تواتر لفظی کے قائم مقام اور ہم مرتبہ ہے اسی لیے علماء احادیثِ مہدی سے علم قطعی کے ثبوت کے حق میں ہیں۔

۵) حضرت مہدیؓ کے ظہور، آپ کی صفات وغیرہ پر دلالت کرنے والی روایات اہل سنت و جماعت کے عقائد میں شامل ہو چکی ہیں، چونکہ نبی کریم ﷺ سے وارد ہونے والی صحیح روایات کی تصدیق ہی اہل السنة والجماعة کا عین مذہب ہے۔

۶) حضرت مہدیؓ کے متعلق وارد ہونے والی روایات سند کے اعتبار سے صحیح، حسن اور ضعیف بھی ہیں، نیز ان میں ایسی روایات بھی ہیں جو بے حد ضعیف اور موضوع بھی ہیں۔ (**المہدی لعادل الذکی ۴۳-۴۴**)

حضرت عیسیٰؑ اور حضرت مہدیؓ دو الگ الگ شخصیتیں ہیں۔

حدّثَنا یونس بنُ عبدِ الأعلى، حدثنا محمد بن إدريس الشافعي، حدثنى محمد بن خالد الجَنَدي، عن أبان بن صالح، عن الحسن، عن أنس بن مالك أنَّ رسول الله ﷺ قال:" لا يزدادُ الأمرإلّا شدّةً، ولا الدنيا إلّا إدبارًا، ولا الناسُ إلّا شُحًّا، ولا تقوم الساعة إلّا على شرارِ الناس، ولا المهدي إلّا عيسٰى ابن مريم". [**ابن ماجه۴۰۳۹ و المسند الجامع رقم ۱۶۰۰**] ترجمہ: حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ معاملہ سخت ہو چلے گا، دنیا پسپائی کی طرف لوٹے گی، لوگ بخل میں مبتلا ہو جائیں گے، قیامت بدترین لوگوں پر ہی قائم ہوگی اور (ایسے وقت میں) مہدی (ہدایت یافتہ) عیسیٰ ابن مریم کے سوا کوئی نہیں۔

اس حدیث سے بظاہر یہ ثابت ہوتا ہے کہ مہدئ موعود حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی ہیں، ان کے علاوہ کوئی مستقل شخصیت مہدی ہونے کی حیثیت سے آنے والی نہیں ہے۔

مذکور روایت کے بارے میں ائمہ حدیث کے اقوال

چنانچہ اس کے دو حل پیش خدمت ہیں۔

(۱) یہ روایت متکلم فیہ ہے۔

(۲) یہ روایت اپنے ظاہر پر نہیں ہے، بلکہ اس کے تاویلی معنی مراد ہے۔

حلّ اول کی وضاحت یہ ہے کہ حافظ ذہبیؒ "میزان الاعتدال" میں **محمد بن خالد الجَنَدي** کے ترجمہ کے تحت حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں: قُلْتُ: حديثه لا مهدي إلّا عيسٰى ابن مريم، وهو خبرٌ مُنْكرٌ. (۵۲/۳) کہ حدیث "لا مهدي إلّا عيسٰى ابن مريم" خبر منکر ہے۔

اور اس کی مختلف وجوہات میں سے ایک وجہ یہ ہے کہ اس روایت میں **محمد بن خالد الجَنَدي** جن پر اس روایت کا مدار بھی ہے اور ان کا تفرد بھی ہے وہ بے حد متکلم فیہ ہے۔

ان کے بارے میں حافظ ذہبیؒ لکھتے ہیں: قال الأزدي: منكر الحديث؛ وقال عبد الله الحاكم: مجهولٌ۔ [**ایضًا**]

محمد بن خالد الجَنَدي کے بارے میں حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نقل کرتے ہیں: "قال الابرى: محمد بن خالد غير معروفٍ عند أهل الصناعة من أهل النقل" اور آگے لکھتے ہیں "وقال البيهقي: قال أبو عبد الله الحافظ: محمد بن خالد مجهولٌ". [**تهذيب التهذيب ۱۴۴/۹**]

حافظ جلال الدین سیوطیؒ نے ابن ماجہ کی اس روایت کے ذیل میں اپنے حاشیہ "مصباح الزجاجۃ" میں بڑی مفصل بحث کی ہے۔ چنانچہ اس موقع پر اس کا بھی مختصر خلاصہ ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

علامہؒ نے اپنی مخصوص تحقیقی نگاہ اور تدقیقی فراست کے ساتھ مذکورہ حدیث پر، نیز حدیث کے دو مختلف فیہ راویوں (یونس بن عبد الأعلیٰؒ اور محمد بن خالد الجَنَديؒ) پر وارد بیشتر محدثین کے ردّ وقبول اور جرح وتعدیل کا موازنہ کیا ہے۔ نیز اس سلسلہ میں أبو الحسن علی بن محمد بن عبد الله الواسطيؒ کے ایک خواب کا تذکرہ بھی کیا جس میں انہوں نے امام شافعیؒ کو دیکھا تھا، وہ کہہ رہے تھے کہ **یونس بن عبد الأعلیٰ** نے ان کی طرف اس حدیث کے سلسلہ میں جھوٹ منسوب کیا۔ اور اس کا وہ جواب بھی نقل کیا جو ابن کثیرؒ نے ذکر کیا۔ **[مصباح الزجاجة علی هامش ابن ماجه ۳۰۰]**

صاحبِ نبراس بھی فرماتے ہیں ”لأنّ الحديثَ لا يصح“۔ **[نبراس ۳۱۵]** یعنی یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔

منہاج السنۃ میں ہے: فأمّا حديثُ لا مهدي إلّا عيسى ابن مريم فضعيفٌ، فلا يعارض هذه الأحاديث۔ **ص۵٦۲** یعنی **حدیث** لا مهدى إلّا عيسى ابن مريم **ضعیف** ہے، اس لیے یہ دوسری روایتوں سے معارضہ نہیں کرسکتی۔

علامہ صنعانیؒ تو اس روایت کو موضوع لکھتے ہیں۔ **[الفوائد المجموعة فی الأحاديث الموضوعة المعروف بالأحاديث الضعيفةللشوكاني ۱۹۵، خاتمةٌ فی ذكر احاديثَ متفرقةٍ رقم ۱۲۷، وكذا عنه فی تذكرة الموضوعات، باب آخر الزمان و فتنه ۲۲۳]**

اور حل ثانی کی وضاحت یہ ہے کہ صاحبِ مصباح الزجاجۃ اس حدیث کی تعلیق

میں لکھتے ہیں: وهذا الحديثُ فيما يظهر ببادئ الرأى مخالفٌ للأحاديث الواردة فی إثبات مهديٍّ غير عيسى ابن مريم، وعند التأمُّل لا يُنافيها، بل يكون المُراد مِنْ ذلك أنَّ المهديَّ حقَّ الهدى هو عيسى ابن مريم عليه السلام، ولا يُنافی ذلك أنْ يكونَ غيرُه مهديًّا أيضًا۔ **[مصباح الزجاجة علی هامش ابن ماجه ۳۰۰]** یعنی ظاہری طور پر دیکھا جائے تو یہ حدیث اُن احادیث کے مخالف ہے جو حضرت عیسیٰؑ کے علاوہ کسی اور مہدی کے ثبوت میں وارد ہوئی ہیں۔ لیکن غور وخوض کیا جائے تو دونوں جہت کی روایتوں میں کوئی تعارض نہیں؛ بلکہ مذکورہ روایت کا معنی یہ ہوگا کہ ’’مہدی ‘‘لقب کے کامل ترین مصداق حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ اور حضرت عیسیٰؑ کا مہدی ہونا کسی اور کے مہدی ہونے کے منافی نہیں ہے۔ (تفصیل کے لیے حوالۂ بالا کی طرف رجوع کرلیا جائے)

معلوم ہوا کہ یہ روایت قابل حجت نہیں بن سکتی۔

درایت کے بارے میں

نیز درایت کے اعتبار سے بھی اس کا مضمون محلِ نظر ہے۔ چونکہ ہمارے سامنے متعدد روایتیں ایسی ہیں جن میں صراحۃً حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدیؓ کے الگ الگ ہونے کا تذکرہ ہے۔

حضرت مہدیؓ اور حضرت عیسیٰؑ الگ الگ شخصیتیں حدیث کی روشنی میں

وہ روایتیں حسبِ ذیل ہیں:

(۱) ’’لن تهلك أُمَّةٌ أناْ فى أوّلها وعيسى ابن مريم فى آخرها والمهدي فى أوسطها‘‘ ۰ أبو نُعيم فى أخبار المهدي عن ابن عباس (**كنز العمال ٢٦٦/١٤ رقم ٣٨٦٧١**) ترجمہ: وہ امت ہرگز ہلاک نہیں ہوسکتی جس کی ابتدا میں میں ہوں اور انتہا میں عیسیٰ ابن مریم ہیں اور درمیان میں مہدی ہیں۔

(۲) ’’مِنّا الّذى يصلى عيسى ابن مريم خَلْفَه‘‘ ۰ أبو نُعيم فى أخبار المهدي عن أبى سعيد . [**كنز العمال ٢٦٦/١٤ رقم ٣٨٦٧٣**] ترجمہ: وہ شخص ہم میں سے ہوگا جس کے پیچھے عیسیٰ ابن مریم نماز پڑھیں گے۔

(۳) عن عبد الله بن عمرؓ قال: ’’المهدي الذى يَنزل عليه عيسى ابن مريم و يصلى خَلْفه عيسىٰ‘‘ . [**أخرجه نُعيم بن حماد ص٢٦٤ رقم ١٠٤٢، كذا فى الحاوى ٧٨/٢**]- ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم حضرت مہدیؓ کے بعد نازل ہوں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے پیچھے (ایک) نماز ادا کریں گے۔

(۴) ’’ لا تزال طائفةٌ من أُمتى تُقاتل عن الحقّ حتى ينزل عيسى ابن مريم عند طلوع الفجر ببيت المَقْدِس، ينزل على المهدي فيُقال له تقدَّمْ يا نبىّ الله فصلِّ لنا، فيقول: إنَّ هذه الأمّةَ أمينٌ بعضهم على بعضٍ لكرامتهم على الله عزَّوجلّ ‘‘. (**أخرجه أبو عمرو الدانى فى سننه عن جابر بن عبد اللهؓ ص٢٤٠ رقم ٦٨٦، والحاوى ٨٣/٢**)- ترجمہ: میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق کے لیے مقابلہ آرائی کرتی رہے گی، یہاں تک کہ عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام حضرت مہدیؓ کی موجودگی میں طلوع فجر کے وقت بیت المقدس (یروشلم jerusalem) میں اتریں گے۔ ان سے درخواست کی جائے گی کہ آپ ہمیں نماز پڑھائیے؛ وہ فرمائیں گے کہ یہ امت باہم ایک دوسرے کے لیے امیر ہے اللہ تعالیٰ کی نظر میں مکرم ہونے کی وجہ سے۔ مسلم شریف کی روایت میں بھی تقریباً یہی الفاظ ہیں۔

(۵) ’’يلتفتُ المهدي وقد نزل عيسى ابن مريم كأنَّما يَقْطر منْ شعره الماءُ، فيقول المهدي: تقدَّمْ صلِّ بالناس، فيقول عيسىٰ: إنّما أُقيمت الصلوٰةُ لك، فيصلّى خلْفَ رجلٍ مِنْ وُلْدى‘‘ ۰ [**أخرجه أبو عمرو الدانى فى سننه عن حذيفةؓ فى سياق حديثٍ طويلٍ فى باب ما رُوى فى الوقيعة اللتى تكون بالزَوراء الخ ص٢٠٢-٢٠٩ رقم ٥٩٦**]- ترجمہ: حضرت مہدیؓ عیسیٰ علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوکر عرض کریں گے کہ آپ لوگوں کو نماز پڑھا دیجیے؛ اس وقت عیسیٰ ابن مریم آسمان سے اتر چکے ہوں گے اس حال میں کہ ان کے بالوں سے پانی ٹپک رہا ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ آپ ہی کے لیے اقامت کہی گئی ہے (یعنی آپ ہی نماز پڑھائیں)، چنانچہ وہ میری اولاد میں سے ایک شخص کی اقتدا میں (یہ) نماز ادا کریں گے۔

(٦) عن جابرٍؓ قال: قال رسول الله ﷺ: ينزل عيسى ابن مريم فيقول أميرهم المهدي: تعال صلِّ بنا، فيقول: وإنَّ بعضكم على بعض أُمراء، تكرِمة الله لهذه الأمّة ۰ [**أخرجه السيوطي فى الحاوى٦٤/٢ عن أبى نُعيم**] حضرت جابرؓ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

کہ: عیسٰی ابن مریم (آسمان سے) اتریں گے، تب مسلمانوں کے امیر حضرت مہدیؓ (ان سے) کہیں گے کہ آپ ہمیں نماز پڑھا دیجیے۔ وہ فرمائیں گے کہ تم میں سے بعض بعض کے امیر ہیں، اور یہ اللہ تعالیٰ کا اس امت کے ساتھ اعزاز ہے۔

(۷) عن ابن سیرینؒ قال: المهدي من هذه الأُمّة، وهو الذى يؤمّ عيسى ابنَ مريم عليهما السلام۔ **[أخرجه ابن أبى شيبة ۱۹۸/۱۵ رقم۱۹۴۹۵ و كذا فى الحاوى ۶۵/۲]**۔ ترجمہ: ابن سیرینؒ فرماتے ہیں کہ مہدی اسی امت کے فرد ہیں، اور وہی عیسٰی علیہ السلام کی امامت فرمائیں گے۔

(۸) عن أبى أُمامةؓ قال: خطبنا رسولُ اللهﷺ وذكَرَ الدّجّال، وقال: ”فتَنْفى المدينةُ الخَبَثَ منها كما ينفى الكيرُ خبَثَ الحديدِ، ويُدْعٰى ذلك اليومُ يومَ الخلاص، فقالتْ أُمُّ شريكٍ: فأين العربُ يا رسول الله يومئذٍ؟ قال: هم يومئذٍ قليلٌ، وجُلُّهم ببيت المَقْدس، وإمامُهم المهدي رجلٌ صالحٌ، فبينما إمامهم قدْ تقَدَّمَ يُصلّى بهم الصبح إذْ نزل عليهم عيسى ابن مريم الصُبحَ، فرجعَ ذلك الإمامُ ينكص يمشى القهقرٰى لِيتقدَّمَ عيسٰى، فيضعُ عيسٰى يده بين كَتِفيه، ثُمّ يقول له تقدمْ: فإنَّها لك أُقيمتْ، فيصلّى بهم إمامُهم“. **[أخرجه ابن ماجه رقم الحديث ٤٠٧٧ والرويانى وابن خُزيمة وأبو عوانة والحاكم وأبو نُعيم -واللفظُ له- كذا فى الحاوى ۶۵/۲]** ترجمہ: حضرت ابوامامہؓ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور (اس خطبہ میں) دجال کا تذکرہ کیا۔ اور فرمایا کہ (اس وقت) مدینہ منورہ اپنے اندر موجود بدباطن لوگوں کو ایسے ہی نکال باہر کر دے گا جیسے بھٹی لوہے کی گندگی دور کر دیتی ہے۔ اور وہ دن ”یوم الخلاص“ (چھٹکارے کا دن) کہلائے گا۔ امّ شریک نے دریافت کیا کہ یارسول اللہ ﷺ اس دن عرب کہاں ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ اس وقت کم ہوں گے، اور وہ بیت المقدس میں ہوں گے، اور ان کا امام ”مہدی“ نامی ایک نیک شخص ہوگا۔ ان کا امام انہیں فجر کی نماز پڑھانے آگے بڑھے گا اسی درمیان ان کے بیچ عیسٰی بن مریم اُتریں گے۔ یہ امام سرِ تسلیم خم کر کے اُلٹے پاؤں پیچھے ہٹیں گے تاکہ حضرت عیسٰی علیہ السلام آگے بڑھ کر امامت فرمائیں۔ تو حضرت عیسٰی علیہ السلام ان کے کاندھوں پر ہاتھ رکھ کر فرمائیں گے کہ اقامت آپ ہی کے لیے کہی گئی ہے۔ تب مسلمانوں کے امام (حضرت مہدیؓ) نماز پڑھائیں گے۔

خلاصہ: ان تمام روایات کی روشنی میں یہ بات یقینی طور پر معلوم ہو جاتی ہے کہ حضرت عیسٰیؑ اور حضرت مہدیؓ دونوں الگ الگ شخصیتیں ہیں۔

صحیحین میں امام مہدیؓ اور حضرت عیسیٰؑ کا تذکرہ باعتبار الگ الگ شخصیتیں

نیز صحیحین کی احادیث میں حضرت عیسٰیؑ کے نزول کے وقت مسلمانوں کے ایک امام یا امیر کی موجودگی کا تذکرہ جا بجا موجود ہے؛ اور جہاں دوسری روایات میں حضرت مہدیؓ کی صراحت موجود ہے وہاں اس بات پر کوئی ایک ضعیف روایت بھی نہیں ملتی کہ اس امام یا امیر سے مراد حضرت مہدیؓ نہیں۔ چنانچہ یہ بات واضح ہو گئی کہ

حضرت عیسیٰؑ اور حضرت مہدیؓ دو الگ الگ شخصیتیں ہیں، نہ کہ ایک ہی شخصیت کے دو نام ہیں۔

اس کے باوجود ابن ماجہ کی روایت (لا مهدي إلّا عيسىٰ) کو کسی درجہ میں تسلیم کرلیا جائے تو بھی اس کی تشریح یہ ہے۔ ملاحظہ کیجیے:

(۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مہدی کہنے کا مطلب ہے ”أعظم المهدي“ چونکہ لغوی اعتبار سے ہر ہدایت یافتہ شخص اور ہدایت کی طرف رہنمائی کرنے والے کو مہدی کہہ سکتے ہیں۔ چنانچہ امام سیوطیؒ نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا اثر نقل کیا ہے کہ: ”المهدي“ کا لقب ایسا ہی ہے جیسے کسی نیک آدمی کو ”رجلٌ صالحٌ“ کہہ دیں؛ (اس لحاظ سے مہدی کا اطلاق متعدد اشخاص پر ہوسکتا ہے)۔

عن ابن عمرؓ أنّهٗ قال لابن الحنفية: المهديُ الذى يقولون كما يقول: الرجل الصالح؛ إذا كان الرجلُ صالحًا قيل له المهدي. (**الحاوى للفتاوىٰ للإمام السيوطى ٧٨/٢، وكذا معناه فى الفتن لنُعيم بن حماد ٢٦٣ رقم ١٠٣٧**) یعنی مہدی کے لفظ کا استعمال اسی طرح ہے جس طرح کسی نیک شخص کو رجل صالح کہہ دیا جاتا ہے۔

ظاہر ہے کہ اس لغوی معنی کے اعتبار سے آپ ﷺ کے بعد سے آج تک ایسے بہت سارے افراد پائے جاتے رہے ہیں جن پر مہدی لفظ بولا جا سکتا ہے۔ چنانچہ خود نبی کریم ﷺ نے بھی حضرات خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم کے لیے ”المهديين“ کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ اسی مبارک سلسلہ میں حضرت عیسیٰؑ کو سب سے

اونچے درجہ کے حقیقی مہدی سے تعبیر کیا گیا ہے۔ چنانچہ اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ابن القیمؒ لکھتے ہیں:

”لأنَّ عيسىٰ أعظم مهديٍّ بين يدَى رسول اللهﷺ و بين الساعة--- إلىٰ أن قال: فيصحُّ أنْ يقال: لا مهدي فى الحقيقة سواه، وإنْ كان غيرُه مهديًّا“. [**المنار المنيف ١٤٨**] کہ حضرت عیسیٰؑ آپ ﷺ کے مبارک زمانہ سے قیامت تک کے عرصہ میں سب سے عظیم المرتبت مہدی ہیں---- چنانچہ مہدی کی حقیقی شخصیت کوئی اور ہی سہی، پھر بھی یہ کہنا بجا ہوگا کہ درحقیقت عیسیٰؑ کے سوا کوئی مہدی نہیں۔

اسی طرح جیسے الحجُ العَرَفَةُ کہا جاتا ہے اس سے مراد یہ نہیں کہ صرف وقوف عرفہ ہی حج ہے بلکہ وہ حج کے سلسلہ کی ایک اہم کڑی ہے، یا جس طرح لفظ دجال لغوی معنی کے اعتبار سے بہت سے دجال صفت لوگوں پر بولا جا سکتا ہے؛ البتہ اس کا حقیقی اور کامل اطلاق اس دجال اکبر پر ہوتا ہے جو حضرت مہدیؓ اور حضرت عیسیٰؑ کے زمانہ میں ظاہر ہوگا۔

(۲) ایک توجیہ یہ بھی کی جا سکتی ہے کہ ایسا مہدی جو کامل اور گناہوں سے معصوم ہو وہ حضرت عیسیٰؑ ہیں۔ ابن القیمؒ لکھتے ہیں: و كما يصحّ أنْ يقال: إنّما المهدي عيسى ابن مريم، يعنى المهديَّ الكاملَ المعصومَ۔ [**وكذا قال القرطبى فى التذكرة ٧٠١، وفى الحاوى عن القرطبى ٨٦/٢**] یعنی عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کو کامل ترین اور معصوم مانتے ہوئے مہدی کہنا بالکل صحیح ہے۔

چنانچہ شیخ برزنجیؒ بھی یہی فرماتے ہیں کہ: ”لا مهدي معصومًا مطلقًا إلّا عيسٰى عليه السلام“ [**الإشاعة ١٤٣**] **یعنی وہ مہدی جو معصوم مطلق ہو وہ تو عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ہی ہیں۔**

(۳) امام سیوطیؒ نے ولید بن مسلمؒ سے ایک اثر نقل کیا ہے جس سے اس توجیہ کی پوری وضاحت ہو جاتی ہے:

عن الوليد بن مسلمؒ قال: سمعتُ رجلًا يحدّث قومًا، فقال: المهديون ثلاثةٌ؛ (١) مهديُّ الخير عمر بن عبد العزيزؒ، (٢) ومهديُّ الدّم وهو الذى تسكن عليه الدماء، (٣) ومهديُّ الدين عيسى ابن مريم۔ تُسْلمُ أُمته فى زمانه ،

وأخرج أيضًا عن كعبٍؓ قال: مهدي الخير (المهدي المُنْتظَر محمد بن عبد الله) يخرج بعد السفيانى۔ [**العرف الوردى فى أخبار المهدى ٣٥، والحاوى ٧٨/٢، والفتن لنعيم بن حماد ٢٥٣ رقم ٩٨٨**] ترجمہ: ولید بن مسلم فرماتے ہیں کہ میں نے ایک شخص سے سنا جو کچھ لوگوں کو حدیث کا درس دے رہا تھا؛ وہ کہہ رہا تھا کہ مہدی تین ہیں؛ ایک مہدئ خیر اور وہ عمر بن عبد العزیزؒ ہیں، دوسرے مہدئ دَم یہ وہ ہیں جن کے دست مبارک پر خون خرابہ ٹھہر جائے گا، اور تیسرے مہدئ دین یعنی عیسیٰ ابن مریم جن پر اُن کی ساری امت اس زمانہ میں ایمان لے آئے گی۔ اور حضرت کعبؓ سے بھی یہ روایت ذکر کی ہے کہ مہدئ خیر (مہدی منتظر محمد بن عبد اللہ) سفیانی کے بعد ظاہر ہوں گے۔

(۴) ایک تاویل یہ ہے کہ یہاں عبارت مقدر ہے، چنانچہ تقدیر عبارت یوں ہوگی ”لا قولَ للمهدي إلّا بمشورةِ عيسٰى عليه السلام“ **یعنی حضرت مہدیؓ اپنی ہر بات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مشورہ لیں گے۔** [**الإشاعة ١٤٣**]

مذکورہ بالا جوابات ان جملہ روایات کی تاویل میں پیش کیے جا سکتے ہیں جن کے مضمون سے حضرت عیسیٰؑ اور حضرت مہدیؓ دونوں کی شخصیتوں کے ایک ہی ہونے کا مغالطہ ہوتا ہو، چنانچہ مسند بزار کی ایک روایت جو حضرت ابو ہریرةؓ سے مروی ہے اس سے بھی یہی معنی مترشح ہوتا ہے:

عن أبى هريرةؓ قال: قال رسول اللهﷺ: يوشِكُ مَنْ عاشَ منكم أنْ يخرج المهديُ عيسى ابن مريم إمامًا مهديًّا وحكمًا عدْلًا الخ [**عارضة الأحوذى لابن العربى ٧٧/٩**] **یعنی تم میں سے جو زندہ رہے گا (وہ یہ دیکھے گا کہ) مہدی یعنی عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام ہدایت یافتہ امام اور منصف حاکم بن کر ظاہر ہوں گے۔**

حضرت مہدیؓ اور حضرت عیسیٰؑ کو ایک ماننا گمراہی ہے

خلاصہ یہ ہوا کہ حضرت عیسیٰؑ اور حضرت مہدیؓ جداگانہ شخصیتیں ہیں، لہٰذا جو لوگ راہِ حق سے ہٹ کر حضرت عیسیٰؑ اور حضرت مہدیؓ دونوں کو ایک ہی مانتے ہیں اور نتیجۃً حضرت مہدیؓ کا انکار کرتے ہیں وہ گمرہی کی راہ پر ہیں۔ خصوصًا قادیانی گروہ جس نے حضرت عیسیٰؑ اور حضرت مہدیؓ دونوں کو پہلے تو ایک ہی شخصیت مانا؛ پھر مرزا غلام احمد قادیانی (عليه من الله ما يستحق) کو اس شخصیت کا مصداق کہا، وہ یقینًا راہِ حق سے

دور بہت دور گمرہی کی وادی میں سرگرداں ہیں۔ بلکہ یہ لوگ آیتِ کریمہ ﴿**ظلماتٌ بعضها فوقَ بعض، إذا أخرج يده لمْ يكد يراها**﴾ الخ کے مصداق ہیں۔

صحیح بات تو یہ ہے کہ حضرت مہدی منتظر محمد بن عبد اللہ اور حضرت عیسیٰؑ کے متعلق جس قدر علامات احادیث میں آئی ہیں ان میں سے کوئی بھی علامت کسی طرح بھی مرزا قادیانی میں ہرگز ہرگز نہیں پائی جاتی۔

عقیدۂ ظہورمہدیؓ

(ا) ظہورمہدی کا عقیدہ ہر مسلمان کے لیے لازم وواجب ہے۔"وبالجملة فالتصديق بخروجه (اى المهدي) واجبٌ" [**نبراس ۳۰۵ مطبع تھانوی دیوبند**]

اسی طرح شرح عقیدۃ السفارینی میں بھی مذکور ہے کہ: "فالإيمان بخروج المهدي واجبٌ؛ كما هو مقررٌ عند أهل العلم، و مدوّنٌ فی عقائد أهل السنة و الجماعة"۔ (**شرح عقيدة السفارينى ۸۰/۲**) یعنی حضرت مہدیؓ کے ظہور پر ایمان لانا واجب ہے؛ چنانچہ یہ بات اہل علم حضرات کے ہاں ثابت بھی ہے، اور اہل سنت و جماعت کے عقائد کی کتابوں میں بھی لکھی ہوئی ہے۔

نیز علامہ محمد بن سلیمان الحلبیؒ بھی رقم طراز ہیں کہ: " واعلم أنّه يجب الإيمانُ بنزول عيسىٰ عليه السلام و كذا بخروج المهدي". [**نخبة اللاٰلى لشرح بدء الأمالى ۷۱**] ترجمہ: تو جان لے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے نزول اور اسی طرح حضرت مہدیؓ کے خروج پر ایمان لانا واجب ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ فرماتے ہیں: ''حضرت مہدی کا قربِ قیامت ظہور یقینی امر ہے، اور حضرت مہدیؓ اللہ اور ان کے رسول ﷺ کی نظر میں حاکم برحق ہوں گے اور آپ ﷺ نے ان کے خلیفہ ہونے کی پیشیں گوئی فرمادی ہے''۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں: حضرت مہدیؓ کی خلافت کا وقت آئے گا تو آپ کی اتباع ان امور میں واجب ہوگی جو خلیفہ سے متعلق ہیں۔ (**ازالة الخفاء ۲۶/۱**)

(۲) ظہور مہدی کا عقیدہ اہل سنت و جماعت کے مسلّمہ عقائد میں سے ہے۔

چنانچہ مولانا بدرِ عالم صاحب میرٹھیؒ نے ترجمان السنۃ میں نقل کیا ہے کہ ''شارح عقیدہ سفارینیؒ'' نے حضرت مہدیؓ کی تشریف آوری کے متعلق تواتر کا دعوی کیا ہے۔ اور اس کو اہل السنۃ والجماعۃ کے عقائد میں شمار کیا ہے، وہ تحریر فرماتے ہیں: '' حضرت مہدیؓ کے خروج کی روایتیں اتنی کثرت کے ساتھ موجود ہیں کہ اس کو معنوی تواتر کی حد تک کہا جاسکتا ہے، اور یہ بات علمائے اہلِ سنت کے درمیان اس درجہ مشہور ہے کہ اہل سنت کے عقائد میں ایک عقیدہ کی حیثیت سے شمار کی گئی ہے۔ ابو نُعیم، ابو داؤد، ترمذی، نسائی وغیرہمؒ نے صحابہؓ وتابعینؒ سے اس باب میں متعدد روایتیں بیان کی ہیں، جن کے مجموعہ سے حضرت مہدیؓ کی آمد کا قطعی یقین حاصل ہو جاتا ہے۔ لہٰذا حضرت مہدیؓ کی تشریف آوری پر حسبِ بیانِ علماء اور حسبِ عقائدِ اہل السنۃ والجماعۃ یقین کرنا ضروری ہے''۔ [**شرح عقيدة السفارينى بحواله ترجمان السنة ۳۷۷**]

(۳) احادیث کے ذریعہ آپ کے ظہور کا قطعی یقین حاصل ہوتا ہے۔

(۴) مفتی نظام الدین شامزئیؒ فرماتے ہیں کہ: ”علم حدیث سے تعلق رکھنے والے جانتے ہیں کہ محدثین اپنی کتابوں میں جو ابواب قائم کرتے ہیں، وہ ان کی نظر میں احادیث سے ثابت ہوتے ہیں۔ خصوصاً اس صورت میں جب کہ باب میں نقلِ حدیث کے بعد وہ اس پر سکوت کرتے ہیں۔ اس قاعدہ کے مطابق اب یہ بات بلا خوف وخطر کہی جاسکتی ہے کہ جن محدثین نے ظہور مہدی کی احادیث کو اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے (جن کا تذکرہ ”ظہور مہدی کی احادیث“ کے عنوان کے ذیل میں گذر چکا) اور ان احادیث پر ابواب بھی قائم کیے ہیں تو یہ ان کا عقیدہ تھا کہ حضرت مہدیؒ کا ظہور ہوگا۔ اور وہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہوں گے“۔ **[عقیدہ ظہور مہدی ۷۳]**

(۵) حضرت نبی کریم ﷺ کے دورِ مسعود سے لے کر آج تک ہر دور میں سلف وخلف نے اور مفسرین، متکلمین، اور جمہور علمائے امت نے پورے اہتمام کے ساتھ اپنی تصانیف اور اپنے اقوال میں ظہورِ مہدی کو بہت ہی اہمیت سے بیان کیا ہے۔

چنانچہ اس سلسلہ میں مشہور غیر مقلد عالم عبدالرحمٰن مبارک پوریؒ لکھتے ہیں: ”اعلم أنَّ المشهور بين الكافة من أهل الإسلام على ممرِّ الأعصار أنّه لا بُدّ في آخر الزمان من ظهور رجل من أهل البيت ... إلى أنْ قال: ويسمّى بالمهدي (**تحفة الأحوذی ٤٠١/٦ باب ما جاء فی المهدی**) یعنی ہر زمانہ میں تمام اہل اسلام کے نزدیک یہ بات مشہور رہی ہے کہ اہل بیت میں سے اخیر زمانہ میں

ایک شخص ضرور ظاہر ہوگا... اور اس کا نام مہدی ہوگا۔

خلاصہ یہ ہوا کہ امتِ مسلمہ کا سوادِ اعظم تواتر کے ساتھ آپ کی تشریف آوری اور آپ کے ظہور کو مان رہا ہے۔

(٦) علمائے عقائد نے ظہورِ مہدی کو حق کہا ہے۔

چنانچہ حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ: ”قیامت سے پہلے دجال کا نکلنا، حضرت مسیح اور حضرت مہدی علیہما السلام کا تشریف لانا، اور جن چیزوں کی خبر صحیح اور قابل استدلال احادیث سے ثابت ہوئی ہے ان کا واقع ہونا حق ہے“۔

[جواهر الایمان ۸]

حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ عقائد اسلام میں لکھتے ہیں کہ: ”اہل سنت والجماعت کے عقائد میں سے ہے کہ حضرت مہدی کا ظہور اخیر زمانہ میں حق اور صدق ہے۔ اور اس پر اعتقاد رکھنا ضروری ہے؛ اس لیے کہ حضرت مہدیؓ کا ظہور احادیث متواترہ اور اجماع امت سے ثابت ہے، اگرچہ اس کی بعض تفصیلات اخبار آحاد سے ثابت ہوں۔ عہد صحابہؓ وتابعینؒ سے لے کر اس وقت تک حضرت مہدیؓ کے ظہور کو مشرق ومغرب میں ہر طبقہ کے مسلمان علماء اور صلحاء، عوام اور خواص ہر قرن اور عصر میں نقل کرتے چلے آئے ہیں“۔ **[عقائد إسلام ٦٤/١]**

ظہور مہدیؓ کے منکر کا حکم

حضرت مہدیؓ کا ظہور تمام اہل سنت کا مشترکہ عقیدہ ہے اس لیے اس کا انکار

نہیں کیا جا سکتا، چنانچہ جو شخص اس کا انکار کرے اس کے متعلق سیدی وسندی فقیہ الامت حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ لکھتے ہیں:

سوال: کیا حضرت مہدیؓ کے ظہور کا عقیدہ از روئے قرآن وحدیث ضروریاتِ دین میں سے ہے؟ اگر کوئی حضرت مہدیؓ کے ظہور کا قائل نہ ہو تو اس کے متعلق شرع شریف کا کیا حکم ہے؟

جواب: حامداً و مصلّیاً و مسلّماً، خلیفۃ اللہ المہدی کے متعلق ابوداود میں تفصیل مذکور ہے؛ ان کی علامات، ان کے ہاتھ پر بیعت، ان کے کارنامے ذکر کیے ہیں، جو شخص ان (امام مہدی) کے ظہور کا قائل نہیں وہ ان احادیث کا قائل نہیں۔ اس کی اصلاح کی جائے تاکہ وہ صراط مستقیم پر آ جائے۔ (**فتاوی محمودیہ ۱۱۱/۱**)

چنانچہ اس سلسلہ میں حضرت مولانا ابو محمد عبد الحق حقانیؒ رقم طراز ہیں: ”اہلِ سنت کے عقائد میں سے یہ تو ہے کہ اخیر زمانہ میں حضرت مہدیؓ ظاہر ہو کر کفار کو مغلوب اور اسلام کو قوی کریں گے۔ باقی اور تفصیل جو مذکور ہوئی خبر آحاد سے ثابت کی گئی ہے، وہ بھی کہیں چند احادیث کے ٹکڑوں کو ملا کر قرینہ سے ایک بات نکالی گئی ہے۔ ان باتوں پر یقین نہ کرنے سے اسلام سے خارج نہیں ہوتا، یہ اور بات ہے اگر اس بارے میں جو جو خبریں مخبرِ صادق ﷺ نے دی ہیں، گو وہ ہم تک کسی ذریعہ سے پہنچی اور ان کے سمجھنے میں بھی ہم سے غلطی ہوئی ہو، مگر سب برحق ہیں، ضرور ہو کر رہیں گی۔ یہی بات دیگر علاماتِ قیامت میں ملحوظ رہے“۔ [**عقائدِ اسلام، باب ۳/فصل ۲، ص ۱۸۵**]

حضرات صحابہؓ کی فکر اور آپ ﷺ کی طرف سے عجیب بشارت

عن أبی سعید الخدریؓ قَالَ: خَشِینَا أنُ یکونَ بَعدَ نَبِیِّنا حدثٌ، فَسئلنَا نبیّنا ﷺ فقالَ: ”إنَّ فی أُمّتی المهديّ یخرج یعیش خمسًا أو سبعًا أو تسعًا . (زیدٌ الشاكّ) قال: قلنا: وما ذاك؟ قال: سنین، قال: فیجیءُ إلیه الرجل فیقولُ: یامهدي أعطني أعطني قال: فیُحثی له فی ثوبه ما استطاعَ أنْ یحمِلَه“ . هذا حدیثٌ صحیحٌ [**ترمذی باب ما جاء فی المهدی ج ۲/ص ٤٧**]. ترجمہ: حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ: ہم کو ڈر ہوا کہ ہمارے نبی ﷺ کے بعد حادثات پیش آویں گے، ہم نے نبی ﷺ سے اس بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”میری امت میں مہدی ظاہر ہوں گے جو پانچ یا سات یا نو تک زندہ رہیں گے (حدیث کے ایک راوی زیدؓ سے عدد میں شک واقع ہوا ہے) زیدؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا کہ یہ تعداد کس چیز کی ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سالوں کی آپ نے فرمایا کہ ان کے پاس ایک شخص آ کر کہے گا کہ مہدی! مجھے دیجیے، مجھے دیجیے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ پھر وہ اسے اس کے کپڑے میں (اتنے دینار اور درہم) لپ بھر عطا کریں گے کہ وہ اٹھا بھی نہ سکے گا“۔

مشہور محدث وفقیہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اس حدیث شریف کی روشنی میں فرماتے ہیں کہ: ”جب حضور ﷺ نے حضراتِ صحابہؓ کے سامنے اول تین زمانوں کے خیر پر ہونے کی بشارت دی تو حضراتِ صحابہؓ سمجھ گئے کہ فتن وحوادث اس کے بعد سامنے آئیں گے، اور خیر القرون کے بعد ایسا زمانہ آئے گا کہ ہر آنے والا دن امت

کے لیے گذشتہ سے بدتر ثابت ہوگا۔

اس بات سے حضراتِ صحابہؓ کو نبی ﷺ کی محبوب امت کے مستقبل کے متعلق فکر لاحق ہوا کہ یہ امت دنیاداری میں مشغول ہوا اور اچانک موت آجائے تو ان کا کیا حال ہوگا؟ نیز اس شر وفساد اور گمراہی کے دور میں امت مسلمہ کو غفلت کی نیند سے کون بیدار کرے گا؟ حضراتِ صحابہؓ کی اس فکر کو دور کرنے کے لیے آپ ﷺ نے ظہور مہدی کی خوش خبری دی، تاکہ ان کو اطمینان ہوجائے کہ اس خطرناک زمانہ میں بھی ہادیوں کا ظہور ہوگا، اور ہادیوں کا ظہور اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اُس دورِ پُرفتن میں بھی خیر کا مادّہ موجود ہوگا، اور دینی تعلیم اور سنت کی اشاعت کا سلسلہ جاری رہے گا''۔[**الکوکب الدری مع ھامش ۵۷/۲**]

نیز حضرت مہدیؓ کے روئے زمین پر قیام کے متعلق حدیث میں وارد اِن تینوں اعداد: پانچ، سات اور نو کے درمیان تطبیق کی شکل کے متعلق آگے لکھتے ہیں کہ :"فیعیشُ خمسًا أو سبعاً الخ، والتوفیق بین هذه الروایات أنَّ تجهیزه الجیشَ فی خمس سنین، ثُمَّ محاربته مع الکفار سنتانِ، ثُمّ یعیشُ بعد ذلك سنتین، فتلك تسعةٌ بِأسْرِها، وعلی هذا فالتردید فی هذه الروایات لیس بشكٍّ من الراوی، بل هو تنویعٌ فی الروایة"۔ (ایضًا) یعنی اولاً لشکر کی تیاری پانچ سالوں میں ہوگی، پھر دو سال کفار سے جنگ ہوگی اور پھر آخری دو سال آپ زندہ رہ کر حکومت کریں گے اس طرح حدیث کے الفاظ میں چنداں تعارض نہیں رہتا۔

حضرت مہدیؓ کا دینی، دنیوی واخروی مقام

(۱) حدیث شریف میں ارشاد ہے: "لن تهلك أُمَّةٌ أنا فی أوّلها، وعیسی ابن مریم فی آخرها، والمهدي فی أوسطها"۔ أبو نُعیم فی أخبار المهدي عن ابن عباس .(**کنز العمال ۲۶۶/۱۴ رقم ۳۸۶۷۱**) ''وہ قوم کیسے ہلاک ہوسکتی ہے جس کی ابتدا میں مَیں ہوں (یعنی حضرت محمد ﷺ)، جس کے درمیان میں حضرت مہدی ہیں، اور جس کے آخر دور میں عیسٰی ابن مریم ہیں'۔

(۲) آپ (یعنی حضرت مہدیؓ) آخری خلیفہ راشد ہوں گے۔

(۳) آپ آخری مجدد ہوں گے۔

(۴) آپ ولایت کے اعلیٰ ترین مقام پر فائز ہوں گے۔

(۵) حدیث شریف میں ایک جگہ آپ کو جنت کے سرداروں میں سے ایک سردار بتایا گیا ہے۔عن أنس بن مالكؓ قال: سمعتُ رسول الله ﷺ یقول: نحنُ وُلد عبد المطلب سادةُ أهل الجنة، أناْ و حمزة و علیٌّ و جعفر و الحسن و الحسین و المهدی۔ [**ابن ماجة ،باب خروج المهدی/۳۰۰**] یعنی آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہم عبدالمطلب کی اولاد جنت کے سردار ہوں گے، یعنی آپ ﷺ، حمزہ، علی، جعفر، حسن، حسین اور مہدی رضی اللہ عنہم۔

یہ روایت ابن ماجہ کے موضوعات میں شامل نہیں ہے۔ نیز اس کے متابعات اور شواہد موجود ہیں۔

(٦) اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو بہت بڑی روحانی طاقت دی گئی ہوگی۔

(٧) خلفائے راشدین کے بعد آپ ہی کا رتبہ ہے۔

اس سلسلہ میں مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلویؒ لکھتے ہیں: ''اور امام مہدی امت محمدیہ کے آخری خلیفہ راشد ہیں، جن کا رتبہ جمہور علماء کے نزدیک ابوبکر اور عمرؓ خلفائے راشدین کے بعد ہے امت میں''۔ [**القول المحکم فی نزول عیسی بن مریم معروف بہ نزول عیسی و ظہور مہدی ٣٥**]

(٨) آسمان و زمین والے سب آپ سے خوش ہوں گے۔

(٩) حضرت عیسیٰؑ نزول کے بعد پہلی نماز آپ کی اقتدا میں ادا فرمائیں گے، اور یہ اس امت محمدیہ کے لیے تکریم ہے (کہ اس امت کے باکمال افراد وہ ہیں جن کے پیچھے نبی نماز ادا کرے)۔

(١٠) آپ نبی اور رسول نہیں ہوں گے، نہ آپ پر وحی نازل ہوگی اور نہ آپ نبوت کا دعوی کریں گے، اور نہ کوئی آپ کو نبی سمجھ کر ایمان لائے گا۔

معلوم ہوا کہ جو شخص مہدی ہونے کے ساتھ ساتھ نبوت کا دعوٰی کرے وہ جھوٹا ہے (اسی طرح جن لوگوں نے آج تک اپنے متعلق مہدی ہونے کے دعوے کیے وہ بھی جھوٹے ہیں)۔

(١١) حضرت عیسیٰؑ کے نزول تک حضرت مہدی مسلمانوں کے خلیفہ اور حاکم ہوں گے۔

(١٢) حضرت عیسیٰؑ نزول کے بعد بمنزلۂ امیر ہوں گے، اور حضرت مہدی بمنزلۂ وزیر ہوں گے اور دونوں باہمی مشورہ سے کام کریں گے۔

چنانچہ اس سلسلہ میں مفتی یوسف صاحب لدھیانویؒ فرماتے ہیں: حضرت عیسیٰؑ کا آسمان سے نزول خلیفہ کی حیثیت سے ہوگا، اور یہ حیثیت ان کی اہل اسلام کے معتقدات میں شامل ہے، اس لیے جب وہ نازل ہوں گے تو حضرت مہدی علیہ الرضوان امورِ خلافت ان کے سپرد کر کے خود اُن کے مشیروں میں شامل ہو جائیں گے، اور تمام اہل اسلام ان کے مطیع ہوں گے۔ اس لیے نہ کسی دعوے کی ضرورت ہوگی، نہ رسمی چناؤ یا انتخاب کی۔ [**المہدی و المسیح ٣١**]

ظہور کے وقت تک حضرت مہدیؒ کو مخفی رکھا جانا

احادیث کے مطالعہ سے اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت مہدیؒ کا ظہور ایک وقتِ مقررہ تک مخفی رکھا گیا ہے۔ جب ظہور کا وقت ہوگا تب من جانب اللہ اچانک لوگوں پر راز ظاہر ہو جائے گا۔ عجیب بات یہ ہے کہ ظہور سے پہلے تک خود حضرت مہدیؒ بھی اپنے مقام سے نا آشنا ہوں گے۔ اس سلسلہ میں حضرت علیؓ سے ایک روایت منقول ہے: عن عليٍّ رضي قالَ: قالَ رسولُ اللهِ ﷺ: ''المهديُّ منّا أهل البيت يُصلِحُه الله فى ليلةٍ''۔ [**ابن ماجه باب خروج المهدى ٣١٠/٢ ومسند احمد ١٠٦/١**] ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مہدی ہم اہل بیت میں سے ہوں گے، اللہ تعالیٰ ایک ہی رات میں ان کو یہ صلاحیت عطا فرما دے گا۔

اس حدیث کی شرح میں شیخ عبدالغنی دہلویؒ فرماتے ہیں: '' أيْ يُصلِحه اللهُ

فی لیلةٍ أيْ يُصلِحه للإمارةِ و الخلافة بغاءةً و بغتةً“. [**إنجاح الحاجة على هامش ابن ماجه**]. یعنی اللہ تعالیٰ ایک ہی رات میں اچانک ان کو امارت اور خلافت کی یہ صلاحیت عطا فرما دے گا۔

علامہ ابن کثیرؒ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: ”أيْ يتوبُ الله عليه و يُوَفِّقُهُ و يُلْهِمه و يُرشدهُ بعدَ أنْ لَمْ يكنْ كذلك“. [**النهاية فى الفتن و الملاحم ۳۱/۱**] یعنی اللہ تعالیٰ اپنے خصوصی فضل و توفیق سے سرفراز فرما کر پہلے انہیں (حقیقت کا) الہام کریں گے اور اُس مقام سے آشنا کریں گے، جس سے وہ پہلے ناواقف تھے۔

آپ کے کمالات اور خوبیاں ظہور کے وقت تک مخفی اور چھپی ہوں گی، اس لیے وقت ظہور سے قبل کوئی آپ کو پہچان نہیں سکے گا۔ اور جب ظہور کا وقت مقررہ آ پہنچے گا تو باری تعالی ایک ہی شب میں اپنی قدرتِ کاملہ سے ان میں امارت کی تمام صلاحیتیں پیدا فرما دیں گے جس کی وجہ سے ان کا مہدی ہونا ایسا نمایاں اور واضح ہو جائے گا کہ ایک ادنی شخص بھی بآسانی آپ کی شخصیت کو پہچان لے گا۔ مصائب کی کثرت کی وجہ سے آپ کا ظہور سب کو محبوب اور پیارا ہو گا۔

حضرت مولانا بدر عالم میرٹھی مہاجر مدنی ؒ تحریر فرماتے ہیں: ”ایک عمیق حقیقت اس سے حل ہو جاتی ہے، اور وہ یہ ہے کہ یہاں پر بعض ضعیف الایمان قلوب میں یہ سوال اٹھ سکتا ہے کہ جب حضرت مہدی ایسی کھلی ہوئی شہرت رکھتے ہیں تو پھر ان کا تعارف عوام و خواص میں کیسے مخفی رہ سکتا ہے؟ اس لیے مصائب و آلام کے وقت ان کے ظہور کا انتظار معقول معلوم نہیں ہوتا ہے۔ لیکن اس لفظ (**یصلحه الله فی لیلةٍ**) نے یہ حل کر دیا کہ یہ صفات خواہ کتنے ہی اشخاص میں کیوں نہ ہوں، لیکن ان کے وہ باطنی تصرفات اور روحانیت مشیتِ الٰہیہ کے ماتحت اوجھل رکھی جائے گی۔ یہاں تک کہ جب ان کے ظہور کا وقت آئے گا، تو ایک ہی شب کے اندر اندر اُن کی اندرونی خصوصیات منظرِ عام پر آ جائیں گی۔ گویا یہ بھی ایک کرشمۂ قدرت ہو گا کہ ان کے ظہور کے وقت سے قبل کوئی شخصیت ان کو پہچان نہ سکے گی۔ اور جب وقت آئے گا، تو قدرتِ الٰہیہ شب بھر میں وہ تمام صلاحیتیں ان میں پیدا کر دے گی جن کے بعد ان کا مہدی ہونا ایک نابینا پر بھی منکشف ہو جائے گا۔

دیکھیے کہ دجال کا خروج احادیثِ صحیحہ سے کیسا ثابت ہے، لیکن یہ ثابت شدہ حقیقت اس کے خروج سے پہلے پہلے کتنی مخفی ہے۔ اور جب کہ یہ داستان دورِ فتن کی ہے تو اب حضرت مہدی کے ظہور اور دجال کے وجود میں انکشاف کا مطالبہ کرنا، یا اس بحث میں پڑنا یہ مستقل خود ایک فتنہ ہے“۔ [**ترجمان السنه ۴/ ۴۰۴ و ۴۰۵**]

حضرت مہدیؓ کا ظہور کب ہو گا؟

احادیث میں بہت ہی تاکید کے ساتھ حضرت مہدیؓ کی تشریف آوری اور اس کے بعد امت مسلمہ کے عروج و ترقی کی یقینی خبریں دی گئی ہیں۔ لیکن ساتھ ہی کس وقت کس سال، کس ماہ میں آپ کا ظہور ہو گا اس کی تعیین نہیں کی گئی۔

ہاں احادیث سے جس زمانہ میں آپ کا ظہور ہونے والا ہے اس وقت کے

امت مسلمہ کے احوال کا کافی حد تک اندازہ ہوسکتا ہے، جس سے یہ پتہ چل سکتا ہے کہ اب ظہور کا زمانہ قریب ہے۔

زمانہ ظہور کے قریب امت کے عمومی حالات

(۱) زمین ظلم وستم سے بھر چکی ہوگی۔

(۲) ظلم اتنا شدید ہوگا کہ پناہ کی جگہ نہ ملتی ہوگی۔

اس سلسلہ کی ایک روایت حاکمؒ نے ذکر کی ہے: عن أبی سعید الخُدریؓ قال: قال رسول الله ﷺ: ’’ینزل بأُمّتی بلاءٌ شدیدٌ مِنْ سلطانهم حتی یضیقَ الأرضُ عنهم فیبعثُ اللهُ رجُلاً مِنْ عترتی فیملأُالأرض قسطاًوعدلاً كما مُلئت ظلماً وجوراً“ الخ۔ **[مستدرک للحاکم]** **کہ میری امت پر ان کے حکمرانوں کی جانب سے بہت سخت مصیبتیں آئیں گی یہاں تک کہ ان پر زمین تنگ ہو جائے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ میرے خاندان میں سے ایک شخص کو مبعوث فرمائے گا، وہ زمین کو عدل وانصاف سے ایسے ہی بھر دے گا جیسے وہ ظلم وستم سے بھر چکی تھی۔**

(۳) لوگ ایک دوسرے پر تھوکتے ہوں گے۔ عن عليؓ قال: ”لا یخرج المهدیُّ حتی یبصُقَ بعضُكم فی وجهِ بعضٍ“۔ **[منتخب کنز العمال ۳۳/۶]** **یعنی مہدی اس وقت تک ظاہر نہیں ہوں گے جب تک تم لوگ ایک دوسرے پر تھوکنے نہ لگ جاؤ۔**

حضرت مفتی نظام الدین شامزئیؒ کی تحقیق کے مطابق یہ حدیث قابل اعتبار

ہے۔ **[عقیدۂ ظہور مہدی ۷۰]**

(۴) اللہ کا نام لینا گردن زدنی جرم ہوگا۔ إذا قال الرجلُ ”الله الله“ قُتل۔ **[مستدرک للحاکم ۵۵٤/٤]**

(۵) امت پر بہت ہی آزمائش ہوگی۔

(۶) لوگوں میں اختلاف اور زلزلے (یعنی پریشان کن حالات) ہوں گے۔

(۷) دین پر زوال آوے گا۔

(۸) فتنوں کی بھرمار ہوگی۔

(۹) حالات ایسے ہوں گے کہ مسلمان مایوسی سے کہیں گے کہ ’’اب مہدی کیا آئیں گے؟‘‘ یعنی مہدی کی تشریف آوری کے متعلق لوگوں کو مایوسی سی ہوگی۔ عن ابن عباسٍؓ قال یبعث المهدي بعد أیاسٍ وحتی یقولَ الناسُ ”لامهديّ“. **[الحاوی ۷٦/۲]** **یعنی مہدی ایسی ناامیدی کے عالم میں ظاہر ہوں گے کہ لوگ کہنے لگیں گے کہ ’’مہدی کا وجود ہی نہیں ہے‘‘۔**

(۱۰) دنیا پر شیطانی قوتوں کا غلبہ ہوگا۔

(۱۱) مسلمانوں کے دلوں میں بھی ٹیڑھا پن پیدا ہو رہا ہوگا۔

(۱۲) دین وشریعت کی دنیا میں کوئی اہمیت نہ ہوگی۔

(۱۳) حرام کو حلال سمجھا جاوے گا۔

(۱۴) معروف کو منکر اور منکر کو معروف سمجھا جاتا ہوگا۔

امت پر آنے والے حالات کا اندازہ ایک حدیث شریف کے ذریعہ سے لگایا

جا سکتا ہے ’’عن ثوبانؓ قال: قال رسولُ الله ﷺ: ’’یوشكُ الاممُ أنْ تداعی علیکم کما تداعی الاَکَلَةُ الی قصعتها، فقال قائلٌ: ومن قِلّةٍ نحنُ یومئذٍ؟ قال: بل أنتم یومئذٍ کثیر، ولکنّکم غثاءٌ کغثاءِ السیل ولَینزِعَنَّ اللهُ من صدورِ عدوّکم المَهابةَ منکم، ولَیقْذِفنَّ اللهُ فی قلوبکم الوهنَ، فقالَ قائلٌ: یارسولَ اللهِ وماالوهنُ؟ قالَ: حُبُّ الدنیا و کراهیةُ الموت‘‘ ۰ [أبو داوٗد ۲/۵۹۰ رقم ۴۲۹۷] حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ: ’’ایک زمانہ وہ آئے گا کہ قومیں تم پر ہلّہ بولنے کے لیے ایک دوسرے کو اس طرح دعوت دیں گی جیسے دسترخوان پر کھانے والوں کو دعوت دی جاتی ہے‘‘ (اور کھانے والے سب جانب سے دسترخوان کو گھیر لیتے ہیں، اسی طرح کفار کی یہ جماعتیں مسلمانوں کو گھیر لیں گی) صحابہؓ نے عرض کیا کہ: ’’اے اللہ کے رسول ﷺ کیا اس وقت ہماری تعداد کم ہوگی؟ فرمایا: ’’نہیں! بلکہ اس وقت تم بڑی تعداد میں ہوں گے، لیکن (دینی اعتبار سے) تم سیلاب کے بالائی کیچڑ اور گندگی کی طرح ہوگے، اور دشمنوں کے دلوں سے تمہارا رعب نکل جائے گا اور تم ’وھن‘ کا شکار ہو جاؤ گے‘‘ سائل نے دریافت کیا: ’’اے اللہ کے رسول ﷺ ’وھن‘ کیا چیز ہے؟ فرمایا: ’’دنیا سے محبت اور موت سے نفرت۔

☆……☆……☆

حضرت مہدیؓ کے حالات

نام اور نسب

آپ کا مبارک نام محمد ہوگا۔ آپ کے والد کا نام عبداللہ ہوگا. آپ کا خاندانی تعلق اہل بیت یعنی بنو ہاشم سے ہوگا. آپ اپنے والد کی طرف سے حضرت محمد ﷺ کی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ کے بیٹے حضرت حسنؓ کی اولاد میں سے ہوں گے؛ یعنی حسنی سید ہوں گے۔ اور والدہ کی طرف سے حضرت حسینؓ شہیدِ کربلا کی اولاد میں سے ہوں گے؛ یعنی حسینی سید ہوں گے۔

دراصل اس سلسلہ میں روایات مختلف ہیں، بعض میں آپ کا حسنی ہونا اور بعض میں حسینی ہونا مذکور ہے، چنانچہ امام ابوداؤدؒ نے اپنی سنن میں ضمناً یہ روایت ذکر کی ہے:

(۱) قال أبو داود: وحُدّثتُ عن هارون بن المُغیرة، قال: حدثنا عمرو بن أبی قیس، عن شعیب بن خالد، عن إسحٰق قال: قال علیؓ و نظر إلی ابنه الحسن فقال: ’’ إنَّ ابنی هذا سَیِّدٌ، کما سمّاه النبیُّ ﷺ و سیخرجُ من صُلبه رجلٌ یُسمّٰی باسم نبیکم ﷺ‘‘ ۰ [أبو داود ۲/۵۸۹ رقم ۴۲۹۰] ترجمہ: حضرت علیؓ نے اپنے بیٹے حسنؓ کی طرف دیکھتے ہوئے یوں فرمایا کہ: میرا یہ بیٹا سردار ہے جیسا کہ خود نبی کریم ﷺ نے اسے ’’سید‘‘ کے لقب سے نوازا، اس کی نسل سے ایک شخص پیدا ہوگا جس کا نام تمہارے نبی کے نام جیسا ہوگا۔

(۲)حدثنا الوليد و رِشْدِين، عن ابن لهيعة، عن أبی قبيل، عن عبدالله بن عمروؓ قال:يخرج رجلٌ من ولد الحسين من قِبل المشرق، لو استقبلتْه الجبالُ لهدمها واتخذ فيها طُرقًا۔ [**أخرجه الحاكم و ابن عساكر، وكما فی الحاوی ٦٦/٢**] یعنی حضرت حسینؓ کی اولاد میں سے ایک شخص مشرق کی جانب سے نمودار ہوگا، اگر بالفرض پہاڑ بھی اس کی راہ میں رکاوٹ بنے تو وہ اسے توڑ پھوڑ کر اس میں سے اپنی راہ بنالے گا۔

ان دونوں روایتوں کے بعد اب صاحب نبراس کا وہ کلام ملاحظہ ہو جس میں دونوں روایات متعارضہ کے دو جواب مذکور ہیں، وہ لکھتے ہیں:” اختلف فی أنَّ المهدی مِن أولاد الحسنؓ أو الحسينؓ؟ والراجح هو الأول، كما رواه أبو داود عن علیؓ ۔[**رقم الحديث ٤٢٩٠**]وجمع بعضهم بأنّه من صلب حسَنِیٍّ و بطنِ حُسَينيّةٍ “. [**نبراس ٣١٦**] یعنی اس بات پر لوگوں میں اختلاف ہے کہ حضرت مہدیؓ کس کی اولاد میں سے ہوں گے؟ آیا حضرت حسنؓ کی اولاد میں سے ہوں گے یا حضرت حسینؓ کی اولاد سے؟ حالانکہ راجح قول تو یہی ہے کہ آپ حضرت حسنؓ کی اولاد میں سے ہوں گے۔ چونکہ اُس قول کی تائید میں حضرت علیؓ کی ایک روایت بھی ہے جسے ابو داودؒ نے نقل کیا ہے۔ بعض حضرات نے دونوں اقوال میں اس طرح تطبیق دی ہے کہ آپ کے والد حضرت حسنؓ کے خاندان سے اور والدہ حضرت حسینؓ کی نسل سے ہوں گی۔

ایک نکتہ: ابن القیم الجوزیہ لکھتے ہیں:”وفی كونه من وُلْد الحسن سِرٌّ لطيفٌ؛ وهو أنَّ الحسنؓ ترك الخلافة لله۔ فجعل اللهُ مِنْ وُلده من يقوم بالخلافة الحق، المتضمن للعدل الذی يملأُ الأرض ۰ وهذه سنة الله فی عباده أنّه مَنْ ترك لأجله شيئًا أعطاه الله أو أعطى ذريته أفضلَ منه“ .[**المنار المُنيف لابن القيم الجوزية ١٥١، وكذا قال المناوی فی فيض القدير ٢٧٩/٦**] یعنی حضرت مہدیؓ کے حضرت حسنؓ کی اولاد سے ہونے میں ایک لطیف نکتہ ہے، وہ یہ کہ حضرت حسنؓ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر خلافت سے دست بردار ہوئے تھے۔ نتیجۃً اللہ تعالیٰ نے ان کی اولاد میں ایک ایسے شخص کا ظہور مقدر فرما دیا جو سچی خلافت قائم کرے گا، وہ خلافت ایسے انصاف والی ہوگی جو ساری سرزمین کو شامل ہوگی۔ اور یہ تو دستورِ خداوندی ہے کہ جو شخص اللہ کی خاطر کسی چیز سے دست بردار ہوجاتا ہے اللہ تعالیٰ خود اس کو یا پھر اس کی اولاد میں سے کسی کو اس سے بہتر چیز عطا کرتے ہیں۔

محدثِ عظیم مُلا علی قاریؒ نے بھی اپنی مشہور تصنیف المرقاۃ میں اسی طرح کا ایک نکتہ ذکر کیا ہے، آپ تحریر فرماتے ہیں:

”والأظهرأنهٗ مِنْ جِهَةِ الأب حسَني ومن جانب الُام حُسيني قياسًا علىٰ ما وقعَ فی ولَدَی اِبراهيم، وهما اسمٰعيل و اسحٰق عليهما الصلوٰة والسلام، حيث كان أنبياءُ بنی اسرائيل كلهم من بنی اسحٰق، واِنما نبیٌّ من ذرية اسمٰعيل نبينا ﷺ وقام مقام الكل ونعم العوض وصار خاتم الأنبياء، فكذلك لما ظهرت أكثر أئمة الُامة من أولاد الحسين، فناسب أنْ ينجبر الحسن بأن اعطی له ولد يكون خاتم الأولياء، ويقوم مقام سائر الأصفياء

الخ“ (المرقاۃ ۱۰/ ۱۷٤، باب أشراط الساعة، الفصل الثانی) **یعنی یہ قول** بالکل واضح ہے کہ حضرت مہدیؓ اپنے والد کی جانب سے حسنی اور والدہ کی جانب سے حسینی ہیں، یہ معاملہ ابراہیم علیہ السلام کے دونوں بیٹوں اسمٰعیل اور اسحٰق علیہما السلام کے معاملہ کی طرح ہے۔ چنانچہ بنی اسرائیل کے تمام انبیا حضرت اسحٰقؑ کی آل واولاد سے ہوئے، اور اسمٰعیلؑ کی اولاد میں صرف خاتم الأنبیا محمد رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے جو تمام انبیاء کے قائم مقام ہیں اور بنی اسمٰعیل کے لیے ایک بہترین عوض ہیں، بالکل اسی طرح جب اس امت کے اکثر و بیشتر ائمہ کرام حضرت حسینؓ کی اولاد سے ہوئے تو مناسب یہی تھا کہ حضرت حسنؓ کی اولاد میں ایک ایسا شخص ہو جو تمام ائمہ میں سب سے کامل ہو اور تمام صوفیاء کا قائم مقام ہو۔

نوٹ (۱): بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مہدیؓ حضرت عباسؓ کی اولاد سے ہوں گے۔ چنانچہ حدیث: ”اللھم انصر العباسَ و ولد العباس ثلثاً . یا عمّ أمَا علمتَ أنّ المهديّ من ولدك موفقاً، رضيّاً، مرضيّاً“ [**منتخب کنز العمال ۳۱/۶**] کے متعلق صاحبِ کنز العمال نے اخیر میں لکھا ہے کہ: ”**رجالُ سندِہ ثقاتٌ**“۔ کہ آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا ”اللھم انصر العباس و ولد العباس“ اے اللہ عباس اور اس کی اولاد کی مدد فرما دے۔ پھر فرمایا کہ اے چچا کیا آپ نہیں جانتے ہیں کہ مہدی آپ کی اولاد میں سے ہوگا جو توفیق یافتہ، رضا مند اور رضا یافتہ ہوگا۔

اس روایت کے بعضے طرق میں محمد بن زکریا الغلّابی نامی راوی پائے

جاتے ہیں، جو غیر معتبر ہیں، حتی کہ بعضوں نے ان کے بارے میں ”کان یضعُ الحدیث“ تحریر فرمایا ہے۔ [**المُغنی للذھبی ۲/۳۰۰**]

اس روایت کے طریق میں ایک راوی محمد بن یونس الکدیمی بھی ہیں، ان کے متعلق لکھا ہے ”متھم بالوضع“ یعنی ان پر حدیثیں گھڑنے کا الزام ہے۔

(المہدی لعادل الذکی ۵٦)

اور اگر اس روایت کو قبول بھی کر لیا جائے تو ممکن ہے کہ حضرت عباسؓ کی طرف نسبت اس وجہ سے کی گئی ہے کہ آپ اس وقت اپنے خاندان کے تنہا بزرگ تھے، اور خاندان کے بزرگوں اور ذمہ داروں کی طرف بچوں کو منسوب کرنا ایک عام سی بات ہے۔

نوٹ (۲): بعض کتابوں میں آپ کی والدہ کا نام آمنہ لکھا ہے لیکن کسی مستند حوالہ سے ہمیں یہ بات نہیں مل سکی۔

لقب

آپ کا لقبِ معروف ”مہدی“ ہوگا۔ جس کے معنی ہے ”ہدایت یافتہ“ (جس کو باری تعالیٰ کی طرف سے حق کی ہدایت ملی ہو، ساتھ ہی جو شخصیت دوسروں کے لیے ہدایت کا ذریعہ بنے)۔ اس لیے لفظی اعتبار سے ہر نیک ہدایت یافتہ جو صراط مستقیم پر چلے اس کو مہدی کہہ سکتے ہیں۔ لیکن اہل سنت و جماعت کی اصطلاح میں (جو در حقیقت شرعی اصطلاح ہے) جب مہدی کا لفظ بولا جاتا ہے تو اس سے وہ ذاتِ شریف مراد

ہوتی ہے جن کی تشریف آوری کی بشارت قربِ قیامت میں حضرت عیسیٰؑ کے نزول سے پہلے احادیثِ متواترہ میں دی گئی ہے۔ جو مایوس کُن حالات میں نئی امید بن کر تشریف لاویں گے، اور اس امت کے لیے عالمی سربلندی کا ذریعہ ثابت ہوں گے۔ اور جن کی خاص علامتیں اور تعارفی احوال صحیح سند کے ساتھ صحیح احادیث میں مذکور ہیں اور اُن علامتوں کا انطباق اس خاص مہدی کے سوا کسی اور پر ہو ہی نہیں سکتا۔

لقب کے ساتھ لفظ ''امام'' اور ''علیہ السلام'' کی زیادتی کی حقیقت

''امام'' کا لفظ

حضرت مہدیؓ کے نام کے ساتھ بعض لوگ امام کا لفظ استعمال کرتے ہیں، اور ہمارے بعض علماء نے پروثوق دلائل کے ساتھ اس کی اجازت بھی دی ہے، لیکن سدّاً للباب اس کو نہ استعمال کرنا ہی مناسب ہے۔ نہ تو آپ کے حق میں اصطلاح بنا کر اس لفظ کا استعمال کیا جاوے اور نہ ہی لغوی طور سے استعمال درست ہے، کیوں کہ لفظ امام کے استعمال کرنے میں ایک شیعی نقطۂ نظر کی ترویج کا شبہ ہوتا ہے اور وہ یہ کہ شیعہ حضرات جن بارہ افراد کی عصمت کے قائل ہیں ان کو امام سے تعبیر کرتے ہیں، لہٰذا حضرت مہدیؓ کے ساتھ امام کا لفظ استعمال کرنے میں شیعوں کے استعمال کے پیش نظر التباس ہوگا، اس وجہ سے اس کا ترک ہی افضل ہے۔ اور لغوی معنی کے اعتبار سے بھی حضرت مہدیؓ کے لیے اس لفظ کو استعمال نہ کیا جائے کیوں کہ مرتبہ میں ان سے بھی بڑے حضرات خلفائے راشدین کے لیے اس لفظ کے استعمال کا رواج نہیں۔

''علیہ السلام'' کا لفظ

اسی طرح بعض لوگ آپ کے لقب کے ساتھ "علیہ السلام" کا لفظ بولتے ہیں۔ جب کہ عُرف میں "علیہ السلام" کا لفظ حضرات انبیا اور ملائکہ کے لیے ہی استعمال ہوتا ہے، اور حضرت مہدیؓ نہ تو نبی ہیں اور نہ فرشتہ، اس لیے "علیہ السلام" کا لفظ نہیں استعمال کرنا چاہیے؛ بلکہ "رضی اللہ تعالی عنہ" کہنا مناسب ہے۔

چنانچہ شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند، استاذ محترم حضرت مفتی سعید احمد صاحب پالنپوری دامت برکاتہم "حجۃُ اللہ البالغة" کی اپنی بے نظیر شرح "رحمۃ اللہ الواسعة" میں تنبیہ کے عنوان سے رقم طراز ہیں: حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کے اسمائے گرامی کے ساتھ لفظ ''امام'' کا استعمال حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے خطباتِ جمعہ کے خطبۂ ثانیہ میں بھی فرمایا ہے جب کہ ان کی امامت کا عقیدہ شیعوں کا ہے، اور یہ عذر کہ شاید لغوی معنی میں استعمال کیا ہو اس لیے درست نہیں کہ خلفائے راشدینؓ کے ناموں کے ساتھ یہ لفظ استعمال نہیں فرمایا، جب کہ وہ زیادہ حق دار تھے۔ اسی طرح بہت سے مصنفین کے قلم سے ان بزرگوں کے نام کے ساتھ ''علیہ السلام'' نکل جاتا ہے جو اہل السنۃ کے نزدیک کسی طرح بھی درست نہیں کیونکہ بارہ اماموں کی نبوت وعصمت کا عقیدہ شیعوں کا ہے۔ [۸۵/۱]

''**علیہ السلام**'' کے لفظ کے استعمال کے سلسلہ میں تقریباً یہی باتیں مولانا خیر محمد جالندھری صاحب نے [**خیر الفتاوی ۱۴۷/۱**] میں ایک استفتا کے جواب میں لکھی ہے۔

غرض ''امام مہدی علیہ السلام'' یہ لقب جو لوگوں میں مشہور ہوگیا ہے، شیعی اثرات کا نتیجہ ہوسکتا ہے، یا بے خبری میں غلبۂ محبت کی بنا پر ایسی باتیں زبان وقلم سے نکل جاتی ہیں۔ اس لیے اس سے احتیاط نہایت ضروری ہے۔

حضرت مہدی کے لئے ''رضی اللہ تعالی عنہ'' کا لفظ:

رہی بات یہ کہ آپ کو رضی اللہ عنہ کہنا کیسے صحیح ہوسکتا ہے؟ تو وہ اس وجہ سے کہ آپ تقریبًا دو سال تک حضرت عیسٰی علیہ السلام کی صحبت اٹھائیں گے، اور نیز روایتوں میں حضرت مہدیؓ کے متعلق ''یرضی عنه ساکن السماء و ساکن الأرض'' کے الفاظ وارد ہیں، ملاحظہ فرمائیں [**کنز العمال ۲۷۰/۱۴، رقم ۳۸۵۸۶**] یعنی آسمان و زمین کے لوگ ان سے راضی ہوں گے۔ اس لحاظ سے ظہور کے بعد ''رضی اللہ عنہ'' کے پاکیزہ کلمات کے ساتھ حضرت مہدیؓ کا تذکرہ جائز ہوگا۔

نوٹ: احادیث میں حضرت مہدیؓ کے لیے کثرت سے لفظ امام استعمال ہوا ہے، اسی وجہ سے متقدمین و متأخرین علماء کا جمّ غفیر حضرت مہدی کے لیے امام کا لفظ استعمال کرتے آرہا ہے، ان ہی روایات کے پیش نظر حضرت مہدی کے لیے امام کے لفظ کا استعمال درست تو ہے البتہ چوں کہ امامت کا عقیدہ شیعوں کا بنیادی اور اہم عقیدہ

ہے، ہمارے لیے یہی مناسب ہے کہ ہم اس لفظ کے استعمال سے احتراز کریں۔ وَلِلنَّاسِ فی ما یَعْشَقُونَ مَذاھِبٌ۔ ہر کسی کی پسند جداگانہ ہوتی ہے۔

خلاصہ یہ ہوا کہ آپ کا مناسب لقب حضرت مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔

وطن

عن أُمِّ سلْمةَ زوجِ النبی ﷺ قال:'' یکونُ اختلافٌ عندَ موتِ خلیفةٍ، فیخرجُ رجلٌ من أهل المدینةِ هارباً إلی مكةَ فیأتیه ناسٌ من أهل مكةَ فیُخْرِجونه وهو كارهٌ فیُبَایعونه بَین الرّكْن و الْمَقام ''الخ۔ [**أبو داود ۵۸۹/۲**] ترجمہ: ایک خلیفہ کی موت کے وقت اختلاف ہوگا، تب مدینہ والوں میں سے ایک شخص مکہ کی طرف بھاگ نکلے گا، لوگ اس کے پاس آکر اسے امامت کے لیے نکالیں گے حالانکہ وہ اس کو پسند نہ کرتا ہوگا، پھر وہ لوگ حجر اسود اور مقام ابراہیم کے بیچ اس سے بیعت کریں گے۔

آپ کا وطنِ مالوف اور جائے ولادت مدینہ منورہ ہے اور جائے ظہور مکہ مکرمہ ہے۔ اور آپ بیت المقدس (ملکِ شام) کی طرف اعلائے دین کے لیے ہجرت فرمائیں گے۔

ملا علی قاریؒ شرح فقہ اکبر میں رقم طراز ہیں کہ:'' إنَّ المهدي یظهرُ أوّلًا فی الحرمین الشریفین، ثمّ یأتی بیتَ المَقْدس'' الخ [**شرح الفقه الأكبر ۱۳۶**] حضرت مہدیؒ پہلے حرمین شریفین میں ظاہر ہوں گے، پھر بیت المقدس

(Jerusalem) تشریف لے جائیں گے۔

شکل وصورت (حلیہ مبارک)

آپؓ کی شکل وصورت کے متعلق حضرت شاہ رفیع الدین صاحب دہلویؒ رقم طراز ہیں کہ: ''آپ کا قد وقامت قدرے لانبا، بدن چست، رنگ کھلا ہوا اور چہرہ پیغمبرِ خدا ﷺ کے چہرے سے مشابہ ہوگا۔ نیز آپ کے اخلاق پیغمبرِ خدا ﷺ کے اخلاق سے پوری طرح مشابہت رکھتے ہوں گے''۔ (**علاماتِ قیامت ١٠**)

حضرت مہدی کی شکل وصورت احادیث کی روشنی میں

احادیث میں آپ کے نام ونسب کے ساتھ شکل وصورت کو بھی اجمالاً ذکر کیا گیا ہے، تاکہ آپ کی شخصیت کی شناخت میں کوئی اشتباہ نہ رہے۔

اس سلسلہ میں ابوداؤد شریف کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: عن أبی سعیدٍ الخدریؓ قال: قال رسول الله ﷺ: ''المهديُّ مِنّی أجْلی الجَبْهةِ أقنی الأنْف يمْلأُ الأرضَ قِسطاً وَ عَدلاً كما مُلِئتْ ظُلماًوجَوراً ويملكُ سبعَ سنين''۰ (**أبوداود كتاب المهدى ٥٨٨/٢**) یعنی مہدی میری اولاد میں سے ہے، جو کشادہ پیشانی اور بلند وباریک ناک والے ہیں۔

اس حدیث میں آنکھوں سے نظر آنے والی حضرت مہدیؓ کی دو جسمانی نشانیوں کا بھی ذکر کیا گیا ہے؛ ایک یہ کہ وہ روشن اور کشادہ پیشانی ہوں گے، اور دوسری یہ کہ وہ بلند بینی ہوں گے، ان دونوں چیزوں کو انسان کی خوب صورتی اور حسن وجمال

میں خاص دخل ہوتا ہے۔ اسی لیے خصوصیت سے ان کا ذکر کیا گیا ہے، یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے حلیہ مبارک میں بھی ان دونوں چیزوں کا ذکر آتا ہے۔

[**شمائل ترمذی ٢**]

ان دونشانیوں کے ذکر کا مطلب یہ سمجھنا چاہیے کہ وہ حسین وجمیل بھی ہوں گے۔ لیکن ان کی اصل نشانی اور پہچان ان کا یہ کارنامہ ہوگا کہ دنیا سے ظلم وعدوان کا خاتمہ ہوجائے گا، اور ہماری یہ دنیا عدل وانصاف کی دنیا ہوجائے گی۔

[**معارف الحدیث ١٧١/٨**]

اسی قسم کی ایک روایت مستدرکِ حاکم میں بھی ہے: عن أبی سعید الخدریؓ قال: قال رسول الله ﷺ: ''المهديُّ مِنّا أهل البيت أشمُّ الأنف، أقنٰى، أجلٰى يملأُ الأرضَ قِسطاً وَ عَدلاً كما مُلِئت جَوراً وظُلماً يعيشُ هكذا، و بسط يسارَهٗ وإصبعين من يمينه المُسبِّحةَ و الإبهامَ و عقدَ ثَلاثةً''۰ هذا حديثٌ صحيحٌ على شرط مسلم، ولم يُخرِجاه۰ [**مستدرك للحاكم ٦٠٠/٤ رقم ٨٦٧٠**] ترجمہ: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مہدی ہم اہلِ بیت میں سے ہوگا، سیدھی باریک ناک والا، کھلی پیشانی والا ہوگا۔ وہ زمین کو اسی طرح عدل وانصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم وستم سے بھری ہوئی تھی۔ وہ اتنے (سال) زندہ رہے گا، (یہ فرمانے کے بعد) آپ ﷺ نے (پانچوں انگلیاں پھیلاتے ہوئے) بائیں ہاتھ کو کھول دیا اور دائیں ہاتھ کی دو انگلیوں (شہادت کی انگلی اور انگوٹھے) کو کھول دیا اور باقی تین انگلیاں بند رکھی (گویا کل سات انگلیاں کھول دیں)۔

اور بعض روایت میں مزید ایک جسمانی صفت اس طرح وارد ہوئی ہے: عن عليؓ قال: المهدي فتًى من قريش آدم ضربٍ من الرجال۔ (**منتخب كنز العمال ٣٤/٦ على هامشِ مُسنَد أحمد**) کہ حضرت مہدی گندمی رنگ اور چھریرے بدن والے قریش کے نوجوان ہوں گے۔

مذکورہ نصوص میں آپ کے تین اوصاف جسمانیہ کا ذکر ہے۔ مگر بطورِ علامت تو یہی وارد ہے کہ آپ کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سیرت میں مشابہت ہوگی، ہاں اس بات سے انکار نہیں کہ علم وعمل، روحانی واخلاقی کمالات کے ساتھ ساتھ آپ کی وجیہ شکل و صورت آپ کی طرف لوگوں کی کشش کا ذریعہ ہوگی۔

حضرت مہدیؓ حضور ﷺ سے اخلاق میں مشابہ ہونگے

چنانچہ ابوداودؒ نے حضرت ام سلمہؓ کی روایت کے ذیل میں ذکر کیا: ”يشبهه فى الخُلُق ولا يشبهه فى الخَلق“۔ [**أبو داوٗد ٥٨٩/٢، رقم ٤٢٩٠**] مہدیؓ اخلاق میں تو آپ ﷺ کے مشابہ ہوں گے لیکن شکل وصورت میں نہیں۔

چنانچہ صاحبِ بذل المجہود فرماتے ہیں: ”يشبهه فى الخُلُق أي فى أخلاقه العالية ولا يشبهه فى الخَلق أي فى ظاهر الصورة“۔ [**بذل المجهود ١٠٣/٥**] یعنی حضرت مہدیؓ اپنے بلند اخلاق میں تو آپ ﷺ سے مشابہ ہوں گے لیکن ظاہری شکل وصورت میں مشابہ نہ ہوں گے۔

اس سے ایک بات یہ بھی ظاہر ہوتی ہے کہ حضرت مہدیؓ کے اخلاق جب اللہ کے رسول ﷺ کے اخلاقِ طیّبہ سے مشابہت رکھتے ہوں گے تو یہ اخلاقی مشابہت آپ کے تعارف کے لیے بہت بڑی علامت ثابت ہوگی، نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ ضروری نہیں کہ وہ آپ ﷺ سے جسمانی طور پر کامل مشابہت نہیں رکھتے ہوں گے۔

ظہورِ مہدیؓ اور اس وقت کے حالات

حضرت مہدیؓ کا ظہور کس طرح ہوگا

حضرت مہدیؓ کے ظہور کے وقت کی تعیین ہم نہیں کر سکتے۔ البتہ بہت سی احادیث میں حضرت مہدیؓ کے ظہور کے بالکل قریب تر زمانہ سے وابستہ ایک واقعہ بیان کیا گیا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ ایک خلیفہ کا انتقال ہوگا اور مسلمانوں میں امارت کے بارے میں اختلاف ہوگا کہ کس کو امیر بنایا جائے۔ اہل مدینہ سے ایک باکمال شخص (حضرت مہدیؓ جو ابھی لوگوں میں متعارف نہیں ہوں گے) مکہ مکرمہ کی طرف چلا جائے گا۔ اس کو یہ اندیشہ ہوگا کہ لوگ مجھ کو خلیفہ بنا دیں گے اور وہ خود یہ منصب قبول کرنا پسند نہیں فرماتے ہوں گے۔ اور اپنے آپ کو چھپانے کی سعی کریں گے لیکن اہل مکہ آپ کی وجیہ اور باکمال شخصیت کو پہچان لیں گے اور اُن (حضرت مہدیؓ) کے نہ چاہنے کے باوجود حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان ان کے ہاتھ پر امارت کی بیعت کرنا شروع کریں گے۔

تین سو تیرہ آدمی شروع میں حضرت مہدیؒ سے بیعت ہونگے

بالکل شروع میں جو لوگ حضرت مہدیؒ کے دست بابرکت پر بیعت کی سعادت حاصل کریں گے ان کی تعداد اصحابِ بدریین اور اصحابِ طالوت کی طرح تین سو تیرہ ہوگی۔ (غزوۂ بدر کے موقع پر مشہور قول کے مطابق تین سو تیرہ صحابہؓ تھے اور حضرت طالوت کے ساتھ ان کی ہدایت پر عمل کر کے جالوت کی طرف مقابلہ کے لیے آگے بڑھنے والے بھی تین سو تیرہ تھے) یہ تین سو تیرہ حضرات بہت ہی اونچے درجہ کے ایمان والے ہوں گے اور خیر القرون کے بعد اگلے پچھلے تمام لوگوں سے افضل ہوں گے۔ پھر جیسے جیسے خبر پھیلتی جائے گی مخلصین مختلف جماعتوں میں پہنچ کر آپ کے گرد جمع ہوتے رہیں گے۔

”نفس زکیہ“ کے قتل کے بعد حضرت مہدیؒ کا ظہور ہوگا

روی ابن أبی شیبة عن مجاهد قال: حدثنی فلانُ رجل من أصحاب النبی ﷺ ”إنّ المهدي لا يخرجُ حتى تقتل النفس الزكية، فإذا قُتلت النفس الزكية غضب عليهم من فی السماء ومن فی الأرض، فأتى الناس المهدي فزفُّوه كما تُزف العروس إلىٰ زوجها ليلة عرسها وهو يملأ الأرض قسطاً وعدلاً وتخرج الأرض من نباتها وتمطر السماء مطرها وتنعم أمتى فی ولايته نعمة لم تنعمها قط“۔

حضرت مجاہدؒ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک صحابیؓ نے بیان کیا کہ:

”نفس زکیہ“ کے قتل کے بعد حضرت مہدی کے ظہور کا واقعہ پیش آئے گا۔ ”نفس زکیہ“ کے قتل پر تمام زمین و آسمان والے غضبناک ہو جائیں گے۔ تب لوگ حضرت مہدیؒ کے پاس آ کر انہیں اتنے اہتمام سے تیار کریں گے جتنے اہتمام سے دلہنوں کو تیار کیا جاتا ہے۔ وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے، زمین سے اناج غلہ کی پیداوار شروع ہو جائے گی، آسمان سے بارش برسنے لگے گی۔ ان کے دور خلافت میں میری امت اس قدر خوش عیش و آسودہ ہو جائے گی جیسی پہلے کبھی نہیں تھی۔ (المہدی ٦٥)

نفس زکیہ کون ہے؟

روایت میں مذکور لفظ ”النفس الزكية“ کے بارے میں دو قول ہیں۔

۱) ایک خیال تو یہ ہے کہ اس سے وہی خلیفہ مراد ہیں جن کے انتقال کے بعد مسلمانوں میں امارت و خلافت کے متعلق اختلاف برپا ہوگا۔ اور پھر حضرت مہدیؒ خلافت کی ذمہ داری اٹھائیں گے۔ پھر خلافت کے لالچی یہی بلوا خور حضرت مہدیؒ کے خلاف بغاوت پر اتر آئیں گے اور حضرت مہدیؒ کو ان باغیوں سے قتال کرنا پڑے گا جس کا تذکرہ آگے آرہا ہے۔

قدیم زمانہ سے ایسا ہوتا رہا ہے کہ جب کبھی وقت کی کوئی بہت ہی عزت دار شخصیت کی موت یا شہادت واقع ہوتی تو لوگ اس واقعہ کو اسی ”النفس الزکیه“ والی حدیث پر محمول کرتے، لیکن یہ دعوے درست نہیں، چونکہ احادیث میں ”نفس زکیہ“ کے قتل کے فوراً بعد حضرت مہدیؒ کے ظہور کا ذکر ملتا ہے۔

۲) ایک جماعت کا نظریہ یہ ہے کہ ”النفس الزکیه“ سے مراد مسلمانوں کی

بہت بڑی تعداد میں قتل کیا جانا ہے، "النفس" جمع کے لیے استعمال ہوا ہے، چنانچہ وہ ایسا شدید پرفتن دور ہوگا کہ اس دور میں دین حق پر چلنا ہی اپنی جگہ بہت بڑی کرامت کی بات ہوگی، صرف اللہ کا نام لینا ہی ایسا جرم ہوگا جس کی سزا موت ہے، اس وقت مسلمانوں کا بہت ہی بڑی تعداد میں قتل عام ہوگا۔ اہلِ حق کی اس زبوں حالی پر اللہ تعالیٰ کو جلال آجائے گا اور تب حضرت مہدیؓ کا ظہور ہوگا۔

دونوں اقوال میں تطبیق اس طرح دی جاسکتی ہے کہ مسلمانوں کے اسی قتل عام میں اس "النفس الزکیہ" کا بھی قتل واقع ہوگا جو خلیفۂ وقت ہوگا۔

مشرق کی طرف سے ایک جماعت آئے گی اور حضرت مہدیؓ کی تائید کر کے قیامِ حکومت میں تعاون کرے گی۔

اس سلسلہ کی روایت حسب ذیل ہے:

حدثنا حرملةُ بنُ يحيىٰ المصري و إبراهيمُ بن سعيد الجَوهريُ قالا: حدثنا أبو صالح عبدُالغفار بن داود الحرانی قال: حدثنا ابن لهيعةَ، عن أبی زرعة عمرو بن جابر الحضرمی، عن عبد الله بن الحارث بن جَزء الزبيدیؓ قال: قال رسول الله ﷺ: "يخرج ناسٌ من المشرق فيوطئُونَ للمهدی يعنی سلطانه". [**سنن ابن ماجه ۳۰۰، رقم ٤٠٨٨**]

مشرق سے آنے والی جماعت کا حضرت مہدیؓ کی تائید کرنا

یعنی مشرق سے لوگ آئیں گے اور قیامِ سلطنت میں حضرت مہدیؓ کی نصرت کریں گے۔

اس حدیث کے تمام رُوات پر تفصیلی کلام کرتے ہوئے حضرت مفتی نظام الدین شامزئیؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث بھی قابلِ اعتبار ہے، کیوں کہ کسی نے اس کو موضوع نہیں کہا ہے۔

عراق (Iraq)، شام (Syria)، یمن (Yemen) کے ابدال بھی آویں گے اور حضرت مہدیؓ کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ اس سلسلہ کی روایتوں کا ذکر جا بجا آتا رہے گا۔

حضرت مہدیؓ کے عہد خلافت میں قتال کی کچھ تفصیل

صحیح اور حسن روایات کے پیش نظر حضرت مہدیؓ کے منصب خلافت سنبھالتے ہی قتال کا سلسلہ شروع ہو جائے گا، چنانچہ قتال کا یہ سلسلہ تین قسموں پر تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

۱) باغیوں سے قتال۔ ۲) دفاعی قتال۔ ۳) اقدامی قتال

۱) باغیوں سے قتال۔

ابتدائی مرحلے میں حضرت مہدیؓ کا لشکر اسباب کے اعتبار سے کمزور ہوگا۔ لیکن باری تعالیٰ کی نصرت و مدد اُن کے شامل حال ہوگی جس کی برکت سے آپ آگے بڑھتے چلے جاویں گے۔

باغیوں سے قتال کے متعلق حضرت علیؓ کی یہ روایت ملحوظ ہو، اس میں باغیوں کا حضرت مہدیؓ کے مقابلہ میں سات (یا بعض روایات کے الفاظ کے مطابق نو) جھنڈوں تلے جمع ہونا معلوم ہوتا ہے۔

أخبرنی أحمدُ بن محمدِ بنِ سلمةَ العنزيُّ، حدثنا عثمانُ بنُ سعيدٍ الـدارمـيُّ، حد ثنا سعيد بنُ أبی مريَمَ، أنبأنا نافعُ بن يزيدَ، حد ثنی عيّاش بنُ عبـاس أن الـحـارث بـنَ يزيدَ حدّثه أنه سمع عبدَالله بنَ زُرَيرٍ الغا فقیَّ يقول سمعت عليَّ بن أبی طالب رضی الله تعا لیٰ عنه يقول: ستكو ن فتنة يحصل الـنـاس منها كما يحصل الذهب فی المعدن۔ فلا تسُبّوا أهل الشام، و سُبّوا ظَـلَـمَتَهـم۔ فإنّ فيهم الأبدال، و سيُرسِلُ الله إليهم سيبا من السماء فيغرقهم حتـی لـو قـاتـلتهـم الثعالبُ غلبَتْهم۔ ثم يبعث ا الله عند ذلك رجلًا من عترة الـرسول صلی الله عليه و سلم فی اثنی عشرألفاً إنْ قَلُّوا، و خمسةعشرألفاً إنْ كثُـروا۔ أمـارتهـم أو عـلامتهـم ”أمِت أمِت“ علیٰ ثلٰث ر أيات يقاتلُهم أهل سبـع رأيـات، ليـس مـن صـاحـب رأية إلّاوهـو يطمع با لملك، فيقتتلون و يهـزمـون ثـم يظهر الهاشمي فيردّالله إلی الناس اُلْفَتهم و نعمتهم۔ فيكونون عـلـیٰ ذلك حتـی يـخـرج الـدجـال۔هـذا حـد يث صحيح الإسناد و لم يخرجاه[**مستدرك ٥٩٦/٤ رقم ٨٦٥٨**]

ترجمہ: حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ عنقریب فتنہ ہوگا، اس میں لوگ ایسے چھٹ جاویں گے جیسے سونا کان سے چھانٹا جاتا ہے، تم اہل شام کو برا بھلا مت کہو چونکہ ان میں ابدال ہوں گے، ان کے ظالموں کو برا کہو، اللہ تعالیٰ شام کے لوگوں پر بارش برسائیں گے جو ان کو غرق کردے گی۔ وہ (لوگ غرق ہونے کی وجہ سے) اس قدر کمزور ہوجائیں گے کہ اگر لومڑی بھی ان سے لڑے تو ان لوگوں پر غالب آجائے۔

پھر اس وقت اللہ تعالیٰ ہاشمی (یعنی مہدی) کو مبعوث کریں گے جو نبی کریم ﷺ کی اولاد میں سے ہوں گے، ان کے ساتھ کم از کم بارہ ہزار اور زیادہ سے زیادہ پندرہ ہزار تک کا لشکر ہوگا، ان کی فوج کا شعار ”أمِت أمِت“ کا لفظ ہوگا، ان کا لشکر تین جھنڈوں کے نیچے لڑے گا، ان کے مدّ مقابل سات جھنڈوں کے نیچے ہوں گے۔ ہر جھنڈے والا اقتدار کی طمع میں ہوگا، وہ لڑیں گے اور شکست کھائیں گے، پھر اللہ تعالی ہاشمی یعنی مہدی کو فتح دے گا۔ پھر اللہ تعالی لوگوں کو ان کی (گم کردہ) الفت ونعمت لوٹا دے گا۔ پھر لوگ دجال کے ظہور تک اسی خوش حالی میں رہیں گے۔

اس روایت میں الفاظ ”يقاتلُهم أهل سبع رأيات“ سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ قتال باغیوں نے شروع کیا تھا اور مقصد خلافت وحکومت کی طمع اور لالچ ہی ہے۔

سفیانی کا خروج اور حضرت مہدیؓ کی پہلی مبینہ کرامت

سفیانی کا واقعہ حضرت مہدیؓ کے واقعات میں بہت ہی اہم ہے۔ اس سلسلہ میں بہت سی روایات کتب احادیث میں مذکور ہیں، گرچہ بیشتر روایات سند کے اعتبار سے متکلم فیہ ہیں۔

سفیانی کی وجہ تسمیہ

سفیانی (خالد بن یزید بن ابوسفیان کی اولاد سے ہوگا، اس لیے اس کو سفیانی کہتے ہیں۔ اس کا نام عروہ بتایا گیا ہے۔) یہ خاندانِ قریش سے تعلق رکھنے والا شخص

ہوگا، اوراس کا ننہیال قبیلۂ بنو کلب ہوگا، اس لیے بنو کلب کے لوگ اس کے ہم نوا ہوں گے۔

سفیانی کا تعلق ملکِ شام (Syria) میں دمشق (Damascus) کے صحرائی اطراف سے ہوگا، اس کا حکم شام اور مصر (Egypt) کے اطراف میں چلے گا۔ یہ بہت ہی ظالم و جابر شخص ہوگا، لوگوں کا قتل عام کرے گا، خاص طور پر سادات اس کا نشانہ ہوں گے، عورتوں کے پیٹ چاک کرے گا، بچوں کو قتل کرے گا۔ قبیلۂ قیس کے لوگ اس کے مقابلہ کے لیے جمع ہوں گے تو وہ ان سب کو قتل کردے گا۔ اس سلسلہ کی روایات حسبِ ذیل ہیں۔

احادیث میں سفیانی کا ذکر

(۱) أخبرَنا عبد الرزاق، عن معمر، عن قتادة يرفعه الى النبى ﷺ قال: "يكونُ اختلافٌ عند موت خليفةٍ، فيَخرجُ رجلٌ من المدينة فيأتى مكة، فيَسْتخرِجُه الناس من بيته وهو كارهٌ، فيبايعونه بينَ الركن و المقام، فيبعث إليه جيشٌ من الشام، حتى إذا كانوا بالبيداء خُسِف بهم، فيأتيه عصائبُ العراق وأبدالُ الشام، فيبايعونه فيستخرج الكنوزَ ويقسِّم المال، ويُلقى الإسلامُ بجِرانه إلى الأرض، يعيش فى ذلك سبعَ سنين أوقال تسعَ سنين"۔ [**مصنف عبد الرزاق ۳۷۱/۱۱، رقم ۲۰۷۶۹ و أبو داود رقم ۴۲۸۶**] **ترجمہ: ایک خلیفہ کی موت کے وقت اختلاف ہوگا، اس وقت ایک شخص مدینہ منورہ سے نکل کر مکہ مکرمہ چلا جائے گا، لوگ اسے جبراً اس کے گھر سے نکال کر حجرِ اسود اور مقامِ ابراہیم کے درمیان اس سے بیعت ہوں گے۔ شام کی جانب سے اس کے مقابلہ میں ایک لشکر بھیجا جائے گا، جب وہ لشکر مقامِ بیداء پر ہوگا تو اسے دھنسا دیا جائے گا، پھر ان کے پاس عراق کی ٹکڑیاں اور شام کے ابدال حضرات تشریف لائیں گے اور ان سے بیعت لیں گے۔ وہ خزانوں کو نکالیں گے اور مال تقسیم کریں گے، اور اسلام کو زمین میں استقرار حاصل ہوگا۔ اور وہ اسی حال میں سات یا نو سال رہیں گے۔**

(۲) عن حفصةؓ أنها سمعت النبى ﷺ يقول: "ليؤمّنَّ هذا البيتَ جيشٌ يغزونه حتى إذا كانوا ببيداءٍ من الأرض يُخسَفُ بأوسطهم، ويُنادى أولُهم آخرَهم ثم يخسَف بهم فلا يبقىٰ إلّا الشريد الذى يخبر عنهم" فقال رجلٌ أشهد عليك أنك لم تكذب على حفصة ۔ وأشهد على حفصة أنها لم تكذب على النبى ﷺ۔ [**مسلم ۳۸۸/۲، رقم ۲۸۸۳**] **ترجمہ: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بخدا ایک لشکر اس گھر (بیت اللہ) کا قصد کرے گا یہاں تک کہ جب وہ مقامِ بیداء پر ہوگا تو اس کے درمیانی حصہ (قلب) کو دھنسا دیا جائے گا، اس کا اگلا حصہ (مقدمہ) پچھلے حصہ (ساقہ) کو پکارے گا، پھر ان کو بھی دھنسا دیا جائے گا، تب خبر رساں شخص کے علاوہ کوئی زندہ نہ بچے گا۔**

(۳) حدثنى محمد بن حاتم بن ميمون، حدثنا الوليد بن صالح، حدثنا عبيد الله بن عمرو، أخبرَنا زيد بن أبى أنيسة، عن عبد الملك العامرى، عن يوسفَ بنِ ماهَكَ قال: أخبرنى عبدالله بن صفوان، عن أُم

المؤمنينؓ، أنّ رسول الله ﷺ قال: ”سيعوذ بهذا البيت يعنى الكعبةَ قومٌ ليست لهم منعةٌ ولا عددٌ ولا عُدَّةٌ،يُبعَث إليهم جيشٌ حتى إذا كانوا ببيداء من الأرض خُسف بهم“۔ قال يوسف: وأهلُ الشام يومئذٍ يسيرون إلى مكة،فقال عبدالله بن صفوان أمَ والله ما هو بهذا الجيش۔ قال زيدٌ: وحدثنى عبدالملك العامرى، عن عبدالله بن سابط، عن الحارث بن أبى ربيعة، عن أُم المؤمنينؓ بمثل حديث يوسفَ بنِ ماهَك غيرَ أنّه لم يذكر فيه الجيش الذى ذكره عبدالله بن صفوان۔ [**مسلم ٣٨٨/٢**] **یعنی عنقریب بیت اللہ میں ایک قوم پناہ گزیں ہوگی جس کے پاس نہ قوت مدافعت ہوگی، نہ تعداد اور نہ تیاری، ان کی طرف لشکر کشی کی جائے گی، یہاں تک کہ جب وہ لشکر مقامِ بیداء پر ہوگا تو اس کو دھنسا دیا جائے گا، یوسف بن ماہک (راوی) فرماتے ہیں کہ اس وقت اہلِ شام مکہ کی جانب کوچ کر رہے ہوں گے۔**

(٤)عن أبى هريرةؓ قال: قال رسول الله ﷺ:يخرج رجلٌ يقالُ له السفياني فى عُمُق دمشق،وعامّةُ من يتبعهٗ من كلب، فيَقتُل حتى يبقرَ بُطون النساء ويقتل الصِبْيَان،فتَجْمع لهم قيسٌ فيقتلها حتى لا يمنعَ ذَنْبَ تلعةٍ۔ ويخرجُ رجلٌ من أهل بيتى فى الحرّة فيبلغ السفيانيَّ، فيَبْعث له جنداً من جُنْده، فيَهزِمهم، فيسيرُ إليه السفياني بمنْ معه،حتى إذا صار ببيداءَ مِنَ الأرض خُسف بهم،فلا ينجو منهم إلّا المُخبرُ عنهم۔هذا حديثٌ صحيحُ الإسناد على شرط الشيخين، ولم يُخرِجاه۔ [**مستدرك على الصحيحين ٥٦٥/٤، رقم ٨٥٨٦**] ترجمہ: ایک شخص دمشق (Damascus) سے نکلے گا جس کو سفیانی کہا جائے گا، اس کے ہمنواؤں کی اکثریت قبیلۂ بنوکلب سے ہوگی، وہ لوگوں کو قتل کرتا پھرے گا یہاں تک کہ عورتوں کے پیٹ چاک کرے گا اور بچوں کو قتل کرے گا۔ قبیلۂ قیس کے لوگ لشکر سفیانی کے مقابلہ میں جمع ہو جائیں گے وہ ان کا بھی قلع قمع کر دے گا یہاں تک کہ ان میں سے کوئی بھی زندہ نہیں بچے گا۔ پھر میرے اہل بیت میں سے ایک شخص (یعنی مہدیؓ) حرہ کے مقام پر نمودار ہوگا۔ جب سفیانی کو اس کی خبر پہنچے گی تو وہ ان کے مقابلہ کے لیے اپنی ایک فوج بھیجے گا، مہدیؓ ان سب کو شکست دے دیں گے، پھر خود سفیانی اپنا لشکر لے کر ان کے مقابلہ کے لیے آئے گا، یہاں تک کہ جب وہ بیداء کے مقام تک پہنچے گا تو زمین ان کو نگل لے گی، ان میں سے خبر رساں کے علاوہ کوئی نہ بچ پائے گا۔

سفیانی کا حضرت مہدیؓ کے مقابلے کے لئے لشکر بھیجنا

حاصل یہ کہ اس ظالم و جابر شخص سفیانی کو جب حضرت مہدیؓ کے ظہور کی اطلاع ہوگی تو وہ فوری طور پر اپنا ایک لشکر حضرت مہدیؓ کے مقابلہ کے لیے بھیجے گا۔ وہ لشکر مکہ مکرمہ کے قصد سے چلے گا اور مقامِ بیداء تک پہنچ کر پڑاؤ ڈالے گا، اچانک لشکر کا درمیانی حصہ زمین میں دھنس پڑے گا۔ آگے والے پیچھے والوں کو اس واقعہ کی خبر کریں گے کہ کہیں وہ بھی اس مصیبت کا شکار نہ ہو جائیں، لیکن کسی بھی حفاظتی تدبیر سے پہلے ان دونوں کو (یعنی آگے اور پیچھے والوں کو) دھنسا دیا جائے گا؛ صرف ایک آدمی بڑی مشکل سے بچ سکے گا۔ جو دوسروں کو اس حادثہ کی اطلاع دے گا۔ اس بڑے لشکر کا

زمین میں دھنسا دیا جانا حضرت مہدیؒ کے لیے نصرت الٰہی اور آپ کی ایک عجیب کرامت ہوگی جس سے دور دور تک آپ کا شہرہ ہوگا۔

بیداء: ذوالحلیفہ کے سامنے مکہ کی سمت میں ایک چٹیل میدان ہے۔

(۵)عـن عائشةؓ قالت: قال رسول الله ﷺ:" الـعَجَبُ أنَّ ناسًا من أُمتی یَـؤُمُّـونَ البیتَ برجلٍ من قریش قد لَجَأَ بالبیت حتی إذا کانوا بالبیداء خُسِف بهم؛ فقُلنا یا رسول الله: إنَّ الطریقَ قد یجمعُ الناسَ، قال: نعم! فیهم الـمُستبـصِرُ وَ الـمـجبـورُ وَ ابـنُ السبیل، یهلکون مهلکًا واحدًا ویصدرون مـصـادر شَتّٰی، یبعثُهم الله علٰی نیّاتِهم"۰ [**مسلم کتاب الفتن ۳۸۸/۲، رقم ۲۸۸٤**] آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تعجب کی بات ہے کہ میری امت کے چند لوگ قریش کے ایک شخص (کے ساتھ جنگ) کے لیے بیت اللہ کا رخ کریں گے، جس نے بیت اللہ میں پناہ لے رکھی ہوگی، یہاں تک کہ جب وہ لشکر مقامِ بیداء پر پہنچے گا تو اسے دھنسا دیا جائے گا؛ ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ راستہ پر تو قصوروار اور بے قصور ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جی ہاں! ان دھنسنے والوں میں رضامند، مجبور اور راہ گذر ہر قسم کے لوگ ہوں گے، سب یک بارگی ہلاک ہوجائیں گے، پھر اللہ تعالیٰ انہیں اپنی اپنی نیتوں کے مطابق قیامت میں دوبارہ اٹھائیں گے۔

فائدہ: جب سفیانی کو لشکر کے دھنسا دیے جانے کی اطلاع ملے گی تو وہ خود لشکر لے کر مکہ مکرمہ کی طرف چلے گا، اور مکہ مکرمہ پر چڑھائی کرے گا۔ مسلمان اس وقت حضرت مہدیؒ کی امارت میں ظاہری اسباب کے لحاظ سے بہت ہی کمزور ہوں گے، گویا کہ بدر جیسا منظر ہوگا لیکن اللہ تعالیٰ کی مدد آئے گی اور سفیانی کے لشکر کو بھاری شکست ہوگی اور حضرت مہدیؒ کا لشکر غالب آجاوے گا۔

(۷) اس سلسلہ میں ابوداود شریف میں حضرت ام سلمہؓ سے ایک روایت اس طرح ہے: حـدّثنا محمد بن المُثنّٰی، حدثنا مُعاذ بن هشام، حدثنی أبی، عن قتـادةَ، عن صالح أبی الخلیل، عن صاحبٍ لهٗ،عن أُمّ سلمة زوج النبی ﷺ قال: "یکون اختلافٌ عند موت خلیفةٍ، فیخرُجُ رجلٌ مِنْ أهل المدینة هارباً إلٰی مـکةَ، فیـأتیـه نـاسٌ مِـن أهل مکة، فیُخْرجونه وهو کارهٌ، فیبایعونه بین الـرکن و المقام، ویبعثُ الیه بعثٌ من الشام، فیُخسف بهم بالبیداءِ بین مکة و الـمـدیـنة، فـاِذا رأی الناسُ ذلك أتاه أبدالُ الشام و عصائب أهلِ العراق، فیبایعونه، ثُمّ ینشؤ رجلٌ مِن قریش أخواله کلبٌ فیَبْعث الیهم بعثاً، فیظهرون علیهم وذلك بعثُ کلبٍ، والخیبةُ لِمَنْ لم یشهدْ غنیمةَ کلبٍ، فیقسم المال و یـعـمـل فی الناس بسنة نبیهم ﷺ ویُـلـقـی الإسلامُ بِجرانه إلی الأرض، فیـلبـث سبعَ سنین، ثُمّ یتوفّٰی و یصلّی علیه المسلمون"۰ [**أبوداوٗد ۵۸۹/۲ کتـاب المـهـدی**] ترجمہ: حضرت ام سلمہؓ آپ ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "ایک خلیفہ کے انتقال کے وقت اختلاف ہوگا، تب اہل مدینہ میں سے ایک شخص بھاگ کر مکہ مکرمہ چلا جائے گا، تب اہل مکہ اس کے پاس آئیں گے اور انہیں زبردستی نکالیں گے پھر حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان ان سے بیعت کریں گے۔ پھر ملکِ شام سے ان کی طرف ایک لشکر بھیجا جائے گا، اس لشکر کو مقام بیدا

میں دھنسا دیا جائے گا جو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان واقع ہے۔ جب لوگ اس (خرق عادت واقعہ) کو دیکھیں گے تو شام کے ابدال اور عراق کے نیکوکار لوگوں کی جماعتیں ان کے پاس آ آ کر بیعت کرے گی۔ پھر قریش کا ایک شخص ظاہر ہوگا جس کا نہیال قبیلہ بنو کلب میں ہوگا وہ حضرت مہدیؓ کے مقابلہ کے لیے لشکر کشی کرے گا، حضرت مہدیؓ کا لشکر اس کے لشکر پر غالب آ جائے گا یہی قبیلہ بنو کلب کا لشکر ہے۔ جو شخص قبیلۂ کلب کی غنیمت میں حاضر نہ ہوا وہ خسارہ میں ہے۔ پھر حضرت مہدیؓ مال تقسیم کریں گے اور لوگوں میں نبی آخر الزماں ﷺ کی شریعت کے مطابق احکام نافذ فرمائیں گے۔ اور اسلام اپنی گردن زمین پر ڈال دے گا (یعنی اسلام کو زمین پر استقرار نصیب ہوگا) اور وہ سات سال تک رہیں گے پھر حضرت مہدیؓ وفات پا جائیں گے اور مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے''۔

اس روایت میں ''عن صاحبٍ لہٗ'' کی عبارت سے معلوم ہوا کہ ایک راوی مجہول ہے مگر دیگر طرق سے اس راوی مجہول کی تعیین ہو جاتی ہے کہ اس سے مراد ''عبد اللہ بن حارث'' ہیں۔

تقسیم غنیمت

سفیانی اور اس کے ہمنوا قبیلۂ کلب کی شکست کے بعد حضرت مہدیؓ حاصل شدہ غنیمت کو تقسیم فرماویں گے۔ تقسیمِ غنیمت میں نبی ﷺ کی سنت پر عمل کریں گے اور مال لینے والوں کو لپ بھر بھر کر جتنا وہ اٹھا کر لے جا سکیں عطا فرمائیں گے۔

حدیث شریف میں اس معرکہ میں حاصل شدہ مالِ غنیمت کی بھی بڑی اہمیت بتلائی گئی ہے: عن أبی هريرةؓ مرفوعًا ''المحرومُ مَن حرم غنيمة كلبٍ ولو عقالًا، والذی نفسی بيده لَتُباعَنّ نسائُهم على درج دمشق، حتى تُردَّ المرأةُ مِنْ كَسرٍ يوجَد بساقها''۔ **[مستدرك للحاكم، رقم ۸۳۲۹ على شرط الشيخين]**

خلاصہ یہ ہے کہ جو لوگ کلب کی غنیمت میں شریک ہوئے (چاہے ایک عقال کے برابر ہی اسے ملا ہو) وہ سب سعادت مند سمجھے جائیں گے، اور جو اس غنیمت میں شریک نہیں ہوا اُن کو محروم مانا جائے گا، گویا سفیانی کے لشکر سے مقابلہ کرنے کی اہلِ حق کو حدیث شریف میں ترغیب دی گئی ہے۔ مالِ غنیمت کے علاوہ کلب کی عورتوں کو باندیاں بنایا جائے گا۔ باندیوں کی اتنی کثرت ہوگی کہ وہ دمشق کی شاہراہ پر فروخت ہوں گی، ان میں سے ایک عورت (باندی) صرف پنڈلی میں ذرا سے نقص کی وجہ سے واپس کی جائے گی۔

ملک شام کی فتح

۲) قتال دفاع۔

حضرت مہدیؓ کے ظہور کے بعد سفیانی لشکر کے دھنسا دیے جانے سے آپ کی شہرت و مقبولیت عام ہو جائے گی۔ اہلِ حق مختلف علاقوں سے جوق در جوق جمع ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ آپ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تشریف لائیں گے۔ روضۂ اقدس پر حاضری کے بعد آپ ملکِ شام کی طرف روانہ ہوں گے۔ ملکِ

شام میں اس وقت رومیوں (Romans) کا تسلّط ہوگا۔

رومیوں سے مراد سارے یوروپ کی عیسائی آبادی یا حکومتیں ہیں، چونکہ سارے عیسائی ممالک (خواہی نہ خواہی) رومی کلیسہ کے ماننے والے اور پیروکار ہیں، لہٰذا حدیث میں مذکور لفظ "الـروم" سے مراد یوروپی عیسائی ہیں، نیز یہ کہ یوروپ کی یہ سیاسی تقسیم ابھی قریب زمانہ میں ہی واقع ہوئی ہے، اور کچھ بعید نہیں کہ چند دہائیوں بعد قدیم روم اپنی پہلی شکل میں لوٹ آئے۔

حضرت مہدیؓ کی امارت میں ہونے والی جنگ ایک مفصل حدیث میں

حضرت مہدیؓ کی ماتحتی میں ہونے والی ان جنگوں اور دیگر احوال کی وضاحت کے لیے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی اس مفصل روایت کا ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے جس کو نعیم بن حمادؒ نے "الفتن" میں اور ان ہی کے حوالہ سے علامہ سیوطیؒ نے "الجامع الـکبیر" میں اور سید برزنجیؒ نے "الإشاعة" میں ذکر کیا ہے، اس روایتسے اس باب کے واقعات کی ترتیب پر کافی روشنی پڑتی ہے، نیز اس کے بیشتر اجزا کی تائید صحاح میں صراحۃً مل جاتی ہے۔

عن عبد الله بن مسعودؓ، عن النبی ﷺ قال: یکون بین المسلمین و بین الـروم هُـدْنةٌ و صـلحٌ، حتـی یُـقـاتـلـوا معهم عدُوًّا لهم، فیقاسمونهم غـنـائـمَـهـم، ثـم انَّ الـرومَ یـغزون مع المسلمین فارسَ، فیَقتُلون مُقاتِلتَهم و

یَسبُـون ذراریهـم، فیـقـول الـروم : قـاسِـمـونـا الـغنائم کما قد قاسَمْناکم، فیُـقـاسِمونَهم الأموال و ذراری الشرك،فیقول الروم: قاسِمونا ما أصبتم من ذراریـکم، فیقولون: لا نُقاسِمکم ذراری المسلمین أبدًا، فیقولون غَدرْتُم بِنا فتـرجـع الـروم إلـی صاحبهم بالقسطنطینیة فیقولون: إنّ العربَ غدرتْ بنا، ونـحـن أکثـرُ منهم عددًا، وأتمُّ منهم عُدّةً، وأشدّ منهم قوةً، فأمِدّنا نقاتلْهم، فیـقـول: مـا کـنـتُ لِأغـدرَ بهم، قد کانت لهم الغلبةُ فی طول الدهر علینا، فیـأتـون صـاحـبَ رومیة فیُـخـبـرونـه بذلك فیوجهُ ثمانین غایةً، تحت کل غایةٍاثنا عشر ألفًا فی البحر، ویقول لهم صاحبهم: إذا رسَیتم بِسَواحلِ الشام فـأحـرِقـوا الـمـراکب لتقاتلوا عن أنفسکم فیفعلون ذلك، ویأخذون أرض الشـام کـلَّهـا بَرّها و بحرها، ما خلا مدینة دمشقَ و المعتق، ویُخرِبون بیت المقدس۔

قال: فقال ابن مسعودؓ: و کم تَسَعُ دِمشقُ مِن المسلمین؟ قال: فقال الـنبـیﷺ: والـذی نـفسـی بیده لتتّسِعنَّ علی من یأتیها من المسلمین کما یتّسعُ الرحمُ علی الولد۔

قـال: قـلـت: ومـا الـمُـعتـق یا نبی الله؟ قال:جبل بأرض الشام من حمص علی نهر یقال لها الأرنط، فتکون ذراری المسلمین فی أعلی المعتق و الـمسـلـمـون عـلـی نهر الأرنط،والمشرکون خلف نهر الأرنط یقاتلونهم صبـاحًـا و مسـاءً ، فـاذا أبـصـر ذلك صاحبُ القسطنطینیة وجَّهَ فی البَر الی

قِنَّسْرين ستَّمائةِ ألفٍ حتى تَجيئهم مادةُ اليمن سبعين ألفًا، أَلَّفَ الله قلوبهم بالإيمان ، معهم أربعون ألفًا مِنْ حِمْيَر حتى يأتوا بيت المقدس فيقاتلون الروم فيهزمونهم و يخرِجونهم من جند إلى جند، حتى يأتوا قِنَّسرين و تجيئهم مادة الموالى، قال: قلتُ وما مادّة الموالى يا رسول الله ﷺ؟ قال: هم عِتاقَتُكم، وهو منكم قومٌ يجيئون من قِبَل فارسَ فيقولون تعَصّبتم يا معشر العرب، لا نكون مع أحد من الفريقين أوْ تجتمعَ كلمتُكم، فتقاتل نزارُ يومًا واليمنُ يومًا والموالى يومًا، فتُخرجون الرومَ الى العمق وينزل المسلمون على نهر يقال له كذا و كذا يعزى، والمشركون على نهر يقال له الرقية وهو النهر الأسود، فيقاتلونهم فيرفع الله تعالىٰ نصره عن العسكرَين وينزل صبره عليهما حتى يُقتلَ من المسلمين الثُلث، ويفِرَّ الثُلثُ، ويبقى الثُلث، فأمّا الثلث الذين يُقتلون فشهيدهم كشهيد عشرةٍ مِنْ شهداء بدر يشفَع واحدٌ من شهداء بدر لسبعين، وشهيد الملاحم يشفع لسبع مائة، وأما الثلث الذين يفرون فانهم يفترقون ثلٰثة أثلاث، ثلثٌ يلحقون بالروم ويقولون: لو كان اللهُ بهذا الدين من حاجة لَنصَرهم وهم مُسلمة العرب بهراء وتنوخ وطىء وسليح۔ وثلثٌ يقلن : منازلُ آبائنا و أجدادنا خيرٌ لا تنالُنا الروم أبدًا، مُرّوا بنا إلى البدو وهم الأعراب، وثلثٌ يقول: إنّ كلَّ شيءٍ كاسمه، وأرض الشام كاسمها الشؤم، فسيروا بنا إلى العراق واليمن والحجاز حيث لا نخاف الروم، وأما الثُلثُ الباقى بعضهم إلى بعض

يقولون: اللهَ اللهَ دعوا عنكم العصبيّةَ ولْتجتمعْ كلمتُكم وقاتِلوا عدوكم فإنكم لن تُنصروا ما تعصّبتم، فيجتمعون جميعًا ويتبايعون على أن يقاتلوا حتى يلحقوا بإخوانهم الذين قُتلوا، فإذا أبصر الروم إلى من قد تحوّلَ إليهم ومن قُتل ورأوا قلّةَ المسلمين قام روميٌّ بين الصفين معه بُندٌ فى أعلاه صليب فينادى "غلب الصليبُ" فيقوم رجلٌ من المسلمين بين الصفين ومعه بندٌ فينادى "بل غلب أنصارُ الله، بل غلب أنصار الله وأولياءهٗ" فيغضب الله تعالىٰ على الذين كفروا مِنْ قولهم "غلب الصليب" فيقول يا جبريلُ أغث عبادى فينزل جبريلُ فى مائة ألفٍ من الملٰئكة ويقول: يا ميكائيل أغث عبادى فينحدر ميكائيل فى مائتَى ألف من الملٰئكة،ويقول ياإسرافيل أغث عبادي فينحدر إسرافيل في ثلاث مائة ألف من الملٰئكة وينزل الله نصره على المؤمنين وينزل بأسه على الكفار فيُقتلون و يهزمون ويسير المسلمون فى أرض الروم حتى يأتوا عَمُّوريةَ وعلى سورها خلقٌ كثير يقولون: ما رأينا شيأً أكثرَ من الروم كم قتلنا وهزمنا وما أكثرَهم فى هذه المدينة وعلى سورها، فيقولون: آمِنونا على أن نؤدّىَ إليكم الجِزية، فيأخذون الأمان لهم ولجميع الروم على أداء الجزية وتجتمع إليهم أطرافهم فيقولون: يا معشر العرب إن الدجال قد خالفكم إلى دياركم، والخبر باطلٌ فمن كان فيهم منكم فلا يُلقِيَنَّ شيأً مما معه فانه قوةٌ لكم على ما بقى فيَخرجون فيجدون الخبر باطلًا، ويَثِبُ الروم على ما بقى فى

بـلادهـم من العرب فيقتلونهم حتى لا يبقى بأرض الروم عربىٌ ولا عربيةٌ ولا ولـدُ عـربـيٍ إلّا قُتـل، فيبـلـغ ذلك الـمسلمين فيرجعون غضبًا لله عز و جل فيـقتـلـون مـقـاتـلتهم ويَسْبُون الذرارى ويجمعون الأموال، لا ينزلون على مـديـنة ولا حصنٍ فوق ثلثة أيام حتى يفتح لهم، وينزلون على الخليج ويمد الخليج حتى يفيض فيصبح أهلُ القسطنطينية يقولون: الصليبُ مَدَّ لنا بحرَنا والـمسيـح نـاصرنا فيصبحون والخليج يابسٌ فتُضرب فيها الأخبيةُ ويحسر البـحـر عـن الـقـسـطـنـطـيـنية ويـحيط المسلمون بمدينة الكفر ليلةَ الجمعة بـالتـحـميـد و التكبير والتهليل إلى الصباح ليس فيهم نائمٌ ولا جالسٌ، فإذا طـلـع الـفـجر كبّر المسلمون تكبيرةً واحدةً فيسقط ما بين البُرجَين، فتقول الـروم: إنـما كنا نقاتل العرب فالآن نقاتل ربنا وقد هدم لهم مدينتَنا وخرّبَها لهـم، فيـمـكثـون بـأيـديهم ويكيلون الذهب بالأترسة ويقتسمون الذرارى حتـى يبـلـغ سهـم الرجل منهم ثلث مائة عذراء، ويتمتعوا بها فى أيديهم ما شـاء الـلـه، ثم يخرج الدجال حقا ويفتح الله القسطنطينية على يد أقوامٍ هم أوليـاء الله يرفع الله عنهم الموت والمرض والسقم حتى ينزل عليهم عيسى بـن مريم عليه السلام فيقاتلون معه الدجال۔ [**الفتن لنُعيم ٣٢٣، رقم ١٢٤٥، والجامع الكبير للسيوطى ٢٣٨/١٥ رقم ١٣٥١٥**]

مسلمانوں اوررومی (عیسائیوں) کے بیچ صلح ہوگی، تب مسلمان رومیوں کے ساتھ مل کر پہلے ایک بار رومیوں کے کسی دشمن سے جنگ کریں گے، جس میں ان کی فتح

ہوگی اور دشمن سے حاصل شدہ یہ مالِ غنیمت دونوں باہم تقسیم کرلیں گے۔

اس کے بعد پھر یہ رومی لوگ مسلمانوں سے مل کر فارس سے جنگ کریں گے، وہ ان کے لشکری لوگوں کو قتل کردیں گے اور ان کی اولاد کو قید کرلیں گے۔ رومی مسلمانوں سے کہیں گے کہ ''جس طرح پہلی بار ہم نے مالِ غنیمت تقسیم کرکے تم کو دے دیا تھا اسی طرح اس بار تم بھی مال اور قیدی سب برابر تقسیم کرکے ہمیں دے دو''۔ اس پر اہلِ اسلام حاصل شدہ مال اور مشرک قیدیوں کی تقسیم تو کرلیں گے (مگر جو مسلمان قیدی ان کے پاس ہوں گے انہیں تقسیم نہ کریں گے)۔ رومی کہیں گے کہ مسلمان قیدیوں کی بھی تقسیم کی جائے، مسلمان انکار کردیں گے، رومی کہیں گے کہ ''یہ خلافِ معاہدہ بات ہے''۔

رومی شاہ قسطنطنیہ کے پاس جاکر شکایت کریں گے کہ عربوں نے ہم سے دغابازی کی (آپ ہماری مدد کیجیے)، ہم تو مسلمانوں سے مال ومتاع، لشکری طاقت اور قوت میں بہت زیادہ ہیں، شاہ قسطنطینیہ کہے گا کہ میں مسلمانوں سے عہد شکنی نہیں کرسکتا، وہ عرصۂ دراز سے ہم پر غالب ہی رہے ہیں، آخر کار رومی صاحبِ رومیہ کے پاس یہ شکایت لے جائیں گے، وہ اَسّی جھنڈوں پر مشتمل ایک بڑا لشکر سمندری راہ سے ان کے ہمراہ کردے گا، جس کے ہر جھنڈے کے نیچے بارہ ہزار سپاہی ہوں گے (گویا ان کی کل تعداد ٩,٦٠,٠٠٠ ہوگی)۔ ان لشکریوں کو ان کا سپہ سالار ملک شام کے ساحل پر پہنچ کر کشتیاں جلادینے کا حکم کرے گا تاکہ یہ لشکر اپنی جان کی بازی لگاکر جنگ کرے، یہ لشکر اس کے حکم کی بجا آوری کرے گا، رومی عیسائی دمشق اور معتق پہاڑ کے سوا شام کا

سارا علاقہ فتح کرلیں گے، اور بیت المقدس (یروشلم) کو برباد کرڈالیں گے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے دریافت کیا کہ اس وقت دمشق میں مسلمانوں کی تعداد کیا ہوگی؟ تو جواب میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اس وقت دمشق میں مسلمانوں کی بہت ہی گنجان آبادی ہوگی۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ میں نے آپ ﷺ سے دریافت کیا: یا رسول اللہ ''معتق'' کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''معتق ملک شام کے مقام حمص کی نہر کے پاس ایک پہاڑ کا نام ہے''۔

اس جگہ کا نقشہ کچھ اس طرح ہوگا کہ مسلمانوں کے بیچّ معتق کے اوپر ہوں گے، مسلمان ''نہر اَرنط'' پر اور مشرکین نہر ارنط کی پچھلی جانب ہوں گے۔ وہ صبح و شام آپس میں نبرد آزما ہوں گے۔

جب شاہِ قسطنطینیہ یہ نقشہ دیکھے گا تو وہ ''قِنَّسْرِیْنْ'' کے پاس چھ لاکھ کا لشکر خشکی کی راہ سے روانہ کرے گا، مسلمانوں کے پاس یمنیوں کا ایک لشکر آملے گا جن کی تعداد ستر ہزار ہوگی، اور یمن کے ساتھ چالیس ہزار قبیلۂ حِمْیَر کے لوگ آملیں گے، اللہ تعالی نے ایمان کے ذریعہ ان کے دلوں کو باہم جوڑ دیا ہوگا۔ یہ حضرات بیت المقدس پہنچ کر رومیوں سے جنگ کریں گے، آخر ان کو شکست دے کر تتر بتر کر دیں گے، وہ لوگ قِنّسرین کے پاس پہنچیں گے۔

آزاد شدہ غلاموں کا ایک لشکر (فارس کی اور سے) عرب کی مدد کے لیے آئے گا اور کہے گا کہ اے عرب! تم تعصب کی بات چھوڑ دو، جب تک تم باہم متحد نہیں ہو جاتے ہم تم دونوں میں سے کسی کی مدد نہیں کریں گے، کبھی عرب، کبھی یمن اور کبھی یہ غلاموں کا لشکر کفار سے لڑے گا، مسلمان عیسائیوں کو دور گھاٹیوں کی جانب نکال باہر کر دیں گے، مسلمان کسی نہر کے پاس اکٹھے ہوکر ایک دوسرے کی خبر گیری میں مصروف ہوں گے اور کفار نہر رقية کے پاس جمع ہوں گے، اس نہر کو نہر أسود بھی کہا جاتا ہے۔

اور پھر مسلمانوں کی مشرکین سے جنگ ہوگی مگر اللہ تعالی مسلمانوں کے دونوں لشکروں سے فتح و کامرانی چھین کر ان پر صبر القاء کریں گے، ایک تہائی مسلمان شہید ہو جائیں گے، ایک تہائی بھاگ نکلیں گے اور ایک تہائی باقی رہ جائیں گے۔

اس لشکر کے شہداء میں سے ہر شہید غزوۂ بدر کے دس شہیدوں کے درجۂ ثواب پر ہوگا، چنانچہ بدر کا ایک شہید ستر لوگوں کی شفاعت کرے گا اور اخیر زمانہ کے ان شہیدوں میں سے ہر ایک شہید کو سات سو افراد کی شفاعت کی اجازت ہوگی۔

لشکر کا جو تہائی حصہ بھاگ کھڑا ہوا تھا وہ بھی تین حصوں میں بٹ جائیں گے، ایک تہائی مرتد ہوکر رومیوں سے جاملیں گے، وہ کہیں گے کہ اگر اللہ کو اس دین کی ضرورت ہوتو وہ خود اس کی پاسداری کرلے، یہ مقامِ ھراء، تنوخ، طیء اور سلیح کے عرب باشندے ہوں گے؛ ایک تہائی دیہاتی لوگ ہوں گے، وہ یہ کہتے ہوئے اپنے دیہاتوں کی طرف روانہ ہو جائیں گے کہ ہمارے آباء واجداد کی سرزمین ہی ہمارے لیے بہتر ہے، رومی کبھی ہم تک پہنچ نہیں پائیں گے؛ اور ایک تہائی یہ کہیں گے کہ ہر چیز پر اس کے نام کے اثرات ہوتے ہیں، اسی لیے یہ ملک شام بھی اپنے نام

ہی کی طرح منحوس ہے، ہمیں عراق، یمن اور حجاز لے چلو، ہمیں وہاں رومیوں سے کوئی اندیشہ نہیں رہے گا۔

اب باقی ماندہ ایک تہائی آپس میں کہیں گے کہ واقعی اب عصبیت چھوڑ کر سب متفق ہو جاؤ، اور سب مل کر دشمن سے جنگ کرو، یہی عصبیت ہماری کامیابی میں رکاوٹ کا ذریعہ ہے۔

پس وہ متحد ہو کر اس عزم کے ساتھ لڑیں گے کہ اب ہمیں بھی اپنے شہید بھائیوں سے جا ملنا ہے۔ جب رومی لشکر مسلمانوں کی اس قلت کا احساس کرے گا، کہ ان کے ایک تہائی تو مر گئے اور ایک تہائی ہمارے ہمنوا ہو گئے اب صرف تہائی ہی باقی رہ گئے تو ایک شخص صلیب والا جھنڈا لے کر کھڑا ہوگا اور کہے گا کہ ”صلیب کا بول بالا ہوا“۔ اس پر ایک مسلمان دونوں صفوں کے بیچ جھنڈا لے کر نعرہ لگائے گا کہ ”اللہ کے انصار کا غلبہ ہوا“۔

رومیوں کے اس کلمہ پر اللہ تعالی کو غصہ آئے گا اور وہ مسلمانوں کی چھ لاکھ فرشتوں کے ساتھ مدد فرمائے گا، ایک لاکھ حضرت جبرئیلؑ کے ہمراہ ہوں گے، دو لاکھ حضرت میکائیلؑ کے ساتھ، اور تین لاکھ حضرت اسرافیلؑ کے ساتھ، اللہ تعالی مسلمانوں کی مدد فرمائیں گے اور کفار پر اپنا قہر نازل کریں گے، کفار بری طرح مارے جائیں گے اور جو بچ رہے وہ بیحد رسوائی کے ساتھ شکست کھا جائیں گے۔

اس کے بعد مسلمان ملک روم میں داخل ہو کر مقامِ عمّورِیَہ تک پہنچ جائیں گے، عمّورِیَہ کی سرحد پر بہت سے لوگ جمع ہوں گے، مسلمان انہیں دیکھ کر

بڑی حیرت میں پڑ جائیں گے کہ یہ رومی کتنی بڑی تعداد پر مشتمل ہیں، کتنوں کو ہم نے قتل کر ڈالا کتنوں کو شکست دے کر بھگا دیا پھر بھی یہ ماجرا کہ ابھی پورا عمّورِیَہ اور اس کے مضافات میں ان کی کثیر تعداد ہے۔ وہاں کے لوگ جزیہ ادا کرنے کی شرط پر مسلمانوں سے امن طلب کریں گے، مسلمان ان کی اس پیش کش پر رضا مند ہو کر تمام رومیوں کو امان دے دیں گے۔ پھر گرد و نواح کے رومی یہ افواہ اڑائیں گے کہ دجال مسلمانوں کے آبائی وطن پہنچ چکا ہے۔ یہ خبر بالکل بے اصل ہوگی۔ آپ ﷺ نے اس وقت موجود رہنے والوں کو نصیحت کی ہے کہ وہ روم سے حاصل شدہ غنیمت ہرگز جانے نہ دیں، وہ ان کی اگلی جنگوں میں کام آوے گی۔ خیر مسلمان ادھر بھاگ پڑیں گے، بعد میں ان کو معلوم ہوگا کہ یہ خبر غلط تھی۔ ادھر باقی ماندہ مسلمانوں پر رومی ٹوٹ پڑیں گے اور ان کو بیخ و بُن سے اکھاڑ ڈالیں گے۔ یہاں تک کہ روم میں عرب کے زن و مرد میں سے کوئی نہ بچے گا، رومی مسلمانوں کی پوری نسل کو قتل کر ڈالیں گے۔ وہاں مسلمانوں کو جیسے ہی یہ خبر پہنچے گی وہ غضب ناک ہو کر واپس لوٹ آئیں گے۔ وہ دوبارہ ان سے نبرد آزما ہوں گے، اب اس بار مسلمان عیسائیوں کے لڑاکو لوگوں کو قتل کر دیں گے اور ان کی آل اولاد کو قید کر دیں گے، سارا مال و متاع جمع کر لیں گے، جس شہر یا قلعہ سے ان کا گذر ہوگا تین دن کے اندر اندر اللہ تعالی ان کو کامیاب کر دے گا، جب مسلمان سمندر کے پاس پہنچیں گے تو وہ بھی چھلک جائے گا، یہ ماجرا دیکھ کر نصاری کہیں گے ”صلیب کی برکت سے سمندری سطح ہمارے بچاؤ کے لیے چھلک گئی اور مسیح (Jesus) ہمارا مددگار رہے“۔

جب صبح ہوگی تو وہ دیکھیں گے کہ سمندر خشک ہو چکا ہے، سمندر قسطنطنیہ سے اپنا

رخ موڑ لے گا؛ بس فوراً اس میں اپنے خیمے لگا دیں گے۔ ادھر مسلمان جمعہ کی شب میں کفر کے اس شہر کا محاصرہ کرلیں گے اور صبح تک **الحمدُ لله، الله أكبر** اور **لا اله الا الله** کا ذکر کرتے رہیں گے۔ نہ کوئی شخص سوئے گا اور نہ بیٹھے گا۔ جب صبح ہوگی تو تمام مسلمان مل کر ایک بار **الله أكبر** کا نعرہ لگائیں گے، اسی وقت شہر کی ایک جانب گر پڑے گی۔ اس پر حیران ہوکر روم کہیں گے کہ ''پہلے تو ہماری جنگ عرب سے تھی، اب تو خود پروردگارِ عالم ہی سے براہ راست جنگ کرنی پڑ رہی ہے۔ اللہ تعالی نے مسلمانوں کے لیے ہمارا پورا شہر تہس نہس کر ڈالا''۔

اس کے بعد مسلمان کچھ توقف کریں گے اور مال غنیمت کا سونا ڈھالوں میں بھر بھر کر تقسیم ہوگا، اور ان کی آل واولاد بھی تقسیم کی جائیں گی، (عورتیں اس کثرت سے ہوں گی کہ) ایک ایک شخص کے حصہ میں تین تین سولڑکیاں آئیں گی، ایک مقررہ مدت تک مسلمان اس غنیمت سے نفع اٹھائیں گے۔

اس کے بعد پھر دجال حقیقۃً نکل آئے گا اور قسطنطنیہ (Istanbul) اللہ کے ایسے نیک بندوں کے ہاتھوں فتح ہوگا جو زندہ وسلامت رہیں گے۔ نہ بیمار پڑیں گے اور نہ کوئی مرض ان کو ستائے گا، یہاں تک کہ عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے، اور ان کے ہمراہ یہ جماعت دجال (اور اس کے لشکر یہود) کے ساتھ جنگ میں شریک ہوگی۔

روایت میں وارد چند الفاظ کے اختلاف کی تحقیق:

''مُعتق'': بالتاء، ایک پہاڑ کا نام ہے۔ **(معجم البلدان للحموی**

۲۸۶/۸)، بعض روایات میں ''معنق'' بالنون ہے **(الفتن لنعیم)**، اور بعض میں ''معیق'' بالیاء ہے۔

''الأرنط'' بالنون ہے۔ **(الفتن لنعیم)** اور بعض روایتوں میں الأريط: بالیاء **(الجامع الكبير ۲۳۸/۱۵، وكذا فى القاموس)**

عَمُّورِيَة: **ملک روم کا ایک شہر۔ (معجم البلدان ۳۵۵/۶)**

اس جنگ میں آسمانی نصرت کے طور پر نازل ہونے والے فرشتوں کی تعداد میں بھی بہت اختلاف ہے، چنانچہ الفتن اور الإشاعة کی روایت میں حضرت جبرئیل، میکائیل اور اسرافیل علیہم السلام تینوں کا تذکرہ ہے، اور الجامع الكبير میں صرف حضرت جبرئیل ومیکائیل علیہما السلام ہی کا ذکر ملتا ہے، نیز بعض روایات میں تین لاکھ اور بعض میں چھ لاکھ کا عدد مذکور ہے۔

تنبیہ: ممکن ہے کہ اس روایت کے بعض مضامین باعث تحیر ہوں، لہٰذا یہ یاد رہے کہ اس روایت کی سند کو مشہور متکلم فیہ رواۃ ابن لهيعة، حارث أعور اور محمد بن ثابت کے سبب ضعیف قرار دیا گیا ہے، البتہ اس امر کا بھی لحاظ کیا جائے کہ اس روایت کے بیشتر مضامین صحیح احادیث سے ثابت ہیں، جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا۔

قیامت کب قائم ہوگی صحیح مسلم شریف کی چند روایتیں

محدث نُعیم بن حمادؒ کی ذکر کردہ روایت کے بعد اب اس سلسلہ میں صحیح مسلم کی چند روایتیں ملاحظہ کیجیے:

عن أبی هريرةؓ أنَّ رسول الله ﷺ قال: "لا تقوم السّاعةُ حتی تنزلَ الروم بالأعماق أو بدابقَ، فيخرجُ إليهم جيشٌ منَ المدينة من خيارِ أهلِ الأرضِ يومئذٍ، فإذا تصافُّوا قالت الرومُ: خلُّوا بيننا و بين الذين سبوا مِنّا نقاتِلْهم، فيقول المسلمون :لا، والله لا نُخلّی بينكم و بين إخواننا، فيقاتلونهم فينهزم ثُلُثٌ لا يتوبُ اللهُ عليهم أبدًا،و يُقْتلُ ثُلُثٌ هم أفضلُ الشهَداءِ عند الله، ويفتح الثُلُثُ لا يفتنون أبَدًا . فيفتتحون قسطنطنيه فبيناهم يقتسمون الغنائم قدْ علّقوا سيوفَهم بالزيتون إذْ صاحَ فيهم الشيطان أنَّ المسيحَ قد خلَفَكم فی أهليكم، فيخرجون وذلك باطلٌ فإذا جاءوا الشامَ خرج، فبيناهم يُعدّون للقتال يسوّون الصفوفَ إذْ أُقيمت الصلوة، فينزِل عيسى ابن مريم ﷺ فأمّهم، فإذا رآه عدوُّ اللهِ ذابَ كما يذوب المِلحُ فی الماءِ، فلو تركه لَانْذابَ حتی يهلكَ، ولٰكِنْ يقتلُه اللهُ بيده،فيُريهم دمَهٗ فی حَرْبته" . **[مسلم كتاب الفتن ۳۹۲/۲ رقم ۲۸۹۷]** ترجمہ: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک رومی (عیسائیوں) نے اعماق یا دابق (حلب اور انطاکیہ کے قریب ملکِ شام کے دو شہر) میں پڑاؤ نہ ڈال دیا ہو۔ پھر اِن رومیوں سے مقابلہ کے لیے مدینہ منورہ سے ایک لشکر روانہ ہوگا جو اُس وقت روئے زمین پر بسنے والے تمام مسلمانوں سے افضل ہوگا۔ سو جب وہ صف بستہ ہو جائیں گے تب رومی کہیں گے کہ تم (مسلمان) ہم اور ہمارے قیدیوں کے بیچ سے ہٹ کر ہمیں ان سے قتال کرنے دو۔ تب مسلمان کہیں گے کہ (یہ ناممکن ہے)، بخدا ہم

تمہارے بیچ اور اپنے بھائیوں کے بیچ سے ہرگز نہیں ہٹیں گے۔ تب وہ آپس میں لڑ پڑیں گے۔ مسلمانوں کے لشکر کا ایک تہائی حصہ بھاگ نکلے گا، اللہ تعالی ان بھاگنے والوں کو کبھی معاف نہیں فرمائیں گے۔ لشکر کا دوسرا ایک تہائی حصہ شہید ہو جائے گا، جن کا شمار اللہ کے ہاں (قیامت میں) افضل ترین شہداء میں ہوگا۔ بقیہ ایک تہائی لشکر فاتح ہوگا (اللہ کی جانب سے ان پر یہ بڑی نعمت ہوگی کہ) یہ فاتحین کبھی کسی فتنہ اور بلا میں مبتلا نہیں ہوں گے۔ یہ لوگ قسطنطنیہ کو فتح کر لیں گے۔ ابھی یہ حضرات زیتون کے درختوں پر اپنی تلواریں لٹکا کر مال غنیمت تقسیم کر ہی رہے ہوں گے کہ اچانک ایک شیطان چیخے گا کہ دجال تمہاری عدم موجودگی میں تمہارے گھروں پر جا پہنچا ہے (یہ ایک جھوٹی خبر ہوگی)۔ یہ حضرات (سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر) نکل پڑیں گے، جب وہ شام پہنچیں گے تب دجال نکل چکا ہوگا۔ یہ لوگ جنگ کی تیاری کے لیے صف آرائی کر رہے ہوں گے تب نماز کا وقت ہو جائے گا۔ تب عیسی ابن مریم علیہما السلام (آسمان سے) اتریں گے، پھر ان کی امامت فرمائیں گے۔ اللہ کا دشمن (دجال) انہیں دیکھ کر ایسے ہی پگھلنے لگے گا جیسے پانی میں نمک پگھلتا ہے۔ اگر آپؑ اسے بالفرض یوں ہی چھوڑ دیتے تو وہ خود بخود پگھل کر ہلاک ہو جاتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ اُسے عیسی علیہ السلام کے ہاتھوں قتل کریں گے، پھر عیسیؑ لوگوں کو اس کا خون اپنے نیزے میں دکھلائیں گے۔

جنگ چھڑنے کی وجوہات

اس جنگ کے چھڑنے کی دو وجوہات ہوسکتی ہیں، ایک وجہ تو خود اسی روایت میں مذکور ہے "خلُّوا بيننا و بين الذين سبوا مِنّا نقاتِلْهم"، تفصیل حسب ذیل ہے۔

حدیث مذکور میں لفظ "سبوا" دوطرح سے مروی ہے، (۱) سَبَوا، مطلب یہ ہوا کہ عیسائی مسلمان لشکر سے کہیں گے کہ تم ہمارے اور ان مجاہدین کے بیچ سے ہٹ جاؤ جنھوں نے ہمارے سپاہیوں کو قید کیا ہے۔ (۲) سُبُوا، یعنی تم ہمارے ان سپاہیوں کو ہمارے حوالہ کردو جنہیں تم قید کرکے لے گئے ہو۔ حدیث کے الفاظ "والله لا نُخلّی بینکم و بین إخواننا" سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عیسائی قیدی مشرف باسلام ہوکر مسلمانوں میں شریک ہوچکے ہوں گے۔ حافظ ابن کثیرؒ نے **النہایة** ص۷۸ پر اسی امکان کو راجح قرار دیا ہے۔ (**المہدی ۱۴۱**)

اس جنگ کی دوسری وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ سابقہ زمانہ میں اسلامی لشکر اور رومی لشکر دونوں نے مل کر فارس پر جو کامیاب حملہ کیا تھا اس کی تقسیم غنیمت میں قیدیوں کے بارے میں اختلاف ہوجائے گا، کیوں کہ فارس کے قیدیوں میں کچھ مسلمان قیدی بھی ہوں گے، جو یا تو جنگ کے بعد ایمان لائے ہوں گے یا پہلے ہی سے مسلمان تھے، اور ملکی سیاست کے پیش نظر نہ چاہتے ہوئے بھی انہیں اس جنگ میں شریک ہونا پڑا ہو۔ مندرجۂ ذیل روایت سے اسی احتمال کی تائید ہوتی ہے۔

عن ذی مخبر بن أخی النجاشیؓ أنّهٗ سمع رسول الله ﷺ یقول: تُصالحون الروم عشر سنین صلحاً آمناً، یفون سنتین و یغدرون فی الثالثة أو (قال) یفون أربعاً و یغدرون فی الخامسة۔ فینزل جیشٌ منکم فی مدینتهم فتغزون أنتم و هم عدواً مِن ورائکم و ورائهم فتقاتلون ذلك العدوَّ، فیفتح اللهُ لکم فتنصرفون بما أصبتم من أجرٍ و غنیمةٍ۔ فتنزلون بمرجٍ ذی تلولٍ، فیقول قائلکم: اللهُ غلَب۔ و یقول قائلهم: الصلیب غلب۔ فیتداولونها فیغضب المسلمون۔ و صلیبهم بعید۔ فیثور ذلك المسلم إلٰی صلیبهم فیدقّهٗ، و یبرزون إلٰی کاسر صلیبهم فیضربون عنقهٗ فتثور تلك العصابةُ من المسلمین إلٰی أسلحتهم و یثور الروم إلٰی أسلحتهم، فیقتلون تلك العصابةَ من المسلمین یستشهدون۔ فیأتون ملِکهم فیقولون: قد کفیناك حدَّ العرب و بأسَهم، فماذا ننتظر؟ فیجمع لکم حمل إمرأة، ثم یأتونکم تحتَ ثمانین غایة، تحت کل غایة اثنا عشر ألفاً ۔ (**المعجم الکبیر للطبرانی**)

ترجمہ: تم دس سالہ مدت کے لیے رومیوں (عیسائیوں) سے امن وامان پر صلح کروگے۔ وہ دوسال تک اس صلح پر قائم رہیں گے اور تیسرے سال غداری کریں گے، یا حضور اُقدس ﷺ نے یوں فرمایا کہ وہ چار سال تک اس صلح پر قائم رہیں گے اور پانچوے سال میں غداری کریں گے۔ (اس مدت صلح میں) تمہارا ایک لشکر ان کے ملک میں اترے گا، پھر تم ان کے ساتھ مل کر تمہارے اور ان کے ایک پوشیدہ دشمن سے جنگ لڑوگے۔ تم اس دشمن پر غالب آکر فتحیاب ہوجاؤگے اور اللہ کے اجر اور حاصل شدہ غنیمت کے ساتھ لوٹوگے۔ پھر تم ٹیلے اور سبزہ والی زمین پر پڑاؤ ڈالوگے۔ تم میں سے ایک شخص کہے گا کہ اللہ تعالیٰ غالب ہوگیا، اور ان میں سے ایک کہنے والا کہے گا کہ صلیب غالب ہوگئی، پھر وہ نعرہ بازی کرنے لگیں گے۔ صلیب کچھ دوری پر ہوگا، اس وقت مسلمان تابناک ہوجائیں گے، تب وہ مسلمان اس صلیب کی طرف لپک کر اسے چور چور کرڈالے گا۔ عیسائی صلیب توڑنے والے کی طرف جھپٹ کر اس کی گردن مار

دیں گے۔ تب مسلمان اور عیسائی اپنے اپنے ہتھیار اٹھالیں گے، وہ مسلمانوں کی اس پوری جماعت کو قتل کر کے شہید کر دیں گے۔ پھر یہ عیسائی اپنے بادشاہ کے پاس آ کر کہیں گے کہ ہم نے آپ پر سے مسلمانوں کی پابندی اور ان کے دبدبہ کو ختم کر دیا، سو اب انتظار کس بات کا ہے؟ تب عیسائی بہت ہی بڑی تعداد میں تمہاری طرف بڑھیں گے۔ وہ اسّی ٹکڑیوں میں ہوں گے اور ہر ٹکڑی میں بارہ ہزار سپاہی ہوں گے۔

ملکِ شام کی فتح کے سلسلہ میں مشہور صحابیٔ رسول حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے جو تفصیلات صحیح مسلم میں منقول ہیں وہ حسب ذیل ہیں:

عن یُسیر بن جابر قالَ: هاجتْ ريحٌ حمْراءُ بالكُوفة فجاءِ رجلٌ ليس له هِجِّيرٰى إلّا "يا عبد الله بن مسعود جاءِ ت الساعة؟" قال فقعد و كانَ متّكِئًا، فقال:" إنَّ الساعة لا تقوم حتى لا يُقسَمَ ميراثٌ ولا يُفرحَ بغنيمةٍ، ثُمّ قال بيده هكذا ونحّاها نحوَ الشام فقال: عدُوٌّ يجمعون لأهل الشام ويجمعُ لهم أهلُ الإسلام، قلتُ: الرومَ تعنى؟ قال: نعم، قال: ويكون عند ذاكم القتالِ رِدَّةٌ شديدةٌ؛ فيشترط المسلمون شُرْطةً للموت لا ترجع إلّا غالبةً فيقتتلون حتى يحجزَ بينهم الليلُ، فيفيء هؤلاءِ و هؤلاءِ كُلّ غير غالب وتفنى الشرطةُ،ثُمّ يشترط المسلمون شُرْطةً للموت لا ترجع إلّا غالبةً فيقتتلون حتى يحجزَ بينهم الليلُ، فيفيء هؤلاءِ و هؤلاءِ كُلّ غير غالب وتفنى الشرطةُ، ثُمّ يشترط المسلمون شُرْطةً للموت لا ترجع إلّا غالبةً فيقتتلون حتى يُمسوا، فيفيء هؤلاءِ و هؤلاءِ كُلّ غير غالب وتفنى الشرطةُ،

فإذا كان اليوم الرابع نهدَ إليهم بقيّةُ أهل الاسلام، فيجعل اللهُ الدائرة عليهم، فيقتتلون مقتلةً إمّا قال لا يُرى مثلها و إمّا قال: لمْ يُر مثلها حتى أنّ الطائرَ ليمرّ بجنباتهم فما يخلفهم حتى يخرَّ ميّتًا، فيتعادّ بنو الأب كانوا مائةً فلا يجدونه بقى منهم إلّا الرجل الواحد، فبأىِّ غنيمةٍ يفرح أو أىّ ميراثٍ يقاسم "الخ۔ **[مسلم ۳۹۲/۲ رقم ۲۸۹۹]** حضرت یسیر بن جابر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ کوفہ میں بہت تیز سرخ آندھی چلی، ایک شخص جس کا تکیہ کلام "جاءِ ت الساعة؟" تھا، وہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس آ کر پوچھنے لگا ''قیامت آ گئی؟'' اس پر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا'' کہ قیامت اُس وقت قائم ہوگی جب کہ میراث کی تقسیم رک جائے گی، اور مالِ غنیمت سے کوئی خوشی نہ ہوگی''۔ پھر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اپنے ہاتھوں سے شام کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ: ''مسلمانوں سے قتال کے لیے دشمن جمع ہوں گے اور مسلمان اُن دشمنوں سے قتال کے لیے جمع ہوں گے''۔ راوی فرماتے ہیں کہ میں نے دریافت کیا کہ: کیا (دشمن سے) آپ کی مراد رومی (نصاری) ہیں؟ تو ابنِ مسعودؓ نے فرمایا کہ: ''ہاں'' اور فرمایا کہ: ''اس قتال کے وقت ابتداء شدید ہزیمت ہوگی۔ تب اہلِ اسلام لشکر کی ایک ٹکڑی کو اس شرط پر آگے بھیجیں گے کہ وہ شہید ہو جاویں یا فتح یاب ہو کر ہی لوٹیں۔ وہ قتال کرتے رہیں گے یہاں تک کہ ان کے درمیان رات حائل ہو جائے گی، اور دونوں لشکر بلا فتح و شکست لوٹ آئیں گے اور یہ ٹکڑی شہید ہو جائے گی۔

مسلمان (دوبارہ) لشکر کی ایک ٹکڑی کو اس شرط پر آگے بھیجیں گے کہ وہ یا تو

شہید ہو جائیں یا فتح یاب ہو کر لوٹیں، وہ رات ہونے تک جنگ کرتے رہیں گے، اور دونوں لشکر بلا فتح وشکست لوٹ آئیں گے اور یہ ٹکڑی بھی شہید ہو جائے گی۔

مسلمان (تیسری مرتبہ) اسی شرط پر لشکر کی ایک ٹکڑی کو آگے بھیجیں گے کہ وہ شہید ہو جاویں یا فتح یاب ہو کر ہی لوٹیں، وہ شام تک قتال کرتے رہیں گے اور بلا ہار جیت کے یہ لشکر لوٹ جائے گا اور یہ ٹکڑی بھی شہید ہو جائے گی۔

پھر جب چوتھا دن آئے گا تب باقی ماندہ مسلمان ان کی جانب اٹھ کھڑے ہوں گے تب اللہ تعالیٰ ان دشمنوں کو شکست دے گا، کیوں کہ یہ ایک ایسی جنگ ہوگی کہ اس طرح کی جنگ کبھی بھی نہ دیکھی جائے گی یا (ابن مسعودؓ نے یوں فرمایا کہ) ایسی جنگ کبھی بھی نہ دیکھی گئی ہوگی، یہاں تک کہ ایک پرندہ مقتولین پر سے گذرے گا اور وہ انہیں پار کرنے سے قبل ہی مر جائے گا۔

اس وقت ایک خاندان کے لوگ جب خود کو شمار کریں گے تو صرف ایک فیصد زندہ بچا ہوا پائیں گے۔ تو بھلا وہ کس مالِ غنیمت سے خوش ہوں یا کس میراث کو تقسیم کریں؟ الخ

تنبیہ: گرچہ اس وقت ملکِ شام کے اکثر علاقوں میں رومیوں کا تسلط ہوگا، لیکن بعض جگہوں پر (غالباً دمشق اور اس کے اطراف میں) مسلمانوں کا تسلط برقرار ہوگا، اور ان مسلمانوں کے پاس کچھ رومی قیدی بھی ہوں گے۔

عیسائیوں کا ستر جھنڈے تلے ہونا

بعض روایات میں ہے کہ شام میں جو عیسائی فوج ہوگی وہ ستّر (۷۰)

جھنڈے تلے ہوگی، اور ہر جھنڈے کے نیچے بارہ ہزار (۱۲,۰۰۰) افراد ہوں گے۔ کل آٹھ لاکھ چالیس ہزار (۸,۴۰,۰۰۰) کا لشکر ہوگا، یہ ایک حساب ہے۔ اور بعض روایات میں دوسری تعداد بھی ہیں جیسا کہ پچھلی روایتوں میں گذرا، ایسے ہی مندرجۂ ذیل روایتوں میں بھی تعداد نو لاکھ ساٹھ ہزار ہے (۹,۶۰,۰۰۰)۔

عن عوف بن مالكؓ مرفوعًا فی حديثٍ طويل، فيه " ثُم هُدْنةٌ تكون بينكم و بين بنى الأصفر، فيغدرون فيأتونكم تحت ثمانين غايةً، تحت كل غايةٍ اثنا عشر ألفًا۔ [**بخاری ٤٥١/١**] حضرت عوف بن مالکؓ سے ایک طویل مرفوع حدیث کے ضمن میں مروی ہے کہ قیامت سے پہلے واقع ہونے والی ایک علامت یہ ہے کہ تمہارے اور رومیوں کے بیچ صلح ہوگی، پھر وہ عہد شکنی کر کے تمہاری طرف اسّی جھنڈوں تلے بڑھیں گے، ہر جھنڈے کے ماتحت بارہ ہزار سپاہی ہوں گے۔

عن عوف بن مالكؓ مرفوعًا فی حديثٍ طويل، فيه " والسادسة هُدْنةٌ تكون بينكم و بين بنى الأصفر، فيسيرون إليكم على ثمانين غايةً، قلتُ: وما الغاية؟ قال؛ الرايةُ، تحت كل رايةٍ اثنا عشر ألفًا، فُسطاطُ المسلمين يومئذٍ فی أرضٍ يقالُ لها الغوطة فی مدينة يقال لها دمشق۔ [**مسند أحمد، حسب ترتيب الفتح الربانی ج٢٤ص٢٥،٢٤**] تمہارے اور رومیوں کے بیچ صلح ہوگی، وہ تمہاری طرف اسّی جھنڈوں تلے بڑھیں گے، ہر جھنڈے کے ماتحت بارہ ہزار سپاہی ہوں گے، اس وقت مسلمانوں کا پڑاؤ غوطہ نامی سرزمین پر ہوگا جو دمشق میں واقع ہے۔

فتح قسطنطنیہ (استنبول)

۳) اقدامی قتال

ملک شام کی فتح کے بعد حضرت مہدیؓ عیسائیوں کے مرکز اور اکثریتی علاقہ روم (Rome)، اٹلی (Italy) وغیرہ بلکہ موجودہ سیاسی تقسیم کے مطابق کی فتح کے لیے روانہ ہوں گے۔

علامہ ابن جریر طبریؒ اپنی مایۂ ناز تفسیر میں آیتِ کریمہ: ﴿وَمَن أظْلَمُ ممن مَنَعَ مَساجِدَاللهِ أنْ يُذكَرَ فيها اسمُه و سَعٰی فی خَرابِها أُولٰئِك ما كانَ لهم أن يَدْخُلوها الّا خائفِين، لَهم فی الدُنيا خِزیٌ﴾ الخ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ:

وأولی التاويلات التی ذكرتها بتأويل الاٰية قول من قال عَنَی اللهُ عزّ و جلّ بقوله (وَمَن أظْلَمُ ممن مَنَعَ مَساجِدَاللهِ أنْ يُذكَرَ فيها اسمُه) النصاری وذلك أنهم هم الذين سعوا فی خراب بيت المقدس وأعانوا بختنصر علی ذلك ومنعوا مؤمنی بنی اسرائيل من الصلوة فيه بعد منصرف بختنصر عنهم الی بلاده ”یعنی آیتِ کریمہ میں مراد وہ رومی نصاری (Roman Catholics) ہیں جنہوں نے بیت المقدس کو ویران کرنے میں بخت نصر کی مدد کی، اور پھر بخت نصر کے لوٹ جانے کے بعد بھی بنی اسرائیل کے ایمان والوں کو بیت المقدس میں نماز پڑھنے سے روکا“۔ اور ”**لهم فی الدُنيا خِزی**“ کی تفسیر کرتے ہوئے حدیث پاک نقل کرتے ہیں کہ حدثناموسی قال حدثنا عمرو قال حدثنا اسباط عن السدی قوله (لهم فی الدُنيا خِزیٌ) أمّا خِزيهم فی الدنيا فانهم اذا قام المهدی وفتحت القسطنطينية قتلهم فذلك الخزی الخ ”یعنی اس سے حضرت مہدیؓ کا قسطنطنیہ (استنبول) کو فتح کرنا اور رومیوں کو قتل کرنا مراد ہے“۔ [تفسیر طبری ۱/۳۹۸-۳۹۹]

حضرت مہدیؓ یوروپ (Europe) وغیرہ کو فتح کرنے کے بعد قسطنطنیہ (Istanbul) کی طرف متوجہ ہوں گے، اندازہ یہ ہے کہ قسطنطنیہ پر عیسائیوں کا غاصبانہ قبضہ ہوگا۔ قسطنطنیہ ایک جزیرہ نما شہر ہے، احادیث سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت مہدیؓ کے تشریف لے جانے کے وقت قسطنطنیہ کے چاروں طرف فصیلیں (شہر کی دیواریں) ہوں گی۔

فتح قسطنطنیہ کے سلسلہ میں مسلم شریف کی روایت

فتح قسطنطنیہ کے سلسلہ میں صحیح مسلم شریف کتاب الفتن میں جو حدیث مبارک وارد ہے وہ حسب ذیل ہے۔

عن أبی هريرةؓ أنَّ النبی ﷺ قال:” هل سمعتم بمدينةٍ جانبٌ منها فی البَرِّ و جانبٌ منها فی البحْر، قالوا: نعم يا رسولَ الله، قال: لا تقوم الساعةُ حتی يغزُوَها سبعون ألفًا مِنْ بنی إسحٰق، فإذا جاء وها نزلوا، فلمْ يقاتِلوا بسِلاحٍ ولمْ يرموا بسهْمٍ، قالوا لا إلٰه إلّا الله و اللهُ أكْبر فيسقُطُ أحدُ جانبيها؛ قالَ ثوْرٌ: لا أعلمهٗ إلّا قال: الذی فی البحر، ثُمّ يقولون الثانيةَ لا إله

إلّا الله و اللهُ أكْبر فيسقُطُ جانبُها الاخر، ثُمَّ يقولون الثالثة لا إلٰه إلّاالله و اللهُ أكْبر فيُفرّج لهم، فيدخلونها فيغنَموا، فبينماهم يقتسمون المغانمَ إذْ جاءهم الصريخُ فقالَ: إنَّ الدجّالَ قدْ خرج، فيتركون كُلَّ شیءٍ ويرجعون"۔ **[مسلم ٣٩٦/٢ رقم ٢٩٢٠]** ترجمہ: رسول الله ﷺ نے حضرات صحابہؓ سے فرمایا کہ: ''کیا تم اس شہر کے متعلق کچھ جانتے ہو جس کی ایک جانب خشکی میں اور دوسری جانب سمندر میں ہے''؟ صحابہؓ نے کہا کہ: ''جی ہاں''۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک کہ بنو اسحاق یا بنو اسماعیل کے ستّر ہزار مسلمان اس پر چڑھائی نہیں کریں۔ پس جب یہ مسلمان اس شہر پر پہنچیں گے اور وہاں پڑاؤ ڈالیں گے تو نہ ہتھیار سے قتال کریں گے اور نہ تیر چلائیں گے۔ بس یہ مسلمان **لا إلٰه إلّاالله و الله أكبر** کا نعرہ لگائیں گے، اس نعرہ کی برکت سے شہر کی ایک فصیل زمین پر گر پڑے گی''۔ ثور بن یزیدؒ راوی کہتے ہیں کہ: ''میری یادداشت کے مطابق یہ سمندر والی سمت کے متعلق ہے''۔ ''پھر مسلمان دوبارہ **لا إلٰه إلّاالله و الله أكبر** کا نعرہ بلند کریں گے، تو دوسری فصیل بھی گر جائے گی۔ پھر تیسری مرتبہ **لا إلٰه إلّاالله و الله أكبر** کا نعرہ بلند کریں گے تو مسلمانوں کے لیے راستہ کھل جائے گا اور وہ شہر میں فاتح بن کر داخل ہوں گے۔ فتح کے بعد وہ مالِ غنیمت تقسیم کر رہے ہوں گے، تو شیطان آواز لگائے گا کہ دجال ظاہر ہو چکا ہے۔ اس خبر کو سن کر مسلمان سب چھوڑ چھاڑ کر (بغرضِ حفاظت) اپنے گھر لوٹیں گے۔

روایت کی تحقیق

فائدہ: اس روایت میں وارد لفظ "سَبعون ألفًا من بنی إسحق" کے بارے میں **بعض محدثین** کی رائے یہ ہے کہ **دراصل یہاں** "بنی إسمعيل" **مراد ہیں،** **تاہم مسلم شریف کے دستیاب تمام نسخوں میں** "من بنی اسحق" **ہی وارد ہے۔**

علامہ نوویؒ لکھتے ہیں: قال القاضی: كذا هو فی جميع أُصول صحيح مسلم "من بنی إسحق" قال: قال بعضهم: المعروف المحفوظ "من بنی إسمعيل" وهو الذی يدل عليه الحديثُ و سياقُه لأنه إنما أراد العربَ و هذه المدينة هی القسطنطنية۔ **[نووی علی ھامش مسلم ٣٩٦/٢]** **یعنی** "من بنی إسحق" کا لفظ ہی مسلم کے تمام نسخوں میں وارد ہے، البتہ مشہور و مستند بات یہ ہے کہ مراد "بنی إسمعيل" ہوں چونکہ اسی معنی پر حدیث کی دلالت بھی ہے اور سیاقِ حدیث کا منشا بھی یہی ہے چونکہ ان سے مراد عرب ہیں اور مدينة سے مراد قسطنطنیہ ہے۔

اس سلسلہ میں یہ تاویل بھی پیش کی جا سکتی ہے کہ بنی اسمعیل کے لیے بنی اسحٰق کا لفظ لانے کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ حضرت اسحٰقؑ بنی اسمعیل کے چچا ہیں، اور "عمُّ الرجل صِنْو أبيه" کے مطابق چچا کی طرف نسبت درست ہے۔

اور اگر حدیث کو اس کے ظاہری معنی پر ہی رکھیں تو بنی اسحٰق سے مراد وہ افراد ہوں گے جو اس زمانہ میں مسلمان ہو کر لشکر مہدی میں شامل ہو گئے، جیسا کہ سابقہ روایتوں سے معلوم ہو چکا۔

روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ دجال کے خروج کی افواہ کی تحقیق بڑے پیمانہ پر کی جائے گی، حتی کہ حضرت مہدیؒ ایک جماعت کو اس کام کے لیے مقرر فرمائیں گے، چنانچہ حدیث میں ہے: فيبعثونَ عشرَ فوارسَ طليعة ، قال رسول الله ﷺ:" إنّی لأعرفُ أسمائهم و أسماءَ اٰبائهم و ألوانَ خيولهم۔هم خيرُ فوارس على ظهر الأرض يومئذٍ، أو (قال) مِنْ خير فوارس على ظهر الأرض يومئذٍ"۔ **[مسلم ۲/۳۹۲ رقم ۲۸۹۹]** حضرت مہدیؒ دس سواروں کا ایک دستہ اس خبر کی تحقیق کے لیے آگے بھیجیں گے"۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ" میں اس دستہ کے سواروں کے نام، ان کے آباء کے نام، ان کے گھوڑوں کے رنگ تک جانتا ہوں۔ وہ اس وقت روئے زمین کے اوپر سب سے بہتر لوگ ہوں گے۔

تحقیق کرنے پر پتہ چلے گا کہ یہ خبر صحیح نہیں تھی، لیکن جب حضرت مہدیؒ اپنے لشکر کے ساتھ ملک شام پہنچیں گے تو دجال حقیقت میں نکل چکا ہوگا، چنانچہ اسی حدیث میں ہے "فإذا جاء وا الشامَ خرج"۔**[مسلم ۲/۳۹۲ رقم ۲۸۹۹]**

نوٹ: ان ہی فتوحات کے دوران حضرتِ مہدیؒ **كنيسة الذهب** (vatican city) تشریف لے جائیں گے۔

اٹلی کے كنيسة الذهب میں محفوظ عظیم خزانے

یہاں وہ عظیم خزانے محفوظ ہیں جو قیصرِ روم نے بنی اسرائیل سے بیت المقدس (jerusalem) فتح کر کے حاصل کیے تھے، جسے اپنے دور میں قیصر روم ایک لاکھ

ستر ہزار گاڑیوں پر لاد کر لے گیا تھا۔

حضرت مہدیؒ ان ہی خزانوں کو ایک لاکھ ستر ہزار کشتیوں پر لاد کر بیت المقدس (jerusalem) لائیں گے، اور اسی جگہ اللہ تعالیٰ اولین و آخرین کو جمع فرمائیں گے۔ اس سلسلہ کی مفصل روایت تفسیر قرطبی کے حوالہ سے یہاں پر نقل کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے، چنانچہ وہ روایت حسب ذیل ہے

قال حذيفةؓ: قلت يا رسول الله ﷺ ، لقد كان بيتُ المَقْدِس عند الله عظيمًا جسيمَ الخطر عظيمَ القدر۔ فقال رسول الله ﷺ: هو من أجلّ البيوت ابتناه الله لسليمٰنَ بنِ داوٗد عليهما السلام من ذهبٍ وفضةٍ و دُرٍّ و ياقوت و زَمَرّد، وذلك أنّ سليمٰن بن داوٗد لَمّا بناه سخّر الله له الجنّ، فأتوه بالذهب والفضة من المعادن، وأتوه بالجواهر و الياقوت والزمرد، وسخر الله تعالىٰ له الجن حتى بنوه من هذه الأصناف۔ قال حذيفة: فقلت يا رسول الله ﷺ، و كيف أخِذتْ هذه الأشياء من بيت المقدس؟ فقال رسول الله ﷺ: " اِنَّ بنى اسرائيل لمّا عصوا الله وقتلوا الأنبياء سلّط الله عليهم بُختَنصر وهو من المجوس و كان ملكه سبعمائة سنة، وهو قوله: (فَاِذَا جَاءَ وَعْدُ أُولَاهُمَا بَعَثْنَا عَلَيكُم عِبَادًا لَنَا أُولِى بَأسٍ شَدِيدٍ فَجَاسُوا خِلَالَ الدِّيَارِ وَكَانَ وَعْدًا مَفْعُولًا) فدخلوا بيت المقدس وقتلوا الرجال وسبوا النساء و الأطفال وأخذوا الأموال وجميع ما كان فى بيت المقدس من هذه الأصناف، فاحتملوها على سبعين ألفًا و مائة ألفِ عجلة حتى

أودعوها أرض بابل، فأقاموا يستخدمون بني اِسرائيل ويستملكونهم بالخزى والعقاب والنكال مائة عام، ثمّ انّ الله عزّ و جلّ رحمهم فأوحى الٰى ملكٍ من ملوك فارس أن يَسير الى المجوس فى أرض بابل، وأن يستنقذَ مَن فى أيديهم من بنى اِسرائيل؛ فسار اليهم ذلك الملك حتى دخل أرض بابل فاستنقذ مَن بقى مِن بنى اسرائيل من أيدى المجوس واستنقذ ذلك الحلى الذى كان من بيت المقدس وردّه الله اليه كما كان أول مرةٍ فقال لهم: يا بنى اسرائيل اِنْ عُدتم الى المعاصى عدنا اليكم بالسبى و القتل، وهو قوله: (عَسٰى رَبُّكُمْ أنْ يَرْحَمَكُمْ وَاِنْ عُدْتُمْ عُدْنَا) فلمّا رجعت بنو اسرائيل الى بيت المقدس عادوا الى المعاصى فسلّط الله عليهم مَلِك الروم قيصر، وهو قوله: (فَاِذَا جَاءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ لِيَسُوءُوا وُجُوهَكُمْ وُلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوهُ أوَّلَ مَرَّةٍ وَلِيُتَبِّرُوا مَاعَلَوا تَتْبِيرًا) فغزاهم فى البر و البحر فسباهم وقتلهم وأخذ أموالهم ونساءهم، وأخذ حلى جميع بيت المقدس واحتمله على سبعين ألفًا و مائة ألفِ عجلة حتى أودعوه فى كنيسة الذهب، فهو فيها الاٰن حتى يأخذه المهدى فيردّه الٰى بيت المقدس، وهو ألفُ سفينة و سبعمائة سفينة يُرسى بها على يافا حتى تنقل الٰى بيت المقدس وبها يجمع الله الأولين و الاٰخرين۔۔۔" **(تفسیر قرطبی ۲۲۲/۱۰، والتذکرۃ للقرطبی ۶۵۳)**

حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ بیت المقدس اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑی عظیم القدر مسجد ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ دنیا کے سب گھروں میں ایک ممتاز عظمت والا گھر ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے سلیمان بن داؤد علیہما السلام کے لیے سونے چاندی اور جواہرات، یاقوت و زمرد سے بنایا تھا۔ اور یہ اس طرح کہ جب سلیمان علیہ السلام نے اس کی تعمیر شروع کی تو حق تعالیٰ نے جنات کو ان کے تابع کر دیا، جنات نے یہ تمام جواہرات اور سونے چاندی جمع کر کے ان سے مسجد بنائی۔ حضرت حذیفہؓ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ پھر بیت المقدس سے یہ سونا چاندی اور جواہرات کہاں اور کس طرح گئے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب بنی اسرائیل نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور گناہوں اور بداعمالیوں میں مبتلا ہو گئے، انبیاء علیہم السلام کو قتل کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر بختِ نصر بادشاہ کو مسلط کر دیا جو مجوسی تھا، اس نے سات سو برس بیت المقدس پر حکومت کی اور قرآن کریم میں آیت فَاِذَا جَاءَ وَعْدُ أُولَاهُمَا بَعَثْنَا عَلَيكُم عِبَادًا لَنَا أُولِى بَأسٍ شَدِيدٍ سے یہی واقعہ مراد ہے۔ بختِ نصر کا لشکر بیت المقدس میں داخل ہوا، مردوں کو قتل کیا، عورتوں اور بچوں کو قید کیا اور بیت المقدس کے تمام اموال اور سونے چاندی، جواہرات کو ایک لاکھ ستر ہزار گاڑیوں میں بھر کر لے گیا اور اپنے ملک بابل میں رکھ لیا، اور سو برس تک ان بنی اسرائیل کو اپنا غلام بنا کر طرح طرح کی بامشقت خدمت ذلت کے ساتھ ان سے لیتا رہا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فارس کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ کو اس کے مقابلہ کے لیے کھڑا کر دیا جس نے بابل کو فتح کیا اور باقی ماندہ بنی اسرائیل کو بختِ نصر کی قید سے آزاد کرایا، اور جتنے اموال وہ بیت المقدس سے لایا تھا وہ سب بیت المقدس میں پہنچا دیا، اور پھر بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ اگر تم پھر نافرمانی اور گناہوں کی طرف لوٹ

جاؤ گے تو ہم بھی پھر قتل اور قید کا عذاب تم پر لوٹا دیں گے، آیت قرآن عَسٰی رَبُّکُمْ أنْ یَرْحَمَکُمْ وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا سے یہی مراد ہے۔

پھر جب بنی اسرائیل بیت المقدس میں لوٹ آئے (اور سب اموال و سامان بھی قبضہ میں آ گیا) تو پھر معاصی اور بدعملیوں کی طرف لوٹ گئے، اس وقت اللہ تعالی نے ان پر شاہ روم قیصر کو مسلط کر دیا، آیت فَاِذَا جَاءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ لِیَسُوْءُ وا وُجُوھَکُم سے یہی مراد ہے۔ شاہ روم نے ان لوگوں سے خشکی اور سمندری دونوں راستوں پر جنگ کی اور بہت سے لوگوں کو قتل اور قید کیا، اور پھر تمام ان اموالِ بیت المقدس کو ایک لاکھ ستر ہزار گاڑیوں پر لاد کر لے گیا اور اپنے کنیسۃ الذھب میں رکھ دیا، یہ سب اموال ابھی تک وہیں ہیں اور وہیں رہیں گے یہاں تک کہ حضرت مہدیؓ پھر ان کو بیت المقدس میں ایک لاکھ ستر ہزار کشتیوں میں واپس لائیں گے، اور اسی جگہ اللہ تعالی تمام اولین و آخرین کو جمع کر دیں گے۔

نزولِ عیسٰیؑ اور وفاتِ مہدیؓ

نزولِ عیسٰیؑ اور وفاتِ مہدیؓ اور اس وقت کے مختصر حالات

علاماتِ قیامت میں سے انتہائی اہمیت کی حامل ایک نشانی حضرت عیسٰی علیہ السلام کا نزول بھی ہے۔ یہ ایک ایسا طویل اور اہم باب ہے کہ جہاں محدثینؒ نے اپنی کتابوں میں اس کے مستقل ابواب قائم کیے ہیں وہیں دیگر اہلِ علم اور مستشرقین نے بھی اس مضمون پر اپنا قلم اٹھایا ہے۔

بہر حال یہاں حضرت عیسٰی علیہ السلام کے عین نزول کے وقت کے چند اہم واقعات بڑے اختصار کے ساتھ ترتیب سے نقل کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے، تا کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے زمانہ میں ہونے والے حضرت مہدیؓ کے روشن کارنامے اور آپ کے مقام و مرتبہ کی صحیح تصویر اور اس کا نقشہ معتمد روایات و مستند تاریخی نقول کی روشنی میں ہمارے سامنے آ سکے۔

دجال شام اور عراق کے درمیان سے ظاہر ہوگا

دجال پہلی بار شام (Syria) اور عراق (Iraq) کے درمیان ظاہر ہوگا؛ لیکن اس وقت اس کا خروج لوگوں میں زیادہ مشہور نہیں ہوگا۔ پھر دوبارہ وہ اصبہان (Esfahan) کے ایک مقام یھودیہ سے نمودار ہوگا، اور وہاں پہنچ کر اس کی شہرت و جمعیت میں اضافہ ہو جائے گا۔ وہ چاروں طرف فتنہ برپا کر دے گا۔

ظہور دجال کی روایتیں

دجال کے ظاہر ہونے کی جگہ کے بارے میں احادیث میں مختلف مقامات کا ذکر ملتا ہے، چنانچہ شام و عراق کی وسطی گھاٹی، خراسان، حوز و کرمان اور اصبہان کا تذکرہ آتا ہے۔

صحیح مسلم کی روایت میں شام و عراق کی وسطی گھاٹی کا ذکر ہے: عن نواس بن سمعانؓ مرفوعًا انّہ (الدجالَ) خارجٌ خَلّةً بین الشام و العراق۔ [**مسلم ۴۰۱/۲**

رقم ۲۹۳۷] یعنی دجال شام وعراق کی وسطی گھاٹی سے نمودار ہوگا۔

الفتح الربانی میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کی ایک روایت میں خراسان کا ذکر ہے: عن أبی بکرؓ قال: حدثنا رسول الله ﷺ أنّ الدجالَ یخرجُ من أرضٍ بالمشرق یقال لها خراسان۔ **[الفتح الربانی ۷۲/۲٤] إسناده صحیحٌ** یعنی دجال مشرق میں خراسان سے ظاہر ہوگا۔

الفتح الربانی ہی میں حضرت انس بن مالکؓ سے اصبہان کا تذکرہ آیا ہے: عن أنس بن مالكؓ قال: قال رسول الله ﷺ: یخرج الدجالُ مِنْ یهودیّة أصبهان۔ **[الفتح الربانی ۷۳/۲٤]** یعنی دجال أصبهان کے مقام یهودیه سے ظاہر ہوگا۔

الفتح الربانی ہی میں حضرت ابو ہریرہؓ سے حوز اور کرمان کا ذکر یوں ملتا ہے: وعن أبی هریرةؓ قال: سمعتُ رسول الله ﷺ یقول: لَینزلَنّ الدجالُ حوزَ و کِرمانَ۔ **[الفتح الربانی ۷۳/۲٤](ابن إسحق مدلسٌ)** یعنی دجال حوز و کرمان میں اترے گا۔

مذکورہ بالا روایات میں سے پہلی تینوں روایتیں صحیح ہیں البتہ چوتھی روایت میں راوی ابن إسحق کے مدلس ہونے کے سبب ضعف پایا جاتا ہے۔

روایتوں کے درمیان تطبیق اور اس دور میں مسلمانوں کی مختلف پناہ گاہوں کا تذکرہ

اب اختلاف کا دفعیہ اس طرح ممکن ہے کہ دجال کا خروجِ اولیں عراق وشام

کی وسطی گھاٹی سے ہوگا لیکن اس وقت وہ شہرت نہیں پائے گا چونکہ اس کے اعوان و انصار کی بڑی جماعت قریہ یہودیہ میں اس کی منتظر ہوگی۔ پھر وہ خراسان میں واقع مقام اصبهان کی ایک بستی یهودیه جاکر اپنے حامیوں کے ہمراہ ساری دنیا کا دورہ کرے گا، اور اسی مقصد سے وہ حوز وکرمان میں پڑاؤ ڈالے گا، چنانچہ حدیث میں لَینزلَنّ الدجالُ حوزَ و کِرمان کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اس کے ٹھہرنے کی جگہ ہوگی، اور اس بار اس کا خروج اور اس کا شر سارے عالم میں مشہور ہوجائے گا۔

اب دجال پوری دنیا کا طوفانی دورہ کرے گا، صرف چالیس دن دنیا میں رہے گا، ایک دن ایک سال کے برابر، دوسرا دن ایک مہینہ کے برابر اور تیسرا ایک ہفتہ کے برابر ہوگا، بقیہ ایام معمول کے مطابق ہوں گے۔

دجال کے اکثر متبعین یہود (Jews) ہوں گے۔

حضرت مہدیؓ دمشق پہنچ کر زور وشور سے جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں گے، لیکن صورتِ حال پوری دجال کے موافق ہوگی، چونکہ اس کے پاس زبردست مادّی قوت ہوگی۔ حضرت مہدیؓ اور آپ کے چاہنے والے دمشق میں رہ کر جنگ کی تیاریوں میں مشغول ہوں گے، عام طور پر آپ اور آپ کے ساتھی جامع اموی میں نماز ادا کریں گے۔

اُس پرفتن دور میں مومنین اردن (Jorden) اور بیت المقدس (یروشلم) میں جمع ہوجائیں گے۔ پہلے مسلمان اردن کی ایک وادی ”اُفیق“ میں سمٹ

جائیں گے۔ مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے: فَيَنْحاز (المسلمون) إلى عقبة أُفَيق۔

[**مصنف ابن أبى شيبة ١٣٧/١٥**]

بعض روایتوں سے تو یہاں تک پتہ چلتا ہے کہ اس وقت کے اللہ اور قیامت پر ایمان لانے والے سبھی لوگ تقریباً اردن کی اس وادی میں موجود ہوں گے۔ وكلُّ واحدٍ يؤمنُ بالله و اليوم الآخر ببطن الأردن۔ [**كنز العمال ٣١٥/١٤ رقم ٣٨٧٩١ و مستدرك للحاكم ٥٣٧/٤ رقم ٨٥٠٧**]

مسلمان اخیر میں بیت المقدس (Jerusalem) کے ایک پہاڑ "جبل الدُّخان" پر جمع ہوں گے۔

دوسری طرف دجال دنیا بھر میں ہنگامہ آرائی کر کے دمشق پہنچے گا، اور اس پہاڑ کے دامن میں پڑاؤ ڈال کر مسلمانوں کی ایک جماعت کا محاصرہ کر لے گا۔

فيفرّ الناس إلى جبل الدخان وهو بالشام، فيأتيهم فيُحاصرهم، فيشدّ حصارهم، ويجهدهم جهدًا شديدًا۔ [**التذكرة للقرطبى ٧٥٤ وأحمد ٣١٧/٣-٣١٨**] یعنی لوگ ملک شام میں جبل دخان کی جانب بھاگ نکلیں گے، تب دجال وہاں آ کر ان کو گھیر لے گا، اور انہیں سخت مشقت میں ڈال دے گا۔

اس محاصرہ کی وجہ سے مسلمان سخت مشقت اور فقر و فاقہ میں مبتلا ہو جائیں گے۔ حتی کہ بعض لوگ اپنی کمان کی تانت جلا کر کھانے پر مجبور ہو جائیں گے۔ جب دجال کا یہ محاصرہ بہت طویل ہو جائے گا تو مسلمانوں کے امیر (حضرت مہدیؓ) ان سے کہیں گے کہ اب اس سرکش سے جنگ کرنے میں پس و پیش میں کیوں مبتلا ہو؟ غرض وہ ان کو فتح یا شہادت پر آمادہ کریں گے۔ لوگ صبح فجر کی نماز کے بعد اس فیصلہ کن جنگ کا پختہ عزم کر لیں گے۔

یہ رات سخت تاریک ہوگی، لوگ جنگ کی تیاریوں میں مصروف ہوں گے۔ اس صبح تاریکی میں مسلمان فجر کی نماز کی تیاری کر رہے ہوں گے، حضرت مہدیؓ فجر کی نماز پڑھانے کے لیے آگے بڑھ چکے ہوں گے، اور نماز کی اقامت بھی کہی جا چکی ہوگی اچانک کسی کی آواز آئے گی کہ "تمہارا فریاد رس آ پہنچا"۔ لوگ یہاں وہاں نظر دوڑائیں گے تو ان کی نظر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر پڑے گی، جو دو زرد چادروں میں ملبوس دو فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے دمشق کی جامع مسجد کے سفید مینارے پر نازل ہوں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سیڑھی منگوا کر مینارہ سے اتریں گے۔ فبينما هو كذلك إذْ بعث اللهُ المسيح ابنَ مريم، فنزل عند المنارة البيضاء شرقى دمشق بين مهرودتَين واضعًا كفيه علىٰ أجنحة ملكين۔ [التذكرة ٧٠٢] یعنی مسلمان اسی حالت میں ہوں گے کہ اچانک اللہ تعالیٰ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو مشرقی دمشق کے سفید مینارے پر اتاریں گے، وہ دو فرشتوں کے پروں (کندھوں) پر اپنے ہاتھ رکھے ہوئے ہوں گے۔

حضرت عیسیٰؑ کا نزول کونسے مینارہ پر ہوگا؟

حضرت عیسی علیہ السلام کا نزول کس مینارہ پر ہوگا اس بارے میں دو طرح کی باتیں ہیں، کچھ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جامع اموی کا مینارہ ہے، لیکن دوسری روایات جو زیادہ قوی اور صحیح ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جامع اموی کے علاوہ کوئی

اور مینارہ ہے، کہتے ہیں کہ دمشق میں مقام غوطہ پر ان دنوں موجود سفید مینارہ مراد ہے جو صدیوں سے ہے، اور مقامی لوگوں میں بھی یہی بات زبان زد ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اسی پر اتریں گے، واللہ اعلم۔ تفصیل کے لیے حضرت مفتی محمد رفیع صاحب عثمانی مدظلہ کا سفرنامہ مطبوعہ بنام "انبیا کی سرزمین میں چند روز" ملاحظہ ہو۔

حضرت عیسیٰؑ کا نزول صالح قوم پر ہوگا

جس جماعت پر آپ کا نزول ہوگا وہ اس زمانہ کے صالح ترین زن و مرد کی جماعت ہوگی (ایک روایت میں ان کی تعداد آٹھ سو مرد اور چار سو عورتیں بتلائی گئی ہے)

۔عن أبی هريرةؓ أنّ رسول اللهﷺ قال: ينزل عيسى ابن مريم على ثمان مائة رجلٍ و أربع مائة إمرأةٍ خيار منْ على الأرض يومئذٍ و كصلحاء من مضىٰ۔ [**كتاب التذكرة ٧٦٢ وكنز العمال رقم ٣٨٨٦٣**] حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عیسیٰ بن مریمؑ ایسے آٹھ سو مرد اور چار سو عورتوں کے بیچ نازل ہوں گے جو اس وقت روئے زمین کے بہترین لوگ ہوں گے، اور پچھلے دور کے صالحین کے ہم مرتبہ ہوں گے

حضرت مہدیؓ حضرت عیسیٰؑ کو امامت کے لیے بلائیں گے اور جائے نماز چھوڑ کر پیچھے ہٹنے لگیں گے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کی پشت پر ہاتھ رکھ کر فرمائیں گے کہ تم ہی نماز پڑھاؤ، کیوں کہ اس کی اقامت تمہارے لیے کہی جا چکی ہے غرض آپؑ امامت سے انکار فرما دیں گے اور کہیں گے "یہ اس امت کا اعزاز ہے کہ اس کے بعض لوگ بعض کے امیر ہیں"۔

عن أبی أُمامةؓ مرفوعًا۔۔۔فرجع ذلك الإمامُ ينكصُ يمشى القَهْقرىٰ ليتقدّمَ عيسىٰ يصلى بالناس، فيضعُ عيسىٰ يدهٗ بين كتفيه ثمّ يقول له: تقدَّمْ فصلِّ فإنّها لك أُقيمت۔ [**ابن ماجه رقم ٤٠٧٧**]

چنانچہ اس وقت کی نماز حضرت مہدیؓ ہی پڑھائیں گے، اور حضرت عیسیٰؑ بھی یہ نماز ان کی اقتدا میں ادا کریں گے۔

اس مقام پر یہ بھی یاد رہے کہ امامتِ صلوۃ کے بارے میں مذکورہ روایت کے برعکس حضرت ابو ہریرہؓ سے عیسیٰ علیہ السلام کی امامت کا تذکرہ بھی ملتا ہے۔ عن أبی هريرةؓ قال: سمعتُ رسول اللهﷺ يقول: ينزل عيسى ابن مريم فيؤمُّهم۔ [**سعاية ١٨٤/٢ عن ابن حبان**] اسی طرح فينزلُ عيسىٰ عليه السلام فأمَّهم۔ [**مسلم ٣٩٢/٢ رقم ٢٨٩٧**] یعنی عیسیٰ بن مریمؑ لوگوں کی امامت فرمائیں گے۔

روایتوں کے تعارض میں علامہ کشمیریؒ کی رائے

ان روایتوں کا تعارض دور کرتے ہوئے علامہ کشمیریؒ فرماتے ہیں: "پہلی نماز حضرت عیسیٰؑ حضرت مہدیؓ کے پیچھے پڑھیں گے۔ چونکہ اس کی اقامت ان ہی کے لیے کہی گئی تھی"۔ [**فيض البارى ٤٦/٤-٤٧**]

عارضۃ الاحوذی میں ہے: " قدْ رُوى أنَّهٗ يصلّى وراء إمام المسلمين خضوعًا لدين محمدٍﷺ و شريعته و اتباعًا و إسخانًا لأعيُنِ النصارى و إقامة الحُجَّة عليهم ". [٧٨/٩] کہ عیسیٰ علیہ السلام آپ ﷺ کے دین و شریعت

کے سامنے انکساری اور تابع داری کے لیے مسلمانوں کے امام کے پیچھے نماز ادا کریں گے؛ اور یہ بھی وجہ ہے کہ نصاریٰ خود اس بات کا مشاہدہ کرلیں اور ان پر حجت قائم ہوجائے۔

علامہ ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں: ”وفی صلاۃ عیسٰی خَلْفَ رجلٍ مِنْ هذه الأُمَّة مع كونه فى آخر الزمان و قُرب قيام الساعة دلالةٌ للصحيح مِنَ الأقوال، أنَّ الأرضَ لاتخلو عن قائمٍ لله بحُجَّةٍ“ **[فتح الباری ٦/٦١١]** کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے اس امت کے ایک شخص کے پیچھے نماز ادا کرنے میں اس بات کی صریح دلیل ہے کہ یہ سرزمین اللہ تعالیٰ کے احکام کے قائم کرنے والوں سے ہرگز خالی نہیں ہوگی؛ باوجودیکہ یہ واقعہ اس آخری دور کا ہے جو قیامت سے بالکل قریب ہے۔

لیکن اس پہلی نماز کے بعد پھر حضرت عیسٰی علیہ السلام خود امامت کرنے لگیں گے اور حضرت مہدیؓ ان کی اقتدا کریں گے۔

چنانچہ یہی مضمون حضرت کعبؓ کی روایت سے ثابت ہوتا ہے: عن كعبؓ مرفوعًا... قال: فينظرون فإذا بعيسى ابن مريم، قال: و تقام الصلوة فيرجع إمامُ المسلمين المهدي، فيقول عيسىٰ: تقدّمْ فلك أُقيمت الصلوة، فيُصلى بهم ذلك الرجلُ تلك الصلوةَ، قال: ثم يكون عيسىٰ إمامًا بعده۔ **[الفتن ٣٩٣ رقم ١٣٣٦]** یعنی لوگ دیکھ رہے ہوں گے کہ عیسٰی بن مریم علیہ السلام اتر رہے ہیں، عین اس وقت جماعت کھڑی ہو رہی ہوگی اور مسلمانوں کے امام حضرت مہدیؓ پیچھے ہٹنے لگیں گے تو عیسیٰؑ فرمائیں گے کہ آپ آگے بڑھ کر نماز پڑھایئے، آپ ہی کے لیے تکبیر کہی جا چکی، تو وہ شخص (یعنی حضرت مہدیؓ) وہ نماز پڑھائیں گے، اس کے بعد پھر حضرت عیسیٰؑ ہی امام رہیں گے۔

ملا علی قاریؒ اپنی کتاب شرح الفقه الأكبر **میں لکھتے ہیں:** ”الأصح أنَّ عيسٰىؑ يصلى بالناس، و يقتدى به المهدي“ [١٣٧] یعنی صحیح بات یہی ہے کہ (پہلی نماز کے بعد) حضرت عیسیٰؑ امام ہوں گے اور حضرت مہدیؓ ان کی اقتدا کریں گے۔

بہرحال فجر کی نماز کے بعد تفصیلی گفتگو اور مشورے ہوں گے۔ پھر دجال اور اس کے متبعین کے ساتھ جنگ کا سلسلہ شروع ہوگا۔

دجال کے احوال حضرت عیسیٰؑ کو دیکھنے کے وقت

دجال جب حضرت عیسٰی علیہ السلام کو دیکھے گا تو حیران ہو کر بھاگ کھڑا ہوگا۔ تقریباً ستّر ہزار یہودی اس کے ساتھ ہوں گے۔ دجال دمشق سے نکل کر اسرائیل (Israiel) کی طرف بھاگے گا۔ اُفیق کی گھاٹی سے گزرے گا اور شہر لُدّ پہنچے گا لیکن حضرت عیسٰی علیہ السلام اور حضرت مہدیؓ کی فوج اس کا تعاقب کر رہی ہوگی۔ دجال جب لُدّ میں گھسنا چاہے گا تو حضرت عیسٰی علیہ السلام اس کے قریب پہنچ جائیں گے۔ دجال کی حالت یہ ہوگی کہ اگر حضرت عیسٰی علیہ السلام کچھ نہ کریں تو بھی وہ نمک کی طرح گھل کر ختم ہوجاوے۔ لیکن حضرت عیسٰی علیہ السلام اپنے ہتھیار سے اس کو ختم کریں گے۔ دجال کے ہمنوا یہودیوں کا بھی قتل ہوگا۔

ساری دنیا میں اسلام قائم ہوگا

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدیؓ دجال کے بعد دنیا کے باقی ماندہ علاقوں کی فتح کی طرف متوجہ ہوں گے اور ساری دنیا میں اسلام کو قائم فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اسلام کو ہر اعتبار سے غالب فرمائیں گے۔ اور نبی کریم ﷺ کی وہ پیشین گوئی پوری ہوگی جس کی طرف مندرجہ ذیل حدیث میں اشارہ ہے: عن المقدادؓ أنّہٗ سمع رسول الله ﷺ يقول: لا يبقى على ظهر الأرض بيتُ مدر ولا وبرٍ إلّا أدخله اللهُ كلمةَ الإسلام بِعِزّ عزيزٍ و ذلِّ ذليلٍ، أمّا يعزّهم الله فيجعلهم من أهله أو يُذِلّهم فيدينون لها ، قلتُ: فيكونُ الدينُ كله لله ، **[أحمد ٣٣٦/٣٩ رقم ٢٣٨١٤]** حضرت مقدادؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے آپ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ روئے زمین پر کوئی پکا اور کچا مکان باقی نہ رہے گا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس میں اسلام کا کلمہ داخل کرے گا۔ کسی کو عزت دے کر کسی کو ذلت دے کر۔ بہر حال اللہ کو جنہیں عزت دینا ہوگا انہیں خود بہ خود مسلمان ہونے کی توفیق دے گا اور جنہیں ذلیل کرے گا وہ بھی بالآخر دین کو اختیار کرلیں گے۔ میں نے عرض کیا: تب دین سارا کا سارا اللہ کا ہی ہوجائے گا۔

خلاصہ یہ کہ حضرت مہدیؓ ظہور کے بعد سات سال تک عیسائیوں کے ساتھ مختلف جنگوں میں مشغول ہوں گے، اور آٹھواں سال دجال کے ساتھ مقابلہ آرائی میں، اور نواں سال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی معیت میں گذرے گا۔ اس وقت پورے عالم میں ایمان ہی ایمان کی بہار ہوگی۔ مادی فراوانی کی بھی کثرت ہوگی۔ قتل دجال کے بعد

حضرت مہدیؓ حضرت عیسیٰؑ کی معیت میں مختلف علاقوں کا دورہ فرمائیں گے۔ اور جن لوگوں کو دجال کی وجہ سے اذیتیں پہنچی تھیں ان کو اجر کی بشارت اور تسلی بھی دیں گے، اور داد و دہش کے ذریعہ ان کا دل بھر دیں گے۔

وفاتِ حضرت مہدیؓ اور عمر شریف

حضرت مہدیؓ کی وفات کے سلسلہ میں غالب بات تو یہی ہے کہ آپ کسی جنگ میں شہید نہیں ہوں گے البتہ آپؓ کے ظہور کے نویں سال یعنی (ایک قول کے مطابق) کل انچاس برس کی عمر میں آپؓ کی وفات ہوگی۔ لیکن یہ وفات کس شہر میں ہوگی اور آپ کہاں دفن ہوں گے اس کا تذکرہ نہیں ملتا۔ سنن أبو داؤد میں صرف اتنا ہے کہ: ”ثُمَّ يتوفّٰى و يُصلّى عليه المسلمون“. **[أبو داوٗد ٢ / ٥٨٩ رقم ٤٢٨٦]**. یعنی آپؓ کا انتقال ہوگا اور مسلمان آپ کی نماز جنازہ ادا کریں گے۔

اس روایت کے رجال کے بارے میں عون المعبود میں ہے کہ: ”ورجالُه رجال الصحيحين لا مطْعَنَ فيهم ولا مغْمَز“. **[٢٥٥/١١]**. یعنی اس روایت کے رجال صحیحین ہی کے ہیں، ان میں جرح و طعن کی کوئی گنجائش نہیں۔

چنانچہ علامہ انور شاہ کشمیریؒ العرف الشذی میں فرماتے ہیں: ويُبعَث المهدي لِإصلاح المسلمين؛ فبعدَ نزول عيسٰى عليه السلام يرتحل المهدى من الدنيا إلى العقبىٰ۔ (**العرف الشذى على هامش الترمذى ٤٧/٢ حسب النسخة الهندية**) یعنی حضرت مہدیؓ مسلمانوں کی اصلاح کی غرض سے مبعوث ہوں

گے، چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد آپؓ دنیا سے عقبیٰ کی طرف رحلت کر جائیں گے۔

اور ظاہر یہی ہے کہ آپؓ کے جنازے کی نماز حضرت عیسیٰ علیہ السلام پڑھائیں گے۔

یہ بات تو مسلّم ہے کہ ظہور کے بعد حضرت مہدیؓ دنیا میں تقریباً نو سال رہیں گے، البتہ ظہور کے وقت آپ کی عمر چالیس سال کی ہوگی۔ یہ بات مختلف کتابوں میں لکھی تو ہے لیکن ہمیں کوئی صحیح روایت میں نہیں مل سکی، البتہ بعض ضعیف روایات میں تعیین ملتی ہے۔

أخرج أبو نُعيم، عن أبی اُمامةؓ مرفوعًا--- فقال له رجلٌ: يا رسول الله ﷺ مَن إمامُ الناس يومئذٍ؟ قال ﷺ: المهدي مِن ولدی ابنُ أربعين سنةً الخ۔ (**الحاوی ۲/٦٦**) حضرت ابو نعیمؒ سے مرفوعاً منقول ہے کہ آپ ﷺ سے ایک شخص نے (اخیر زمانہ کے متعلق) دریافت کیا کہ اس وقت لوگوں کا امام کون ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری اولاد میں سے مہدی نامی شخص ہوگا جو (اس وقت) چالیس سال کا ہوگا۔

مختصر حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام

حضرت مہدیؓ کے وصال کے بعد حکومت کا مکمل انتظام حضرت عیسیٰؑ سنبھالیں گے۔ حضرت عیسیٰؑ چالیس برس دنیا میں قیام فرمائیں گے، آپ شادی بھی

فرمائیں گے اور اولاد بھی ہوگی۔ آپ ہی کے زمانہ میں یاجوج اور ماجوج کا واقعہ بھی پیش آئے گا۔ بالآخر **مُقعَد** نامی ایک شخص کو اپنا جانشین بنا کر دنیا سے تشریف لے جائیں گے یعنی دنیا میں آنے کے بعد اب آپ کی وفات ہوگی۔ روضۂ اقدس میں آپ ﷺ کے قریب تدفین عمل میں آئے گی۔ پھر قیامت کی آخری علامتوں کا ظہور ہوگا۔

قال كعب الأحبار: إن عيسىٰ عليه السلام يمكثُ فی الأرض أربعين سنةً، وقال: وإنّ عيسىٰ عليه السلام يتزوج بامرأة من آل فُلانٍ، ويرزَق منها ولدين فيسمّی أحدَهما محمدًا والآخر موسىٰ، ويكون الناس معه علی خيرٍ وفی خير زمانٍ، وذلك أربعين سنةً، ثم يقبض الله روح عيسىٰ ويذوق الموتَ ويُدفن إلی جانب النبی ﷺ فی الحجرة، ويموت خيار الأمّة ويبقی شرارُها فی قلّةٍ من المؤمنين۔ (**التذكرة للقرطبی ۷٦۳**)

ترجمہ: حضرت کعبؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں چالیس سال رہیں گے، وہ کسی قبیلہ کی عورت سے نکاح کریں گے، اس عورت سے ان کے دو بیٹے بھی ہوں گے جن کا نام محمد اور موسیٰ ہوگا، آپؑ کے ہمراہ لوگ بھلائی میں اور بھلے زمانہ میں رہیں گے، یہ چالیس سالہ مدت ہوگی، پھر اللہ تعالیٰ عیسیٰؑ کی روح قبض فرمالیں گے، اس طرح عیسیٰؑ کو بھی موت آجائے گی، اور وہ حجرۂ مبارک میں نبی کریم ﷺ کے پہلو میں مدفون ہوں گے، امت کے صالحین بھی اس دنیا سے رخصت ہو جائیں گے اور بدکردار لوگ باقی رہ جائیں گے۔

اسی سلسلہ میں توریت کی ایک آیت حضرت عبداللہ بن سلامؓ سے منقول

ہے:عن یوسفَ بن عبدالله بن سلام عن أبیه قال: نجدُ فی التوراة أنّ عیسی ابن مریم یُدفن مع محمدﷺ۔ (**الفتن ۳۹۵ رقم ۱۳۳۸**)

کہ ہم نے توریت میں لکھا دیکھا کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے پہلو میں مدفون ہوں گے۔

حضرت عیسیٰؑ کا چالیس سالہ دنیوی قیام احادیث کی روشنی میں

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دنیا میں چالیس سال تک زندہ رہنے کے متعلق مسند احمد اور مصنف عبدالرزاق میں بھی روایات وارد ہیں، عن عائشةؓ قالت: قال رسول الله ﷺ: یخرج الدجالُ وینزل عیسیٰ فیقتله ثمّ یمکُثُ عیسیٰ فی الأرض أربعین عامًا إمامًا عادلًا و حکمًا قِسْطًا۔

[**أحمد رقم ۲۴۴۶۷ وابن أبی شیبة ۱۳۴/۱۵ رقم ۱۹۳۲۰**]

دجال کے ظاہر ہونے کے بعد عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے، وہ دجال کو قتل کریں گے پھر روئے زمین پر چالیس سال تک عادل امام اور منصف حَکم بن کر رہیں گے۔

عن أبی هریرةؓ قال: قال رسول اللهﷺ: ینزل عیسی ابن مریم ویقتل الدجال ویمکث أربعین عامًا یعمل فیهم بکتاب الله تعالی وسُنتی ویموت ویستخلفون بأمر عیسیٰ رجلًا مِن بنی تمیم یقال له المقعد، لم یأت علی الناس ثلثُ سنین حتی یُرفع القران من صدور الرجال

ومصاحفهم۔ [**الحاوی ۸۲/۲**]

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عیسیٰ بن مریم آسمان سے اتر کر دجال کو قتل کریں گے، اور چالیس سال تک لوگوں میں کتاب وسنت کو نافذ کریں گے، اس کے بعد ان کی وفات ہوگی۔ لوگ بنی تمیم کے مقعد نامی ایک شخص کو ان کا قائم مقام بنا دیں گے، تین سال کے قلیل عرصہ میں ہی لوگوں کے سینوں اور مصاحف سے قرآن کریم اٹھالیا جائے گا۔

نوٹ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام، ان کی مکمل حیات، دنیا میں ان کا دوبارہ نزول، دجال کا قتل، اس کے لیے ہماری دوسری کتاب ’نزولِ عیسیٰ‘‘ کا مطالعہ کریں۔

بالآخر جب اللہ تعالیٰ کو قیامت قائم کرنی ہوگی تو ایک خوش گوار ہوا چلے گی جو تمام مومنین کی روحیں قبض کرلے گی، اور دنیا میں کوئی ایمان والا باقی نہ رہے گا۔ اور پھر پس ماندہ بدترین لوگوں پر قیامت واقع ہوگی، اور صور پھونک دیا جائے گا۔

عن عبد الله بن عمرو بن العاصؓ ---ثم یبعث اللهُ ریحًا کریح المسك مسُّها مسُّ الحریر، فلا تترك نفسًا فی قلبه مثقال حبّةٍ من الإیمان إلّا قبضته، ثم یبقی شرارُ الناس، علیهم تقوم الساعة۔ [**مسلم، رقم الحدیث ۱۹۲۴**]

یعنی اللہ تعالیٰ مشک جیسی خوشبودار ریشم جیسی نازک وملائم ہوا چلا کر تمام مسلمانوں کی روح قبض کرلیں گے، پھر بدترین لوگوں پر قیامت قائم ہوگی۔

حضرت مہدیؓ کے اہم ترین کارنامے

(۱) آپ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے جیسا کہ وہ پہلے ظلم وجور سے بھری تھی۔ گویا آپ کے عمل وحکومت میں ظلم نہیں ہوگا۔

(۲) آپ کا عدل وانصاف بلاتخصیص سب کے لیے عام ہوگا۔

(۳) آپ خلافت راشدہ کے نورانی طرز کی مثالی حکومت قائم فرمائیں گے۔

(۴) آپ کے دور میں تمام روئے زمین پر اسلام کو غلبہ ہوگا اور اسلام کو استقرار ہوگا۔

(۵) آپ امت کے قلوب کا تزکیہ فرمائیں گے۔

(۶) تعلیم کو عام کریں گے۔

(۷) لوگوں کو شرک وبدعات سے پاک کریں گے۔

حضرت گنگوہیؒ فرماتے ہیں: ”فيزكّيهم (أى المهديُ) و يُعلّمهم و يطهّرهم عن دَنَس البدعات و يكملهم“. [**الكوكب الدرى ۵۷/۲**] کہ حضرت مہدیؓ لوگوں کا تزکیہ فرمائیں گے، انہیں علم سے بہرہ ور کریں گے، انہیں بدعات کی گندگی سے پاک کریں گے اور انہیں کامل ومکمل کریں گے۔

(۸) آپ کے ظہور کے ساتویں سال دجال کا خروج ہوگا اور آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی معیت میں اس سے قتال کریں گے۔

(۹) آپ کے زمانے میں مال کھلیان میں پڑے اناج کے ڈھیر کی طرح

(بکثرت) ہوگا۔

”والمالُ كُداسٌ“ [**الفتن ۲۵۳ رقم ۹۹۲**]

(۱۰) آپ کے زمانے میں مویشی کی کثرت ہوگی (یہ چاروں چیزیں باری تعالیٰ کی آپ کے زمانے والوں پر خصوصی عنایت ہوگی)۔

(۱۱) آپ کے زمانے میں آسمان موسلا دھار بارش برسائے گا۔

(۱۲) آپ کے زمانے میں زمین سے بہت ہی پیداوار ہوگی۔

عن أبى سعيد الخدريؓ قال: قال رسول الله ﷺ: ”يخرج فى آخر أُمّتى المهديُّ، يَسْقيه الله الغيثَ، و تُخرِج الأرضُ نباتَها، و يُعْطى المال صَحاحًا، وتكثرُ الماشيةُ، وتعظُمُ الأُمةُ۔ ويعيشُ سبعًا أو ثمانيًا يعنى حِجَجًا“. (**مستدرك للحاكم ۶۰۱/۴ رقم ۸۶۷۳**)

ترجمہ: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کے اخیر زمانہ میں مہدی رونما ہوں گے، اللہ انہیں سیراب فرمائے گا، زمین نباتات اُگائے گی، وہ برابر مال تقسیم کریں گے، مویشیوں کی کثرت ہوگی، اور امت (اس وقت) عزت کے مقام پر ہوگی۔ وہ سات یا آٹھ سال رہیں گے۔

(۱۳) اس قدر خوش حالی ہوگی کہ زندوں کو تمنا ہوگی کہ کاش پہلے کے لوگ جو تنگ حالی میں مر گئے وہ بھی زندہ ہوتے، اور اس خوش حالی کے منظر کو دیکھتے۔

حدیث شریف میں وارد ہے: ”لا تدَعُ السماء من قطرها شيئاً إلّا صبّته مِدراراً، ولا تدَعُ الأرض من ماء ها شيئاً إلا أخرجته، حتى تتمنّى الأحياءُ

الأموات“ **[مصنف عبد الرزاق ۱۱/۳۷۲ رقم ۲۰۷۷۰]**

یعنی آسمان اپنا ایک ایک قطرہ پانی برسا دے گا، اور زمین اپنا سارا پانی اُگل دے گی، یہاں تک کہ (آسودگی کے سبب) زندہ لوگ مُردوں کی (زندگی کی) آرزو کریں گے۔

(۱۴) آپ لوگوں کے قلوب کو (اپنی سخاوت کے ذریعہ) غنیٰ سے بھر دیں گے۔ ”و یملأ قلوب أُمّة محمدٍ غِنًی“ **[منتخب کنز العمال ۶/۲۹]**

(۱۵) آپ بے حساب مال تقسیم فرمائیں گے۔

(۱۶) کعبہ کے دروازے کے آگے ایک خزانہ جس کو ”رتاج الکعبة“ کہتے ہیں اسے نکال کر مسلمانوں میں تقسیم فرماویں گے۔

رتاج الکعبة کیا ہے؟

رتاج الکعبة کے سلسلہ میں ایک روایت منتخب کنز العمال میں موجود ہے، جس روایت کے بارے میں مفتی نظام الدین شامزئی صاحبؒ نقل فرماتے ہیں کہ وہ صحیح ہے۔ **[عقیدۂ ظہور مہدی ۷۰]**

حدثَنا ابن وهبٍ، عن إسحٰقَ بن يحيٰى بن طلحةَ التميمى، عن طاؤس قال: ودَّع عمر بن الخطابؓ البيتَ ثُمّ قال: واللهِ ما أرانى أَدَعُ خزائنَ البيت وما فيه من السِّلاحِ والمال أمْ أُقْسمه فى سبيل الله ؟ فقال له علىٌّ بن أبى طالبٍؓ: امض يا أمير المؤمنين! فلست بصاحبه، إنما صاحبه مِنّا شابٌّ من قريشٍ يقسّمه فى سبيل الله فى آخر الزمان ۰ **[الفِتَن لنُعَيم بن حماد ۲۸۴، رقم الحديث:۱۰۶۲]**

طاؤسؒ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ عمر بن الخطابؓ نے بیت اللہ کو الوداع کیا پھر کہا کہ بخدا مجھے نہیں معلوم کہ میں بیت اللہ کے خزانہ، اس کے ہتھیار اور مال کو یوں ہی چھوڑ دوں یا اللہ کے راستہ میں تقسیم کردوں؟ تو ان سے حضرت علیؓ نے عرض کیا کہ: اے امیر المومنین! آپ اس کے ذمہ دار نہیں، اس کے ذمہ دار تو ہم میں سے ایک قریشی نوجوان ہوں گے؛ جو آخری زمانے میں وہ مال اللہ کی راہ میں تقسیم فرمائیں گے۔

(۱۷) آپ بغیر گنے ہوئے دونوں ہاتھ بھر بھر کر لوگوں کو مال دیں گے۔

(۱۸) امت مسلمہ کو عظمت کا عالی مقام حاصل ہوگا۔

(۱۹) آپ کے زمانے کی خوش حالی اور آپ کی مثالی سخاوت کو ایک روایت میں اس طریقہ سے بیان کیا گیا ہے:

عن أبى هريرةؓ، قال رسول الله ﷺ: ” أبْشروا بالمهدي رجلٌ مِنْ قريش مِنْ عِتْرتى، يخرُجُ فى اختلافٍ من الناس و زلزالٍ فيملأ الأرضَ قسطًا و عدلًا كما مُلِئتْ ظلمًا و جُورًا و يرْضى ساكن السماء وساكنُ الأرض ويقسم المال صَحاحًا بالسّوِيَّة و يملأ قلوب أُمّة محمدٍ غِنًى و يسعهم عدلُه حتى أنّهٗ يأمُر منادِيًا يُنادى مَنْ لهٗ حاجة إلىّ، فما يأتيه أحدٌ إلّا رجلٌ واحدٌ، يأتيه فيسْئله فيقول: ائتِ السادنَ حتى يُعطيَك، فيأتيه فيقول: أناْ رسول المهدي إليك لِتُعطينى مالًا، فيقول: اُحثُ، فيُحثى ولا يستطيع أنْ يحمِلَهٗ، فيُلقى حتى يكونَ قدْرَ ما يستطيعُ أنْ يحمِلهٗ، فيخرج به فيندَمُ فيقول: أناْ كنتُ أجشعَ أُمّةِ محمد نفْسًا، كُلُّهم دُعىَ إلىٰ هذا المال فتركه

غیری، فیرد علیہ، فیقول:إنّا لا نَقْبل شیئًا أعطیناہ،فیَلْبَثُ فی ذلك سِتًّا أو سبعًا أو ثمانیًا أو تسعَ سنین، ولا خیر فی الحیوۃ بعدہ“۔ **[منتخب کنز العمال ٦/٢٩]**

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ”تم خوش ہو جاؤ مہدی (کی بشارت) سے جو کہ میرے خاندان سے ہوگا، جس کا ظہور لوگوں کے اختلاف اور زلزلوں کے درمیان ہوگا، وہ زمین کو عدل و انصاف سے اسی طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و زیادتی سے بھری ہوئی تھی، آسمان و زمین کا ہر رہنے والا اس سے خوش ہو جائے گا، وہ انصاف سے مال کو ٹھیک ٹھیک تقسیم کرے گا، اور امت محمدیہ کے دلوں کو غنی کر دے گا، اور اس کا عدل ان تمام پر پھیل جائے گا، یہاں تک کہ وہ اپنے منادی کو حکم دیں گے کہ وہ آواز لگائے کہ کیا کسی کو مجھ سے کوئی ضرورت وابستہ ہے؟ تب ان کے پاس صرف ایک ہی آدمی آ کر کچھ مانگے گا، وہ کہیں گے کہ ”خزانچی کے پاس جا، وہ تجھے دے دے گا“۔ تو وہ شخص خزانچی کے پاس جائے گا اور کہے گا کہ مجھے مہدیؓ نے اس غرض سے بھیجا ہے کہ تم مجھے کچھ مال دے دو، خزانچی کہے گا کہ تم خود نکال لو، وہ شخص اٹھانے کی قوت سے زیادہ بھر لے گا، پھر اس کو کم کرتا رہے گا یہاں تک کہ وہ اس قدر ہو جائے گا کہ اس کو اٹھا سکے، پھر وہ مال لے جا کر شرمندہ ہو جائے گا اور کہے گا کہ میں امت محمدیہ کا انتہائی حریص شخص ہوں، کہ پوری امت کو اس مال کی طرف بلایا گیا اور میرے سوا سب نے چھوڑ دیا، تب وہ اس مال کو واپس کرنا چاہے گا، تو خزانچی کہے گا کہ ہم دی ہوئی چیزیں واپس نہیں لیتے۔ پھر مہدیؓ

چھ، سات، آٹھ یا نو سال رہیں گے، اور اس مدت کے بعد لوگوں کے لیے زندہ رہنے میں بھلائی نہ رہے گی۔

دورمہدی کا مثالی معاشرہ

حضرت مہدیؓ کے دور مسعود میں اللہ تعالیٰ کا امت محمدیہ پر بہت بڑا فضل یہ ہوگا کہ سب حضرت مہدیؓ کو بالاتفاق اپنا قائد و پیشوا تسلیم کر لیں گے اور کسی کو اختلاف نہ ہوگا، اور باہم اتحاد و الفت کی ایک عجیب مثال قائم ہوگی۔

عن دینار بن دینار قال: یظهر المهدي وقد تفرّق الفَیءُ، فیواسی بین الناس فی ما وصل إلیه لا یُوثِرُ أحدًا علی أحد، ویعمل بالحق حتی یموتَ ثم تصیر الدنیا بعده هرج۔ [الفتن ٢٥٤ رقم ٩٩٥] **یعنی حضرت مہدی** اس حال میں ظاہر ہوں گے کہ لوگوں کا شیرازہ بکھر چکا ہوگا، وہ لوگوں کی غم خواری کریں گے، کسی کو کسی پر برتری نہیں دیں گے، موت تک درست معاملہ فرماتے رہیں گے، پھر ساری دنیا فتنہ و فساد سے بھر جائے گی۔

کچھ اہم واقعات

احادیث شریفہ میں بعض بہت ہی اہم واقعات کا تذکرہ ہے، یہ واقعات قیامت کے قریب آخری دور میں پیش آئیں گے، مگر ان احادیث میں صراحت نہیں ہے کہ یہ واقعات کب پیش آئیں گے؛ البتہ واقعات پر غور کرنے نیز حضرات محدثینؒ نے جس انداز سے اس کو ذکر کیا ہے، ساتھ ہی حضرت مہدیؓ کے متعلق اسلاف کرام

ؒ سے جو مضامین منقول ہیں ان کا مطالعہ کرنے سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ یہ سارے واقعات حضرت مہدیؓ سے قریب تر زمانہ میں پیش آئیں گے۔ وہ واقعات حسب ذیل ہیں:

(۱) عراق (Iraq)، مصر (Egypt) اور شام (Greater Syria) پر رومیوں اور عجمیوں کی طرف سے ناکہ بندی (Restrictions)۔

عن أبى نضرة قال: كنا عند جابر بن عبدالله فقال: يوشك أهل العراق أن لا يجيءَ إليهم قفيزٌ ولا درهمٌ، قلنا من أين ذاك قال مِن قِبَل العجم، يمنعون ذاك ۰ ثم قال يوشك أهل الشام أن لا يجيء إليهم دينار ولا مدىً، قلنا من أين ذاك قال مِن قِبَل الروم، ثم سكت هنيَّةً، ثم قال: قال رسول الله ﷺ: يكون فى آخر أُمّتى خليفةٌ يُحثى المالَ حثياً ولا يعدّهٗ عدًّا، قال قلتُ لأبى نضرة و أبى العلاء: أترَيانِ أنه عمر بن عبدالعزيز فقالا: لا" ۰ [**مسلم ۳۹۵/۲ رقم ۲۹۱۳**]

ابونضرہؒ فرماتے ہیں کہ: ہم جابر بن عبداللہؓ کے پاس تھے، انہوں نے کہا کہ: عنقریب اہل عراق کی یہ حالت ہوجائے گی کہ ان کے پاس ایک قفیز غلہ اور ایک درہم بھی نہ آسکے گا، ہم نے کہا کہ: یہ پابندی کہاں سے عائد ہوگی؟ انہوں نے فرمایا: عجمیوں کی طرف سے، کچھ دیر بعد فرمایا کہ: عنقریب اہل شام کی یہ حالت ہوجائے گی کہ ان کے پاس ایک دینار اور ایک مُد بھی نہ پہنچ سکے گا، ہم نے کہا کہ: یہ پابندی کہاں سے عائد ہوگی؟ انہوں نے فرمایا: رومیوں کی طرف سے، پھر کچھ دیر خاموش رہے پھر آپؓ

نے کہا کہ: حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ: میری امت کے آخری دور میں ایک خلیفہ ہوگا جو لپ بھر بھر کر مال تقسیم کرے گا اور شمار نہیں کرے گا۔ راوی فرماتے ہیں کہ: میں نے ابونضرہ اور ابوالعلاء سے دریافت کیا کہ: کیا آپ کے خیال میں وہ عمر بن عبدالعزیز ہیں؟ تو انہوں نے کہا: نہیں۔

علامہ تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم نے اپنے تکملہ میں قرطبی کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ علماء کی ایک جماعت کا رجحان یہی ہے کہ اس کے مصداق حضرت مہدیؓ ہیں:

وذهب جمعٌ من العلماء إلى أن المراد منه خليفة الله المهدى الذى يخرج فى آخر الزمان۔ [**تکمله فتح الملهم ۳۲۹/۶**]

(۲) شام پر عیسائیوں (Christians) کی یلغار۔

بعض کتابوں سے پتہ چلتا ہے کہ شام پر جو عیسائیوں کی حکومت ہوگی وہ خیبر (Khaybar) تک پھیلی ہوئی ہوگی۔

(۳) عربوں کی اس زمانے میں قلت ہوگی، وہ بیت المقدس (یروشلم) کے قریب جمع ہوں گے:

يا رسول الله ﷺ: فأين العرب يومئذٍ؟ قال: هم يومئذٍ قليلٌ ببيت المقدس ۰ [**ابن ماجه ۳۰۸ رقم ٤۰۷۷**] یعنی کسی نے آپ ﷺ سے دریافت کیا کہ: یارسول اللہ اس وقت عرب کہاں ہوں گے؟ تو آپ ﷺ نے جواب دیا کہ: وہ قلیل تعداد میں بیت المقدس کے پاس جمع ہوں گے۔

(۴) مدینہ منورہ کو بے رغبتی سے چھوڑنا:

لوگ مدینہ منورہ کو بے رغبتی سے چھوڑیں گے؛ سن لیا کہ فلاں جگہ پر باغ اور زراعت کی فراوانی اور ارزانی ہے تو لوگ مدینہ چھوڑ کر وہاں چلے جائیں گے۔ حالانکہ مدینہ ان کے لیے بہتر ہوگا۔ لیکن جو لوگ مدینہ کو چھوڑ کر جائیں گے اللہ تعالیٰ ان سے بہتر لوگوں کو وہاں آباد فرمادیں گے۔

عن جابر بن عبداللہؓ مرفوعًا، لا يخرج رجلٌ من المدينة رغبةً عنها إلّا أبدلَها اللهُ خيرًا منه، وليسْمعَنَّ ناسٌ برخصٍ من أسعارٍ و ريفٍ فيتبعونه، والمدينة خيرٌ لهم لو كانوا يعلمون۔ **[مستدرک للحاکم ۵۰۱/۴ رقم ۸۴۰]**

یعنی جو لوگ مدینہ کو بے رغبتی سے چھوڑ کر جائیں گے اللہ تعالیٰ ان سے بہتر لوگوں کو وہاں آباد فرماویں گے، لوگ جس جگہ قیمتوں میں کمی اور کھانے پینے کی فراوانی کے بارے میں سن لیں گے تو اس جگہ کے لیے چل پڑیں گے حالانکہ مدینہ منورہ ان کے لیے بہتر ہے، کاش کہ انہیں معلوم ہوتا۔

(۵) سونے کے پہاڑ کا ظہور۔

امام مسلمؒ نے حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت نقل کی ہے کہ: عن أُبی بن كعبٍؓ قال: اِنّی سمعتُ رسولَ الله ﷺ يقول: " يوشكُ الفُراتُ أنْ يحسرَ عن جبلٍ مِنْ ذهبٍ، فاِذا سمع به الناسُ ساروا اليه، فيقولُ مَنْ عنده: لَئِنْ تركنا الناسَ يأخذون منه ليذهَبنّ به كله۔ قال: فيقتتلون عليه فيُقتل من كُلّ مائةٍ تسعةٌ و تسعون"۔ **[مسلم ۳۹۱/۲ رقم ۲۸۹۵]** ترجمہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ”عنقریب دریائے فرات سے ایک سونے کا پہاڑ ظاہر ہوگا جب لوگ اس کے بارے میں سنیں گے تو اس کو حاصل کرنے کے لیے نکل پڑیں گے، یہ دیکھ کر اس علاقے کے باشندے کہیں گے کہ اگر ہم نے یوں ہی چھوڑ دیا تو یہ لوگ سارا سونا لے جائیں گے؛ (اس علاقے کے لوگوں کے منع کرنے پر ان کے درمیان) ایسی بھاری جنگ ہوگی کہ ان (جنگ کرنے والوں) میں سے ننانوے فیصد قتل ہوجائیں گے“۔

اسی کے قریب قریب ابن ماجہ میں حضرت ثوبانؓ سے ایک روایت ہے: عن ثوبانؓ قال: قال رسول الله ﷺ: "يقتتل عند كنزكم ثلاثةٌ، كلّهم ابن خليفةٍ؛ ثُمّ لا يصير إلى واحدٍ منهم، ثُمّ تطلُع الرايات السُود مِنْ قِبَل المشرق۔ فيقتلونكم قتلًا لمْ يقتُلْه قوم، ثُمَّ ذكرَ شيئًا لا أحفظه . فقال: فإذا رأيتموه فبايعوه ولو حبوًا على الثلجِ فإنّه خليفةُ الله المهدي" **[ابن ماجه باب خروج المهدی ص۳۱۰]** ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ”تمہارے خزانے کے پاس تین شخص جنگ کریں گے اور ان تینوں میں سے ہر ایک خلیفہ کا لڑکا ہوگا، لیکن یہ خزانہ ان میں سے کسی کو بھی نہ مل سکے گا۔ پھر مشرق کی جانب سے سیاہ جھنڈے نمودار ہوں گے، اور یہ تمہارے ساتھ ایسی خطرناک جنگ کریں گے کہ اس سے پہلے کوئی قوم تم سے اس شدت سے نہیں لڑی ہوگی“۔ حضرت ثوبانؓ فرماتے ہیں کہ: پھر آپ ﷺ نے کوئی بات کہی جو مجھے یاد نہ رہی پھر فرمایا: ”جب تم ان کو دیکھو تو فوراً بیعت کر لینا، چاہے برف پر گھسٹ کر آنا پڑے کیونکہ وہ یقیناً اللہ کے خلیفہ مہدی

ہوں گے''۔

فتح الباری میں حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے فرمایا کہ: ''اگر مذکورہ حدیث میں خزانے سے وہ خزانہ مراد ہے جو سونے کے پہاڑ والی روایت میں ہے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ واقعات ظہور مہدیؓ کے وقت رونما ہوں گے''۔ [**فتح الباری ج۱۳ /ص ۸۱**]۔

(۶) مسلمان اور نصاری کا اتحاد۔

سنن ابوداود شریف کی ایک حدیث کا مضمون یہ بھی ہے کہ: عن الهُدْنةؓ قال: سمعتُ رسول الله ﷺ يقول: "ستُصالحون الرومَ صلْحًا آمِنًا، فتغزون أنْتم و هُمْ عدُوًّا مِنْ ورائكم، فتنصرون و تغنمون و تسلمون ثُمّ ترجعون حتى تنزلوا بِمَرْجٍ ذی تلولٍ، فيرفعُ رجلٌ مِنْ أهل النصرانيّة الصليبَ فيقول: غلب الصليبُ۔ فيغضَب رجلٌ من المسلمين، فيدُقّهٗ۔ فعند ذلك تَغْدرُ الرومُ و تجْمعُ للملحمة"۔ [**أبوداود ۲/ ۵۹۰ رقم ۴۲۹۲**]

یعنی مسلمان رومیوں سے پختہ صلح کریں گے۔ اور دونوں مل کر اپنے دشمن سے جنگ کریں گے، کامیابی اور مال غنیمت بھی حاصل ہوگا۔ مسلمانوں اور رومیوں کا مشترکہ لشکر ٹیلے اور سبزہ والی زمین پر پڑاؤ ڈالے گا، ایک نصرانی صلیب (Cross) اٹھا کر کہے گا کہ صلیب کا بول بالا ہوا، پس اس بات پر ایک مسلمان غضب ناک ہوگا اور صلیب کو توڑ ڈالے گا، پس اس وقت رومی غداری کریں گے اور بڑی جنگ کے لیے جمع ہو جائیں گے، یہ روایت اجمالاً صحیح مسلم میں بھی موجود ہے۔

(۷) ایام حج میں خوں ریز جنگ۔

ایک روایت سے پتہ چلتا ہے کہ ارض مقدس (منٰی) پر ایام حج میں خوں ریز جنگ ہوگی، یہاں تک کہ جمرۂ عقبہ خون آلود ہو جائے گا۔

عن عمرو بن شعيب، عن أبيه، عن جده قال: قال رسول الله ﷺ: فی ذی القعدة تحازب القبائل، وعامئذٍ ينهب الحاجّ فتكون ملحمةٌ بمنى، فيكثر فيه القتلىٰ، وتسفك فيها الدماء حتى تسيلَ دماؤهم على عقبة الجمرة۔ الخ[**الفتن۲۶۷ رقم: ۹۹۴**]

ذی قعدہ کے مہینہ میں قبائل کی گروہ بندی ہو جائے گی، اسی سال حجاج میں لوٹ مار کی وارداتیں ہوں گی، منی میں ایسی زبردست جنگ چھڑ جائے گی کہ مرنے والوں کی تعداد بے شمار ہوگی، خون اتنی کثرت سے بہے گا کہ جمرۂ عقبہ تک پہنچ جائے گا۔

خروج مہدیؓ کی چند عام اور مشہور علامات اور انکی تحقیق

حضرت مہدیؓ کے سلسلہ میں مستند و غیر مستند دونوں قسم کی علامات کتابوں میں ملتی ہیں، ان میں سے چند علامات تو اس قدر عام فہم ہیں کہ ایک ادنی انسان بھی علامت پا کر حضرت مہدیؓ کی تعیین کر سکتا ہے۔ ہم یہاں صرف دو علامتوں کو ذکر کر رہے ہیں۔

(۱) سورج کے ساتھ کسی نشانی کا طلوع

أخبرَنا عبد الرزّاقِ، عن معمرٍ، عن ابن طاؤس، عن علی بن عبد الله بن عبّاسٍ قال: لا يخرجُ المهديُّ حتى تطلُعَ مع الشمسِ آيةٌ۔ [**مصنف عبد**

الرزاق ۳۷۳/۱۱ رقم ۲۰۷۷۵] ترجمہ: مہدی اس وقت تک ظاہر نہیں ہوں گے جب تک سورج کے ساتھ کوئی نشانی طلوع نہ ہوجائے۔

اس روایت کو حضرت مفتی نظام الدین شامزئیؒ نے قابل اعتبار بتلایا ہے۔

[عقیدۂ ظہور مہدی ۵۳]

الفتن لنُعیم بن حماد میں بھی ایسی ہی ایک روایت ملتی ہے جو سند کے اعتبار سے حسن ہے: حدّثنا ابن المبارك و ابن ثور وعبد الرزاق، عن مَعْمرٍ، عنْ طاؤس، عن علیّ بن عبدالله بن عباسؓ قال: لا يخرجُ المهدي حتى تطلُعَ الشمسُ آيةً۰ **[۲۶۰/ رقم الحديث۹۵۹]** ترجمہ: مہدیؓ اس وقت تک رونما نہیں ہوں گے جب تک آفتاب بطورِ نشانی طلوع نہ ہوجائے۔

(۲) خراسان اور سیاہ جھنڈے

حضرت مہدیؓ کے ظہور کے وقت کے واقعات میں خراسان سے سیاہ جھنڈوں کے نمودار ہونے کے متعلق بھی بہت سی روایتیں وارد ہوئی ہیں۔ ان میں سے صرف چند روایتوں کو ان کی مختصر اصولی کلام کے ساتھ یہاں نقل کردیتے ہیں۔

(۱) عن عليؓ بن أبی طالب : قال: إذا خرج خيلُ السفياني إلى الكوفة بَعَثَ فی طلبِ أهلِ خُراسان، ويخرج أهلُ خراسان فی طلب المهديؓ، فيلتقی هو و الهاشمی براياتٍ سُوْدٍ، على مُقَدّمته شُعيب بن صالح۔ فيلتقی هو و أصحاب السفياني ببابِ أصطخر، فتكون بينهم مَلْحَمةٌ عظيمة، فتظْهر الراياتُ السُود و تهرُب خيل السفياني، فعند ذلك

يتمنّى الناسُ المهدي و يطلُبونه۰ **[منتخب كنز العمال على هامش مسند أحمد ۳۳/۶ و الفتن لنُعيم ۲۱۸ رقم ۸۶۸]**

ترجمہ: حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ جب سفیانی کا لشکر نکل کر کوفہ آئے گا تب وہ اہلِ خراسان کی طلب میں لشکر بھیجے گا۔ اور اہلِ خراسان مہدیؓ کی طرف جائیں گے , تو وہ کالے جھنڈوں کے ساتھ ملیں گے۔ اس لشکر کے آگے والے حصہ میں شعیب بن صالح ہوگا, تب وہاں پر ہاشمی اور سفیانی کے لشکروں میں جنگ ہوگی, ہاشمی کا لشکر غالب آجائے گا اور سفیانی کا لشکر بھاگ جائے گا۔ اس وقت لوگ مہدیؓ کی تمنا کریں گے اور ان کو تلاش کریں گے۔

یہ روایت گرچہ موقوف ہے تاہم حکم کے اعتبار سے مرفوع ہی ہے؛ چونکہ یہی الفاظ بہت سی مرفوع روایات میں بھی وارد ہیں اور نیز محدثین و اصولیین کے ہاں یہ قاعدہ بھی مشہور ہے کہ صحابی کا وہ قول جو قیاس سے بالا ہو، وہ خبرِ مرفوع کے حکم میں ہے۔

(۲) عن أُمّ سلمةؓ إذا رأيتم الرايات السُود قدْ جاءت مِنْ قِبَلِ خُراسان فأْتوها، فإنَّ فيها خليفةَالله المهدي۰ **[منتخب كنز العمال ۲۹/۶]**

ترجمہ: جب تم خراسان کی طرف سے کالے جھنڈوں کو نمودار ہوتا دیکھ لو تو اس کی طرف چلے جاؤ، اس لیے کہ اس میں اللہ کے خلیفہ مہدیؓ ہوں گے۔

یہ روایت بھی قابلِ اعتبار ہے۔ **[عقیدۂ ظہور مہدی ۶۵]**

(۳) حدَّثَنا محمد بن يحيٰى و أحمد بن يوسف، قالا حدثنا عبد الرزاق، عن سفيان الثورى، عن خالد الحذاء، عن أبى قلابة، عن أبى أسماء

الرحبی، عن ثوبان قال: قال رسول اللهﷺ: ”يقتتلُ عند كَنزكم ثلاثةٌ، كلهم ابنُ خليفة۔ ثمّ لا يصير إلى واحدٍ منهم، ثمّ تطلع الراياتُ السود مِنْ قِبَل المشرق۔ فيقتلونكم قتلًا لَمْ يقتله قومٌ۔ ثمّ ذَكَرَ شيئًا لا أحفَظه، فقال: فإذا رأيتموه فبايعوه ولو حبْوًا على الثلج، فإنه خليفة الله المهدي“۔ **[سنن ابن ماجه ٣١٠]**

ترجمہ: حضرت ثوبانؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے خزانہ کے پاس تین شخص لڑیں گے، ان میں سے ہر ایک خلیفہ کا لڑکا (شہزادہ) ہوگا۔ لیکن وہ خزانہ ان تینوں میں سے کسی کا بھی نہیں ہوگا۔ پھر مشرق کی طرف سے سیاہ جھنڈے ظاہر ہوں گے۔ وہ تم سے ایسی لڑائی لڑیں گے کہ اس سے پہلے کسی قوم نے تم سے ایسی لڑائی نہیں لڑی ہوگی۔ پھر آپ ﷺ نے کچھ کہا جو مجھ (راوی) کو یاد نہ رہ سکا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم اسے دیکھو تو اس سے بیعت ہو جاؤ اگرچہ تمہیں برف پر گھسٹ کر ہی اُن کے پاس کیوں نہ آنا پڑے، اس لیے کہ وہ اللہ کے خلیفہ مہدیؓ ہیں۔

یہ روایت بھی قابل حجت ہے اگرچہ سنن ابن ماجہ کی ہے، کیونکہ یہ روایت ابن ماجہ کی ضعاف اور موضوعات میں سے نہیں۔ نیز سنن ابی داود کے کتاب المہدی میں اور مستدرک للحاکم میں اس کی متابع روایات بھی ہیں، اور دوسرے صحابہؓ کی مرویات سے بھی اس روایت کی تائید ہوتی ہے۔ مفصل کلام کے لیے ڈاکٹر نظام الدین شامزئیؒ کی **[عقیدۂ ظہورِ مہدی ص٣٧-٣٨]** ملاحظہ فرمائیں۔

علامہ سندھیؒ فرماتے ہیں: کہ اس روایت کو ابوالحسن بن سفیانؒ نے اپنی مُسند میں، اور ابو نُعیم نے کتاب المہدی میں ابراہیم بن سُوید شامیؒ کے طریق سے ذکر کیا ہے۔ اور سند کے اعتبار سے یہ روایت صحیح بھی ہے، نیز اس کے تمام رجال بھی ثقہ ہیں۔ **[ترجمان السنة ٣٩٠/٤]**

(٤) عن ثوبانؓ قال: قال رسول اللهﷺ إذا رأيتم الرايات السُودَ قدْ جاءت مِنْ قِبَل خراسان فأتوها، فإنَّ فيها خليفة الله المهدي **[رواه احمد ١٧٧/٥ رقم ٢٢٧٤٦]**

ترجمہ: حضرت ثوبانؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب تم خراسان کی جانب سے سیاہ جھنڈے نمودار ہوتے دیکھو تو تم ان کے پاس چلے جانا کیوں کہ ان میں اللہ تعالیٰ کے خلیفہ مہدیؓ ہوں گے۔

اس سلسلہ میں ابوداود شریف کی ایک روایت ہے، جس میں خراسان کے ایک بادشاہ کا حضرت مہدیؓ کی مدد کے لیے آنا اس طرح وارد ہے:

(٥) عن هلال بن عمرو قال: سمعتُ عليًّا كرّم اللّه وجهه يقول: قال النبی ﷺ: ”يخرجُ رجلٌ من وراء النهر يقال له الحارث (بن **في نسخة**) حراث على مقدّمته رجلٌ يقال له مَنصورٌ يؤطى أو يمَكّن لآل محمدٍ كما مكّنت قريش لرسول اللّه ﷺ وجب على كُلّ مؤمنٍ نصرُهٗ أو قال إجابتُهٗ“ **[أبو داؤد ٥٨٩/٢ رقم ٤٢٩٠]**

ترجمہ: حضرت ہلال بن عمروؒ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے

حضرت علیؓ کو یہ کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ”ماوراء النہر سے ایک شخص نکلے گا جسے الحارث حراث (الحارث بن حراث) کہا جائے گا، اس کے مقدمہ پر ایک شخص ہوگا جسے منصور کہا جائے گا، وہ آل محمد کو ویسے ہی تسلط یا پناہ دے گا جیسے قریش نے رسول ﷺ کو پناہ دی تھی۔ ہر مومن پر اس کی مدد کرنا واجب ہے یا فرمایا کہ ہر مومن پر اس کا حکم قبول کرنا واجب ہے“۔

اس سلسلہ میں شاہ رفیع الدین صاحب اپنی کتاب ”**علاماتِ قیامت**“ ص ۱۱ پر فرماتے ہیں کہ:

”جب یہ خبر یعنی حضرت مہدیؓ کے ظہور کی اسلامی دنیا میں منتشر ہوگی تو خراسان سے ایک شخص کہ جس کے لشکر کا مقدّمۃ الجیش منصور نامی شخص کے زیر کمان ہوگا ایک بہت بڑی فوج لے کر آپ کی مدد کے لیے روانہ ہوگا جو راستہ میں بہت سے عیسائی اور بددینوں کا صفایا کر دے گا“۔

فائدہ: مذکورہ بالا روایات کی سندوں میں کچھ نہ کچھ کلام تو ضرور موجود ہے۔ البتہ متعدد طرق کی وجہ سے کسی درجہ قوت تو بہرحال پیدا ہو جاتی ہے۔

......☆......

چند مشہور افواہوں کا علمی احتساب اور ان کی تردید

(ا) ظہورِ مہدی سے قبل رمضان المبارک میں سورج اور چاند گہن

حضرت مہدیؓ کے ظہور کے متعلق جو افواہیں پھیلی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جس وقت آپ کا ظہور ہونے والا ہوگا، اس سے قبل گذشتہ رمضان میں چاند اور سورج کو گرہن لگ چکے گا۔ اور ایسا عجیب معاملہ آسمان و زمین کی پیدائش کے بعد کبھی نہیں ہوا ہوگا۔ خود حضرت شاہ رفیع الدین صاحب دہلویؒ تحریر فرماتے ہیں:

اس واقعہ کی علامت یہ ہے کہ اس سے قبل گذشتہ ماہِ رمضان میں چاند و سورج کو گرہن لگ چکے گا۔ [علامتِ قیامت ۱۰]

یہ بات جو مشہور ہوئی ہے اس کی بنیاد ایک روایت ہے جس کے الفاظ یہ ہیں: حدَّثَنا أبو سعيدِ الأصطخرى، حدَّثَنا محمدبن عبدالله بن نوفل، حدَّثَنا عبيد بن يعيش، حدَّثَنا يونس بن بُكير، عن عمرو بن شمر، عن جابر، عن محمد بن على قال: إنَّ لِمهدِيِّنا آيتينِ لمْ تكونا مُنْذ خلق السمٰوات و الأرض؛ ينكسف القمرُ لأوّل ليلةٍ من رمَضانَ و تنكسف الشمْسُ فى النصف منه، ولمْ تكونا مُنْذ خلق الله السمٰوات و الأرض۔ [**سنن دار قطنى، بابُ صفة صلوة الخسوف و الكسوف و هيئتهما ۲/۴۵ رقم ۱۷۷۷، أو**

۱۸۸/۱] کہ بے شک ہمارے مہدی کی دوایسی نشانیاں ہیں جو آسمان وزمین کی تخلیق کے وقت سے اب تک پیش نہیں آئیں۔ (اول یہ کہ) رمضان کی پہلی شب میں چاند گہن ہوگا۔ (دوسری یہ کہ) اسی رمضان کے نصف میں سورج کا گہن ہوگا۔ اور یہ دونوں نشانیاں آسمان وزمین کی آفرینش سے اس وقت تک ظہور پذیر نہیں ہوئی۔

اس روایت کے سلسلہ میں سب سے پہلے یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کرنی ہے کہ یہ روایت قطعی طور پر حدیث شریف نہیں ہے، بلکہ محمد بن علیؒ کا قول ہے۔ جب تک کوئی واضح دلیل نہ ہواس کو رسول اللہ ﷺ کا ارشاد قرار دینا یہ بہت بڑا افترا ہے، بلکہ بموجبِ حدیث ”مَنْ كذب عليَّ متعمِّدًا فلْيَتبوّأ مقعدهُ من النار“ (**رواه أبو هريرةؓ ذكره مسلم فی مقدمة صحيحه ص۷**) اپنا ٹھکانہ بدستِ خود جہنم میں بنالینا ہے۔

نیز یہ محمد بن علیؒ کا قول سند کے اعتبار سے انتہائی ساقط اور مردود ہے، مندرجہ ذیل وجوہات کی بناء پر:

(۱) اس روایت میں ایک راوی ”عمرو بن شمر“ ہیں جس کے متعلق حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے اور علامہ شمس الدین ذہبیؒ نے کذاب، رافضی، صحابہ کو گالیاں دینے والا، متروک الحدیث جیسے سخت کلمات لکھے ہیں۔ اس کی ایک بہت بری عادت یہ تھی کہ ثقہ راویوں کی جانب موضوع روایت منسوب کرکے نقل کیا کرتا تھا۔ اس لیے ان حضرات نے اس کی روایت قبول نہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ [**لسان الميزان ٤٢٢/٤ دار الفكر، ميزان الاعتدال ٢٦٢/٢**]

عمرو بن شمر کا حال یہ تھا کہ وہ بہت سی موضوع روایات جابر جعفی سے نقل کرتا تھا۔

(۲) اس روایت کا دوسرا راوی ”جابر جُعفی“ ہے۔ اور وہ حد درجہ متکلم فیہ ہے، وہ کذاب، غالی شیعہ اور صحابہؓ کو گالی دیتا تھا۔ امام مسلمؒ نے اپنے مقدمۂ مسلم کے صفحہ ۱۵ پر چھ طریق میں کل چار اکابر کی بیان کردہ جرح نقل کی ہے جن میں ایمان بالرجعة سرفہرست ہے، یعنی وہ حضرت علیؓ کے دوبارہ اس دنیا میں آنے کا عقیدہ رکھتا تھا۔

خود امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ: ”مجھے جس قدر جھوٹے لوگ ملے ہیں، جابر جعفی سے زیادہ جھوٹا میں نے کسی کو نہیں دیکھا“۔ اس کا مفصل حال [**تہذيب التہذيب ۳۵۲/۱**] پر ہے۔

(۳) اس روایت کے تیسرے راوی ”محمد بن علی“ ہیں۔ اور اس نام کے بہت سے راوی ہیں، اس لیے یہاں کون سے محمد بن علی مراد ہیں اس کی کوئی تصریح نہیں، اس لیے یہ راوی بھی مجہول ہو گئے۔ نیز محمد بن علی سے حضرت باقرؒ کو مراد لینا (جیسے کہ بعضوں کی رائے ہے) بلا دلیل ہے۔

مذکورہ بالا وجوہ کی بِنا پر یہ روایت ساقط الاعتبار ہو جاتی ہے، اس لیے ظہورِ مہدی جیسے اہم مسئلہ کے لیے اس کو بھی بطورِ دلیل پیش نہیں کیا جا سکتا۔ اور نہ اس سے یہ علامت ثابت ہو سکتی ہے کہ حضرت مہدیؓ کے وقت میں اس قسم کے کوئی گہن ہوں گے۔

مذکورہ بالا روایت کے قریب قریب ایک روایت شیخ یوسف المقدسیؒ کی کتاب ”عقد الدرر فی أخبار المُنتظَر“، اور شیعوں کی کتاب ”بشارة الأنام بظهورِ

المهدي عليه السلام للكاظمي“ میں بھی ہے۔ البتہ اس روایت میں ہے کہ:” سورج گہن نصف رمضان میں اور چاند گہن آخر رمضان میں ہوگا۔ اور یہ دونوں نشانیاں حضرت آدمؑ کے زمین پر اتارے جانے کے بعد سے آج تک ظہور پذیر نہیں ہوئی۔

فنی حیثیت سے اس روایت میں تقریباً وہی کلام ہے جو سنن دارقطنی کی مذکورہ بالا روایت میں ہے، اس لیے یہ روایت بھی ناقابلِ احتجاج ہیں۔ [**ماخوذ از ردِّ قادیانیت کے زرّیں اصول، مولانا چُنیوٹی و فقہی جواھر، مفتی عمر فاروق لوھاروی ۳**]۔

نیز درایت کے اعتبار سے بھی دیکھا جائے تو ۱۸۰۱ء سے ۱۹۰۰ء تک (ایک صدی) کے عرصہ میں سورج اور چاند کا رمضان المبارک میں مشترکہ گہن پانچ مرتبہ ہوا ہے۔

نیز اسی سلسلہ میں ایک یہ بات بھی قابلِ اعتنا ہے کہ ۱۸۵۱ء سے ۱۸۹۵ء تک صرف پینتالیس سالہ قلیل عرصہ میں رمضان المبارک ہی میں تین مرتبہ گہن کا واقعہ پیش آیا ہے؛ تو اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اس سے قبل تو کتنی ہی مرتبہ اس قسم کے واقعات ہوئے ہوں گے۔

اس لیے روایت میں جو یہ بات ہے کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان کو پیدا فرمایا، کبھی ایسا واقعہ پیش نہیں آیا ہوگا کیسے صحیح ہوسکتا ہے؟ معلوم ہوا کہ درایۃً بھی یہ روایت قابلِ قبول نہیں۔ (مزید تفصیل کے لیے حوالہ بالا ملاحظہ کیا جائے)

(ب) کیا حضرت مہدیؓ کے ظہور کے وقت آسمان سے کوئی ندا آئے گی؟

بہت سی وہ اردو اور عربی کتابیں جو مستقلاً حضرت مہدیؓ کے عنوان پر لکھی گئی ہیں؛ نیز جن کتابوں میں مہدیؓ کا تذکرہ ہے؛ ان میں آپ کے ظہور کی ایک نشانی یہ بھی مذکور ہے کہ جب حضرت مہدیؓ کا ظہور ہوگا تب آسمان سے ایک آواز آئے گی ”هذا خليفة الله المهدي فأطيعوه“ کہ یہ اللہ کے خلیفہ مہدی ہیں لہٰذا ان کی اتباع کرو۔ نیز یہ بات عوام میں بھی زباں زد ہوچکی ہے۔ لہٰذا اس کی حیثیت کا معلوم ہونا نہایت ضروری ہے۔

اس سلسلہ میں مختلف کتبِ احادیث میں جو روایات وارد ہوئی ہیں ان میں سے کچھ حسبِ ذیل ہیں: حدّثنا إبراهيم بن محمد بن عرق الحمصى، حدّثنا عبد الوهاب بن ضحّاك، حدّثنا إسمٰعيل بن عياش، عن صفوان بن عمرو، عن عبد الرحمٰن بن جُبير بن نُفَير، عن كثير بن مُرّة، عن عبد الله بن عمرو بن العاص، عن النبى ﷺ أنّه قال: يخرج المهدي و علىٰ رأسه مَلَكٌ يُنادى ”إنّ هذا المهدي فاتبعوه“ [**مسند الشاميين ۷۱/۲ رقم الحديث ۹۳۷**]

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت مہدیؓ اس حال میں ظاہر ہوں گے کہ ان کے سر پر ایک فرشتہ ہوگا، جو یہ صدا دے گا کہ ”یہ مہدی ہے، ان کی اتباع کرو“۔

اسی طرح امام ابن عدیؒ نے بھی اپنی کتاب ”الكامل فی ضعفاء الرجال“ میں متن وسند کے کچھ اختلاف کے ساتھ اس حدیث کی روایت کی ہے، وہ یہ ہے: حدثنا محمد بن عبيد الله بن فُضيل، حدثنا عبد الوهاب بن ضحّاك، حدّثنا إسمٰعيل بن عياش، عن صفوان بن عمرو، عن عبد الرحمٰن بن جُبير بن نُفَير، عن كثير بن مُرّة، عن عبد الله بن عمرو بن العاص، عن النبی ﷺ قال: ”يخرج المهدي و على رأسه غمامةٌ، فيها مُنادٍ ينادی: ألا إنَّ هذا المهدي فاتبعوه“ ۰ [**الكامل ٦/٥١٥-٥١٦**] کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت مہدیؓ اس حال میں ظاہر ہوں گے کہ ان کے سر پر بادل کا ایک ٹکڑا ہوگا جس میں ایک فرشتہ ہوگا، جو یہ صدا دے گا کہ ”یہ مہدی ہیں اِن کی اتباع کرو“۔

ان دونوں روایتوں کا مدار عبد الوهاب بن ضحّاك (بن أبان السُلمی العُرضی) پر ہے؛ ائمۂ جرح وتعدیل نے ان پر بہت سخت کلام کیا ہے۔ چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نقل فرماتے ہیں: قال البخاري: عندهٗ عجائبُ؛ وقال أبو داوٗد: كان يضع الحديث قد رأيته؛ وقال النسائی: ليس بثقةٍ متروك، وقال العُقيلی و الدار قطنی و البيهقی: متروكٌ۔ وقال صالح بن محمد الحافظ: منكر الحديث، عامَّة حديثه كذبٌ ۰ [**تہذيب التہذيب ٣/٥٢٧-٥٢٨**] یعنی امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ عبدالوہاب بن ضحاک اپنے پاس انوکھی (جھوٹی) روایتیں رکھتا ہے۔ امام ابوداودؒ فرماتے ہیں کہ میں نے خود دیکھا ہے کہ وہ حدیثیں گھڑتا ہے۔ امام نسائیؒ فرماتے ہیں کہ وہ ثقہ نہیں ہے، نیز متروک بھی ہے۔ عقیلیؒ، دار قطنیؒ اور بیہقیؒ فرماتے ہیں کہ وہ متروک ہے۔ صالح بن محمد حافظ فرماتے ہیں کہ وہ منکر الحدیث ہے اور اس کی اکثر احادیث جھوٹی ہیں۔ تقریباً یہی ریمارک [**میزان الاعتدال ٢/١٦٠-١٦١**] پر بھی ہے۔

نیز اس مضمون کی کئی روایتیں ”الفتن“ میں نُعیم بن حمادؒ نے نقل کی ہیں، لیکن وہ آثارِ صحابہ وتابعین ہیں، صرف ایک ہی روایت مرفوع آئی ہے۔ اور تمام روایتوں پر فنّی اعتبار سے کلام کیا گیا ہے۔ نیز اس کی ہم معنی روایت [**کنز العمال ج١٤/ص٥٨٤**] پر اور [**مصنف ابن ابی شیبہ ج٧/ص٥٣١**] پر بھی آئی ہے۔

خلاصہ یہ ہوا کہ سند کے اعتبار سے یہ روایت کسی صورت میں ظہورِ مہدی جیسے اہم واقعہ کی اہم ترین علامت کے لیے مستدل نہیں بن سکتی۔

(ج) مہدیؓ کے متعلق کچھ اور غیر مستند باتیں

حضرت مہدیؓ کے ذکر خیر میں آپ کے سامنے بہت سی باتیں آئیں، کوشش یہ رہی کہ جتنی باتیں ذکر کی جائیں وہ صحیح احادیث کی روشنی میں ہوں۔ البتہ کچھ باتیں وہ ہیں جن کی کوئی قوی سند والی روایت مجھے نہ مل سکی، یا کچھ باتیں ایسی ہیں جو بعض لوگوں کی تحریروں میں تو موجود ہیں، لیکن مجھ کو ان باتوں کے مستند حوالے نہ مل سکے اس لیے ان باتوں کو الگ سے اس جگہ ذکر کر دیتا ہوں۔

(ا) حضرت مہدیؓ چکما دے کر (مکہ مکرمہ سے) مدینہ منورہ بھاگ جائیں گے۔

(۲) عن عليؓ قال: يُبعثُ جيشٌ إلى المدينة فيأخذون مَنْ قدروا عليه مِنْ آل محمد ﷺ ويقتل من بنى هاشم رجالًا و نساء، فعند ذلك يهرب المهدي و المبيض من المدينة إلىٰ مكةالخ۔ [**منتخب كنز العمال ۳۳/۶**] ترجمہ: حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ مدینہ منورہ کی طرف ایک لشکر بھیجا جائے گا، وہ محمد ﷺ کے گھرانے والوں میں سے جسے پائے گا اسے پکڑ لے گا، اور بنی ہاشم کے بہت سے زن و مرد کو قتل کر ڈالے گا۔ اس وقت مہدی اور مبیض مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کی طرف بھاگ نکلیں گے . . .

(۳) حضرت مہدیؓ اس حال میں نکلیں گے کہ ان کے سر مبارک پر ایک بادل سایہ کرے گا، اس میں سے ایک ہاتھ نکل کر حضرت مہدیؓ کی طرف اشارہ کرے گا۔

(۴) آسمان سے ندا آئے گی: "ألا إنّ الحقَّ فى آل محمدٍ ﷺ۔" کہ سنو! حق محمد ﷺ کے گھرانے والوں میں ہے۔

(۵) آپؓ کا ظہور محرم میں عاشوراء کی رات کو عشا کے بعد ہوگا۔

(۶) حضرت مہدیؓ کے پاس آپ ﷺ کا کرتہ، تلوار اور جھنڈا ہوگا، ان پر لکھا ہوگا: **البيعة لله**۔

(۷) آپؓ کے کاندھے میں نبی پاک ﷺ کی علامتِ مبارکہ ہوگی۔

(۸) آپؓ کے لیے دریا اس طرح پھٹ جائیں گے جس طرح بنی اسرائیل کے لیے پھٹ گیا تھا۔

(۹) آپؓ ایک سوکھی شاخ زمین میں لگائیں گے تو وہ اسی وقت برگ و بار آور

ہو جائے گی۔

(۱۰) آپ کا علم لدنی ہوگا۔

(۱۱) آپ کے پاس ایک تابوت ہوگا جسے دیکھ کر اکثر یہود ایمان لے آئیں گے۔

(۱۲) آپ کی زبان میں لکنت ہوگی جس کی وجہ سے کلام کرنے میں تنگ ہو کر رانوں پر داہنا ہاتھ ماریں گے۔

اور بھی بہت سی باتیں اس موضوع پر لکھی جانے والی کتابوں میں پڑھیں لیکن اس کی کوئی قوی سند نہ ملنے کی وجہ سے، اور طوالت کے اندیشہ سے ترک کرتے ہیں۔

ظاہر سی بات ہے کہ قوم کو چکما دے کر بھاگنے کی بات حضرت مہدیؓ کے شایانِ شان نہیں۔ اسی طرح نمبر ا سے ۱۲ تک کی تمام روایتیں یا تو ضعیف ہیں، یا مقطوع بلکہ بعض موضوع بھی ہیں، پھر ان پر اعتبار کیسے کیا جائے؟ مگر چونکہ یہ باتیں لوگوں میں زباں زد ہو چکی ہیں، اس لیے بغرض تنبہ ان کا یہاں تذکرہ کیا گیا ہے۔

منجملہ ان کے انیس الارواح میں مذکور مندرجۂ ذیل باتیں بھی ہیں:

انیس الارواح میں مجلس سوم میں ہے: فرمایا کہ آخری زمانہ میں شہر بہ سبب گناہوں کی شامت کے برباد ہو جائیں گے۔ چنانچہ میں نے خواجہ یوسف چشتیؒ کی زبانی سنا ہے کہ "ایک دفعہ میں سمرقندی کی طرف جا رہا تھا، تو میں نے خواجہ یحیٰ سمرقندی کی زبانی سنا کہ "امیر المؤمنین حضرت علیؓ نے روایت فرمائی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ﴿ وإنْ من قريةٍ إلا نحنُ مُهلكوها قبل يوم القيٰمة أو معذبوها عذاباً شديداً كان ذلك فى الكتٰب مسطوراً ﴾ ترجمہ: (کوئی شہر ایسا نہیں جس پر قیامت

سے پہلے ہم مصیبت اور عذاب اور ہلاکت نازل نہ کریں اور وہ شہر ویران نہ ہو)''۔

اور پھر فرمایا کہ ''چونکہ آخری زمانہ میں گناہ کثرت سے ہوں گے، مکہ کو حبشی لوگ ویران کریں گے اور مدینہ منورہ قحط سے برباد ہو جائے گا، اور بھوک کے مارے خلقت ماری جائے گی۔ اور بصرہ، عراق اور مشہد شراب خوروں کی شامتِ اعمال کے سبب خراب ہوں گے، اور اس سال مصیبتیں بہت نازل ہوں گی۔ اور عورتوں کے بد اعمال سے بھی خراب ہوں گے، اور ملك شام بادشاہ کے ظلم سے برباد ہوگا، اور مکڑی آسمان سے اترے گی، اور روم کثرت لواطت کے سبب خراب ہوگا، اور آسمان سے ہوا چلے گی جس سے تمام آدمی سو جاویں گے اور ہلاک ہو جاویں گے۔ اور خراسان اور بلخ تاجروں کی خیانت کے باعث ویران ہوں گے، اور مسلمان اس کی شامت سے مردار ہو جائیں گے''۔

اس کے بعد فرمایا کہ ''میں نے خواجہ مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی سنا ہے کہ خوارزم اور چند شہر جو اس کے گرد و نواح میں واقع ہیں وہ راگ و رنگ اور منکرات کے باعث خراب ہوں گے، اور ایک دوسرے کو ہلاک کریں گے اور خود بھی ہلاک ہو جائیں گے، لیکن سیوستان سخت مصیبتوں تاریکیوں اور زلزلوں سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا، اور جس زمین میں رہتے ہوں گے نیست و نابود ہو جائے گی، لیکن مصر اور دوسرے شہروں کی خرابی کی یہ وجہ ہوگی کہ آخری زمانے میں عورتوں کو قتل کریں گے اور کہیں گے یہ فاطمہ ہے۔ خاک ان کے منہ میں۔ پس حق تعالیٰ ان کو زمین میں غرق کرے گا۔ اور سندہ اور ہندوستان بھی ویران ہو جائیں گے۔ پھر فرمایا کہ ''زنا اور شراب خوری کے سبب ویران ہوں گے''۔ پھر فرمایا کہ ''مشرق یا مغرب میں جو شہر ہے سب کے فسادوں کی بلا ہند میں پڑے گی''۔

پھر فرمایا کہ ''جب شہر اس طرح پر خراب ہوں گے تو مہدی ظاہر ہوگا اور مشرق سے مغرب تک اس کے عدل کی دھوم مچ جائے گی۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نیچے اتریں گے، اور ان دونوں کو مسلمانی از حد عزیز ہوگی۔ اور اس وقت دن بہت چھوٹے ہوں گے چنانچہ ایک دن میں ایک نماز ادا ہوگی''۔

پھر فرمایا کہ ''میں نے خواجہ حاجی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی سنا ہے کہ اس عہد میں سال مہینوں کی طرح اور مہینے ہفتوں کی طرح ہوں گے، اور ایک دن ایک وقت میں گذر جائیں گے۔ خواجہ صاحب نے آبدیدہ ہو کر فرمایا کہ اے درویش! آدمی کو چاہیے کہ ان ہی سالوں اور مہینوں کو وہ سال اور مہینے خیال کرنا چاہیے کیونکہ یہی دن شرع کے دن ہیں''۔ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد کتیا کے بچے پیدا ہوں گے نہ کہ آدمی کے۔ اب خود لوگ قیاس کریں کیونکہ زمانہ دراز گذر چکا ہے۔ (كتاب أنيس الأرواح ۱۲-۱۳)

نوٹ: اس طرح کی باتیں اس ترتیب کے ساتھ بہت تلاش و جستجو کے باوجود ہمیں کسی صحیح حدیث میں نہیں مل سکیں، لہذا اس قسم کی باتوں کے پھیلانے سے بچنا ضروری ہے۔

کشف والہام اوراس کی شرعی حیثیت

حضرت مہدیؒ کے متعلق مختلف مکاشفے منقول ہیں، اوراس موضوع کی بعض کتابوں میں ان مکاشفات کو بڑی اہمیت وخصوصیت کے ساتھ ذکر بھی کیا گیا ہے۔ بعض لوگ تو ایسے کشف والہام کے نقل کرنے میں بڑی بے احتیاطی سے کام لیتے ہیں، اور پھر یہ عوام میں شہرت پا جاتے ہیں اور دھیرے دھیرے لوگ ایسے مکاشفات کو مستند عقیدہ سمجھ لیتے ہیں اور یہیں سے دھوکہ بازوں کے لیے ایک راستہ کھل جاتا ہے۔

ماضی قریب میں بھی چند مکاشفات، پیشین گوئیاں اور اقوال کچھ لوگوں کے مشہور ہیں، ان کی نسبت ان بزرگانِ دین کی طرف صحیح ہے یا نہیں اس بحث سے الگ رہتے ہوئے یہاں محض کشف والہام کی حقیقت اوراس کا حکم بتلانا مقصود ہے۔

کشف کے لغوی معنی کھول دینے کے ہیں۔ اصطلاح میں کشف ایسے علم کو کہا جاتا ہے جسے اللہ تعالیٰ کسی پر کھول دے؛ خواہ وہ نبی ہو یا ولی، صالح ہو یا فاسق وفاجر، مسلم ہو یا غیر مسلم، انسان ہو یا حیوان۔ گویا کشف کا اطلاق بالکل عام ہے، لیکن ہمارے عرف میں کشف بھی الہام کی طرح ہی اولیا وصالحین کے ساتھ خاص ہے۔

کشف والہام گرچہ مفہوم کے اعتبار سے متفاوت اور مصداق کے لحاظ سے یکساں ہیں، لیکن شرعی حیثیت سے دونوں ظنی ہیں۔ ان پر ایمان لانا نہ واجب ہے نہ مطلوب۔ کشف والہام نہ تو ارکانِ اسلام میں سے ہیں اور نہ اصولِ دین اور حجتِ شرعیہ میں سے، ان سے صرف ایک خام اندازہ لگایا جاسکتا ہے جو خارج میں رونما ہو بھی سکتا

ہے اورنہیں بھی۔ بالکل خوابوں کی تعبیر کی طرح۔

’’کشف‘‘ فتاوی کے حوالہ سے

حضرت مولانا خیر محمد جالندھری صاحبؒ نے تقریباً یہی باتیں ’’خیر الفتاوٰی ١/٦٧-٦٨‘‘ میں ایک استفتا کے جواب میں لکھی ہیں۔

ایک سوال کے جواب میں حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحبؒ لکھتے ہیں کہ: ’’کشف کے معنی ہے کسی بات یا واقعہ کا کھل جانا، الہام کے معنی ہے دل میں کسی بات کا القا ہو جانا، اور بشارت کے معنی خوش خبری کے ہیں جیسے کوئی اچھا خواب دیکھنا‘‘۔

نیز آگے لکھتے ہیں کہ: ’’آپ ﷺ کے بعد کشف والہام اور بشارت ممکن ہے، مگر وہ شرعاً حجت نہیں اور نہ اس کے قطعی ویقینی ہونے کا دعوی کیا جاسکتا ہے۔ نہ کسی کو اس کے ماننے کی دعوت دی جاسکتی ہے‘‘۔

اور آگے ایک دوسرے سوال کے جواب میں آپؒ رقم طراز ہیں کہ: غیر نبی کو کشف یا الہام ہوسکتا ہے مگر وہ حجت نہیں، نہ اس کے ذریعہ کوئی حکم ثابت ہوسکتا ہے، بلکہ اس کو شریعت کی کسوٹی پر جانچ کر دیکھا جائے گا۔ اگر صحیح ہو تو قبول کیا جائے گا ورنہ رد کیا جائے گا۔ یہ اس صورت میں ہے کہ وہ سنت نبوی ﷺ کا متبع اور شریعت کا پابند ہو۔ اگر کوئی شخص سنتِ نبوی ﷺ کے خلاف چلتا ہو تو اس کا کشف والہام کا دعوی شیطانی مکر ہے۔ [آپ کے مسائل اور ان کا حل ١/٣٤-٣٥]

کشف والہام دین ومذہب میں کوئی حجتِ شرعیہ نہیں، مطلب یہ ہے کہ نفسِ

کشف کا ثبوت تو نصوصِ صیحہ سے ہے، مگر غیر أنبیا کے کشوف میں تعیینِ زمان و مکان وغیرہ میں غلطی کا احتمال ہے۔ فقیہ النفس حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مکاشفات کی تین قسمیں ہیں: ایک تحت التکوین، اس میں کافر و مسلم برابر ہیں۔ ایک لوح محفوظ سے، وہ خالص مسلمین کے لیے ہے، مگر اس کے لیے ﴿یمحو اللہ ما یشاء و یثبت و عندہٗ أُمّ الکتاب﴾ اور ایک خالص علم اللہ سے، یہ مخصوص أنبیا علیہم السلام کے لیے ہے۔ پہلے دو میں کشفی غلطی کا احتمال ہے، مگر ثالث میں امکان نہیں، کیوں کہ پہلے دو میں زمان و مکان کی تعیین تخمین سے ہو سکتی ہے، مگر علمِ الٰہی میں ماضی و حال اور استقبال برابر ہیں، اس لیے أنبیا علیہم السلام کے علوم غلطی سے پاک ہیں۔ [أرواح ثلاثة ۲۹۵]

ظہورِ مہدیؑ کے سال کے سلسلہ میں پہلے بھی بعض اہلِ کشف کو مکاشفہ ہوا تھا، جو وقت آنے پر غلط ثابت ہوا۔ چنانچہ حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی رحمہ اللہ اپنے ایک مکتوب (موصولہ ۱۲/شوال ۱۲۹۴ھ) میں تحریر فرماتے ہیں: بعض اہلِ کشف کا گمان ہے کہ اگلی صدی کے شروع میں ظہورِ مہدی اور آثارِ قیامت موعودہ ظاہر ہوں گے۔ اور بعضوں نے یوں کہا ہے کہ وہ زمانہ ابھی دور ہے، واللہ أعلم۔ اگلی بات کہنا فضول ہے۔ جو خدا چاہے، سو ہو۔ [مکتوبات و بیاض یعقوبی ۱۱۰]

حضرت موصوف رحمہ اللہ اپنے ایک اور مکتوب (موصولہ ۲۴/ ذوالحجہ ۱۲۹۹ھ) میں خواب کی تعبیر بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

ملاقات امام مہدی کی کیا عجب ہے، نصیب ہو، کیوں کہ علامات اس کی بہت ظاہر ہیں۔ اور مکشوف أولیاء کے مطابق کیا عجب ہے کہ اس صدی کے پہلے یا دوسرے سال میں ظہور ہو جاوے۔ واللہ أعلم۔ [ایضًا ۱۲۹]

حضرت فقیہ الامت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہیؒ کا فرمان

سیدی و سندی حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ نے ایک مرتبہ ایک واقعہ بیان فرمایا تھا کہ: پچیس برس پہلے مجھ سے ایک صاحب نے بتلایا کہ امام مہدی پیدا ہوئے اتنے عرصہ سے ہیں مجھ کو حضرت میکائیل علیہ السلام نے بتلایا، اب تک تو آئے نہیں انہوں نے ہاتھ سے ایک ذراع کا اشارہ کر کے بتلایا تھا کہ ایک ذراع کے برابر ہیں۔ [ملفوظات فقیہ الامت ۹/۵۵]

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سال کی تعیین کے ساتھ حضرت مہدی کے ظہور کا کشف جن کو ہوا تھا وہ غلط اور محض نفس کا دھوکہ تھا، آج ۱۴۳۰ھ چل رہا ہے، لیکن اب تک ظہورِ مہدی نہیں ہونا خود اس کی بڑی شہادت ہے۔

اولیاء کے کشف کا اعتبار ہے

تیسرے یہ کہ اولیاء اللہ کے کشوف کا اعتبار اسی وقت ہو سکتا ہے، جب کہ وہ قرآن، حدیث، اجماعِ امت اور قیاسِ صحیح کے مخالف نہ ہوں۔ اور یہ مسئلہ تمام سلف و خلف میں متفق علیہ ہے، جیسا کہ حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمہ اللہ نے "إرشاد الطالبین" میں ذکر فرمایا ہے۔ ظہورِ مہدی کے لیے سال کا تعین نصوصِ صیحہ

کے معارض ہے۔ عام نصوص کا تقاضا یہ ہے کہ ظہورِ مہدی میں اللہ تعالیٰ شانہ ہی کی طرف سے اخفاء رکھا گیا ہے۔ ایک وقت آئے گا کہ لوگوں پر اچانک یہ راز ظاہر ہوگا۔ بلکہ اس معاملہ میں اس قدر اخفاء رکھا گیا ہے، کہ خود حضرت مہدی بھی ظہور سے پہلے پہلے تک اپنے مقام سے ناآشنا ہوں گے۔ [ماخوذ از فقہی جواہر ۳/۸۴ -۸۵]

وحی، الہام اور کشف کی تعریف

وحی، الہام اور کشف کے فرق کو اس طرح سمجھنا چاہیے کہ: وحی تو صرف اس علم کو کہا جاتا ہے جس کا القاء نبی کے قلب پر ہو، خواہ وہ کسی بھی طرح سے ہو۔ محدثین نے وحی کی کئی قسمیں بتلائی ہیں۔ بہر حال وحی کا علم قطعی ہوتا ہے اور اس کا ماننا ضروری ہوا کرتا ہے۔

الہام اس علم کو کہا جاتا ہے جو کسی مبارک وسلیم الفطرت قلب میں بغیر اکتساب واستدلال کے القاء کیا جائے۔ اب اگر یہ القاء کسی نبی کے قلب پر ہو تو یہ بھی وحی ہی کہلائے گا اور یہ قطعی ہی ہوگا۔ اور اگر نبی کے علاوہ کسی اور پر القا ہو تو اسی کو عرف میں الہام کہا جاتا ہے اور اس کا علم ظنی ہوا کرتا ہے۔

وحی اور الہام میں ایک فرق یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ انبیا کی وحی والہام امر ونہی پر مشتمل ہوتی ہے، اسی لیے انبیا پر اس کی تبلیغ واجب ہوتی ہے۔ جب کہ اولیا وصالحین کے الہام مبشرات یا تفہیمات پر مشتمل ہوتے ہیں، اور ان پر اپنے الہام کی تبلیغ واجب نہیں ہوتی ہے، بلکہ اخفاء ہی اولیٰ ہوتا ہے، جب تک کہ کوئی شرعی یا دینی ضرورت پیشِ

نظر نہ ہو۔

حضرت مہدیؓ کے اصحاب

وہ سعادت مند مسلمان جن کو حضرت مہدیؓ کی معیت میں عالمی ایمانی جدوجہد کا موقعہ نصیب ہوگا، ان حضرات کے متعلق بھی روایات میں بہت سی علامتیں اور بشارتیں آئی ہیں۔

(۱) آپؓ کے اصحاب محبوب عنداللہ ہوں گے، اور اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرماویں گے۔

(۲) ان کے دل باہم جوڑ دیے گئے ہوں گے۔

(۳) وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے خائف نہیں ہوں گے۔

(۴) ابتدائی زمانہ میں ظاہری شوکت وقوت کے اعتبار سے حضرت مہدیؓ کے رفقا کمزور ہوں گے۔

(۵) جو ۳۱۳ حضرات اول مرحلہ میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کریں گے وہ خیر القرون کے بعد سب سے اونچے درجہ کے ایمان والے ہوں گے۔

(۶) حضرت مہدیؓ کے اصحاب بعد میں چل کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی معیت میں یہود سے آخری معرکہ میں شریک ہوں گے۔

(۷) آپؓ کے اصحاب کا ایک دستہ دجال سے مقابلہ کرے گا۔

(۸) کعبہ شریف ان کی پناہ گاہ ہوگی۔

(۹) نہ وہ کسی سے متوحش ہوں گے اور نہ کسی کو دیکھ کر خوش ہوں گے۔ یعنی وہ اپنی دھن میں لگے ہوں گے؛ مقصد (اعلائے کلمۃ اللہ) کا حصول مطمح نظر ہوگا، نیز ان کا باہمی ربط وضبط سب سے یکساں ہوگا۔

حضرت مہدیؓ کے اصحاب کے اوصاف کے سلسلہ میں حضرت علیؓ کی ایک روایت ملاحظہ ہو:

حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب، حدثنا الحسن بن على بن عفان العامري، حدثنا عمرو بن محمد العنقري، حدثنا يونس بن أبى إسحق، أخبرنى عمار الذهبي، عن أبى الطفيل، عن محمد بن الحنفية قال: كنا عندَ عليٍّؓ فسأله رجلٌ عن المهدي فقال عليٌّؓ: هيهات، ثم عقد بيده سبعًا فقال ذاك يخرجُ فى آخر الزمان، إذا قال الرجلُ "الله الله" قُتل، فيجمع الله تعالى قومًا قزع كقزع السحاب يؤلِّف الله بين قلوبهم، لا يستوحشون إلىٰ أحدٍ ولا يفرحون بأحدٍ يدخلُ فيهم، على عِدَّةِ أصحابِ بدرٍ، لم يسبقهم الأولون ولا يدركهم الاخرون، وعلى عِدَّةِ أصحابِ طالوت الذين جاوزوا معه النهر۔ هذا حديثٌ صحيحٌ على شرط الشيخين، ولم يُخرِجاه **[مستدرک للحاکم ۵۵۴/۴]** ترجمہ: حضرت محمد بن حنفیہؒ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت علیؓ کے پاس تھے تو ان سے ایک شخص نے مہدیؓ کے متعلق دریافت کیا تو آپؓ نے فرمایا کہ سنو! پھر آپ نے اپنے ہاتھ سے سات کا عُقدہ باندھا۔ پھر فرمایا کہ وہ آخری زمانہ میں ایسے حالات میں نکلیں گے کہ اگر کوئی "اللّٰہ اللّٰہ" کہے گا تو قتل کر دیا جائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ ایک ایسی قوم کو جمع کرے گا جو بادلوں کے مانند باہم ملے ہوں گے، اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کو باہم جوڑ دے گا۔ وہ کسی سے وحشت زدہ نہیں ہوں گے، نہ کسی ایسے شخص سے خوشی محسوس کریں گے جو اُن کا شریکِ کار بن جائے۔ اصحابِ بدر کی تعداد کے بقدر ہوں گے۔ درجات میں (خیر القرون کے ماسوا) نہ اگلے لوگ ان سے بڑھے ہوئے ہوں گے، اور نہ پچھلے لوگوں کی اُن تک رسائی ہوگی۔ اور طالوت کے ان ساتھیوں کی تعداد کے بقدر ہوں گے جنہوں نے ان کے ساتھ نہر پار کی تھی۔

آپ کے اصحاب کا احادیث میں خصوصی تذکرہ

(۱) حضرت مہدیؓ جس لشکر کو لے کر مدینہ منورہ سے ملک شام روانہ ہوں گے اس لشکر کے شرکاء اس وقت دنیا کے سب سے افضل مسلمان ہوں گے۔ مسلم شریف میں ہے: فيخرُجُ اليهم جيشٌ من المدينة مِنْ خيار أهل الأرض يومئذٍ الخ۔ **(مسلم، کتاب الفتن ۳۹۱/۲ رقم ۲۸۹۷)**

(۲) جو حضرات ملک شام میں جام شہادت نوش کریں گے وہ دورِ رسالت کے شہدا کے بعد سب سے افضل شہید ہوں گے۔ مسلم شریف کی اسی روایت میں آگے ہے: أفضلُ الشهداء عند الله۔ **(مسلم، کتاب الفتن ۳۹۲/۲)**

(۳) شام کے معرکوں میں مسلمانوں کی قلت اور نصرانیوں کی کثرت کی وجہ سے جو مسلمان بھاگ جاویں گے (یعنی لشکر کا ایک تہائی) اللہ تعالی ان کو کبھی معاف نہیں کرے گا۔

(۴) فتح قسطنطنیہ (استنبول) کے وقت آپ کا جو لشکر ہوگا اس کے متعلق

حدیث شریف میں آیا ہے کہ ان کا امیر بہت ہی خوب امیر ہوگا (یعنی حضرت مہدیؓ) ؛ اور وہ لشکر بہت ہی مبارک لشکر ہوگا۔

(۵) فتح قسطنطنیہ کے بعد دجال کی افواہ پھیلے گی تو حضرت مہدیؓ دمشق کی طرف دجال کی تحقیق کے لیے دس سواروں کا دستہ روانہ فرماویں گے ، وہ اس وقت روئے زمین پر سب سے افضل لوگ ہوں گے۔

ایک اہم سوال کا جواب

کیا حضرت مہدیؓ کے دور میں موجودہ سائنسی ایجادات ہوں گی؟ یا وہ دور قدیم طرز پر ہوگا؟

بہت سے مسلمانوں کو یہ الجھن ہوتی ہے کہ آیا حضرت مہدیؓ کے دور میں زمانہ دوبارہ اپنی قدیم روِش پر آجاوے گا، یا یہ تمام سائنسی ایجادات آپؓ کے ظہور کے وقت موجود ہوں گی؟

چنانچہ اس سلسلہ میں فقیہ العصر مفتی یوسف صاحب لدھیانویؒ سے ایک اہم سوال اور اس کا جواب۔

سوال: روزنامہ جنگ میں آپ کا مضمون ’’علامات قیامت‘‘ پڑھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ ہر مسئلے کا حل اطمینان بخش طور پر اور حدیث وقرآن کے حوالے سے دیا کرتے ہیں۔ یہ مضمون بھی آپ کی علمیت اور تحقیق کا مظہر ہے۔ لیکن ایک بات سمجھ میں نہیں آئی، کہ پورا مضمون پڑھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت مہدیؓ اور حضرت عیسیٰؑ کے کفار اور عیسائیوں سے جو معرکے ہوں گے ان میں گھوڑوں‘ تلواروں‘ تیر کمان وغیرہ کا استعمال ہوگا۔ فوجیں قدیم زمانہ کی طرح میدان جنگ میں آمنے سامنے ہوکر لڑیں گے۔

آپ نے لکھا ہے کہ حضرت مہدیؓ قسطنطینیہ (Istanbul) سے نو گھوڑے سواروں کو دجال کا پتہ معلوم کرنے کے لیے شام بھیجیں گے۔ گویا اس زمانہ میں ہوائی جہاز دست یاب نہ ہوں گے۔ پھر یہ کہ حضرت عیسیٰؑ دجال کو ایک نیزے سے ہلاک کریں گے، اور یاجوج ماجوج کی قوم بھی جب فساد برپا کرنے آئے گی تو اس کے پاس تیر کمان ہوں گے؛ یعنی وہ اسٹین گن (Stand gun)‘ رائفل (Rifle)‘ پسٹل (Pistol) اور تباہ خیز بموں (Explosive bombs) کا زمانہ نہ ہوگا۔ زمین پر انسان کے وجود میں آنے کے بعد سے سائنس برابر ترقی ہی کر رہی ہے اور قیامت کے آنے تک تو اس میں قیامت خیز ترقی ہو چکی ہوگی۔

دوسری بات یہ ہے کہ آپ نے لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ اللہ کے حکم سے چند خاص آدمیوں کے ہمراہ یاجوج ماجوج کی قوم سے بچنے کے لیے کوہ طور کے قلعہ میں پناہ گزیں ہوں گے یعنی دنیا کے باقی اربوں انسانوں کو جو سب مسلمان ہو چکے ہوں گے یاجوج ماجوج کے رحم وکرم پر چھوڑ جائیں گے۔ اتنے انسان تو ظاہر ہے اس قلعہ میں بھی نہیں سما سکتے۔ میں نے کسی کتاب میں یہ دعا پڑھی تھی جو حضور ﷺ نے فتنہ دجال سے بچنے کے لیے مسلمانوں کو بتائی تھی مجھے یاد نہیں رہی۔ مندرجہ بالا باتوں کی وضاحت کے علاوہ وہ دعا بھی تحریر فرمادیں تو عنایت ہوگی۔

جواب: انسانی تمدن کے ڈھانچے بدلتے رہتے ہیں۔ آج ذرائع مواصلات

(Cummunication system) اور آلات جنگ (War weapons) کی جو ترقی یافتہ شکل ہمارے سامنے ہے آج سے ڈیڑھ دو صدی پہلے اگر کوئی شخص اس کو بیان کرتا تو لوگوں کو اس پر ''جنون'' کا شبہ ہوتا۔ اب خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ یہ سائنسی ترقی اسی رفتار سے آگے بڑھتی رہے گی یا خودکشی کر کے انسانی تمدن کو پھر تیر وکمان کی طرف لوٹا دے گی؟

ظاہر ہے کہ اگر یہ دوسری صورت پیش آئے جس کا خطرہ ہر وقت موجود ہے، اور جس سے سائنس دان خود بھی لرزہ براندام ہیں تو ان احادیث طیبہ میں کوئی اشکال باقی نہیں رہ جاتا جن میں حضرت مہدی علیہ الرضوان اور حضرت عیسی علیہ السلام کے زمانے کا نقشہ پیش کیا گیا ہے۔

فتنۂ دجال سے حفاظت کے لیے سورۂ کہف جمعہ کے دن پڑھنے کا حکم ہے۔ کم از کم اس کی پہلی اور پچھلی دس دس آیتیں تو ہر مسلمان کو پڑھتے رہنا چاہیے۔ اور ایک دعا حدیث شریف میں یہ تلقین کی گئی ہے۔

اللھُمَّ إنی أعوذُبکَ من عذابِ جھنمَ، وأعوذبک مِنْ عذابِ القبر، وأعوذبک من فتنةِ المسیحِ الد جال. اللھم إنی أعوذ بک من فتنة المحیا والممات. اللھم إنی أعوذبک من المَأْثَمِ والمَغْرَم. [آپ کے مسائل اور ان کا حل ۱/۲۶۸-۲۶۹]

نوٹ: بعض اہلِ قلم حضرات نے حضرت مہدیؓ کے معرکوں کے متعلق وارد اِن سامانِ جنگ کی جدید تعبیرات بھی کی ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ جدید

ایجادات کو بھی فتوحات میں استعمال فرمائیں گے؛ تاہم یہ محض اندازے ہی ہیں۔

واللهُ أعلمُ بما ھُوَ کائنٌ ألبتة۔

صدر دار العلوم کراچی حضرت مفتی محمد رفیع صاحب عثمانی دامت برکاتہم کے انٹرویو کا اقتباس

سوال: رسول کریم ﷺ کی مستقبل کے بارے میں بشارتیں اور ان کی تطبیقی صورت حال کے بارے میں رہنمائی فرمائیں؟

جواب: اس سلسلہ میں جو آں حضرت ﷺ نے پیشگی خبریں دی ہیں ان کی رُو سے اگر دیکھا جائے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ پوری دنیا کی سیاست (politics) اور جغرافیے (geography) اور حالات میں جو تبدیلیاں بڑی تیزی سے رونما ہوئی ہیں اور ہو رہی ہیں یہ سب اس دور کی طرف دنیا کو لے جا رہی ہیں جو حضرت مہدیؓ کے ظہور سے سامنے آنے والا ہے اور یہ سارا میدان اس کے لیے تیار ہو رہا ہے۔ اور روایت سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ حضرت مہدیؓ کے زمانے میں مسلمانوں میں اختلاف عروج پر پہنچا ہوا ہوگا تو اختلاف کا خاتمہ وہی کریں گے اور دوبارہ خلافت اسلامیہ قائم ہوگی۔ جس کے سربراہ حضرت مہدی ہوں گے بظاہر وہ وقت اب زیادہ دور نظر نہیں آتا۔

سوال: حضرت مہدیؓ کے ظہور کے پہلو بہ پہلو دجال کا ظاہر ہونا بھی آتا ہے؟

جواب: وہ پوری امت کے لیے آزمائش کا وقت ہوگا، بس اتنی بات ہے کہ

اسلام کی ذلت کا وقت نہیں ہوگا اس لیے کہ مسلمان ایک امیر کے جھنڈے کے نیچے متحد ہوں گے اور حق ان کے سامنے کھلا ہوا ہوگا۔ حضرت مہدیؓ کا قول حق ہوگا اور ان کے خلاف جو ہوگا وہ باطل ہوگا۔ اُس مشکل میں وہ دوچار نہیں ہوں گے جس مشکل میں اب ہم رہتے ہیں کہ کس بات کو ہم صحیح کہیں کس کو غلط کہیں؛ ٹھیک ہے، جانیں بہت جائیں گی، قربانیاں بہت دی جائیں گی، لیکن کش مکش نہیں ہوگی، ذلت نہیں ہوگی، مسلمان کی موت ہوگی تو عزت کی موت ہوگی ۔

[البلاغ ج٦/شمارہ ١١ جنوری ٢٠٠٤-پاکستان]

اس سلسلہ میں مفتی محمد رفیع صاحب کا ایک اور مضمون ''انبیا کی سرزمین میں چندروز'' جو''البلاغ'' میں قسط وار شائع ہوا ہے، اس کی پانچویں قسط کا تذکرہ بھی یہاں ناگزیر ہے، چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں:

یہاں کی بعض علاماتِ قیامت:

اردن (Jordan) میں جن جن تاریخی مقامات پر جانا ہوا اکثر جگہ اسرائیل (Israiel) کے مقبوضات بھی ساتھ ہی نظر آئے، جو انہوں نے مسلمانوں سے چھینے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ ہماری شامتِ اعمال کا نتیجہ ہے، دل جو شامتِ اعمال سے پہلے ہی زخمی ہے ان مناظر کو بچشمِ خود دیکھ دیکھ کر اور بھی چوٹ پر چوٹ کھاتا رہا، لیکن پوری دنیا جس تیزی سے بدل رہی ہے، اور جس طرح بدل رہی ہے، خصوصًا شرقِ اوسط (Middle East) میں تقریبًا ٦٠ سال سے جو انقلابات رونما ہو رہے ہیں، انہیں اگر آں حضرت ﷺ کی بیان فرمودہ علامات کی روشنی میں دیکھا جائے تو صاف پتہ

چلتا ہے کہ دنیا اب بہت تیزی سے قیامت کی طرف رواں دواں ہے۔

اردن (Jordan) اور شام (Syria) کے اس سفر میں قدم قدم پر نظر آتا رہا کہ یہ امام مہدیؓ کے ظہور اور دجال سے ان کی ہونے والی جنگ کا میدان تیار ہو رہا ہے۔ اور اسی جنگ کے دوران حضرت عیسٰی علیہ السلام کے نزول کے فوراً بعد ان کے ہاتھوں دجال کے قتل اور ساتھ ہی یہودیوں کے قتل عام کا جو واقعہ ہونے والا ہے اس کی تیاری میں خود یہودی - نادانستہ ہی سہی - پیش پیش ہیں۔

آں حضرت ﷺ کی بعثت سے کافی پہلے ''بخت نصر'' بادشاہ نے جب یہودیوں پر ضرب کاری لگائی تو یہ تتر بتر ہو کر پوری دنیا میں ذلت کے ساتھ بکھر گئے تھے، اب سے تقریبًا ٦٠ سال پہلے تک ان کا یہی حال تھا، اب ہزاروں سال بعد ان کا پوری دنیا سے کھنچ کھنچ کر فلسطین (Palestine) میں آکر۔ دوسرے لفظوں میں اپنے مقتل میں آکر جمع ہو جانا، یہی ظاہر کرتا ہے کہ یہ حضرت عیسٰی علیہ السلام اور ان کے لشکر کا کام آسان کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ ورنہ بقول حضرت والد ماجد (مفتی محمد شفیع صاحب) رحمۃ اللہ علیہ کے حضرت عیسٰی علیہ السلام ان کو پوری دنیا میں کہاں کہاں تلاش کرتے پھرتے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہودی دجال کو اپنا پیشوا مانتے ہیں، اور عجیب بات یہ ہے کہ اُس کی آمد کے اُسی مقام پر منتظر ہیں جہاں پہنچ کر اُس کا قتل ہونا آں حضرت ﷺ کی پیشگی خبر کے مطابق مقدر ہو چکا ہے۔

ہمارے ایک میزبان حسن یوسف جن کا ذکر پہلے بھی کئی بار آچکا ہے، یہ اصل

باشندے فلسطین کے ہیں، وہاں سے ہجرت کر کے تقریباً ۲۵-۳۰ سال سے عمان (Amman) ہی میں مقیم ہیں، انہوں نے بتایا کہ اب سے کئی برس پہلے وہ تبلیغ کے سلسلہ میں فلسطین گئے تو وہاں کے ایک شہر ''لُدّ'' بھی جانا ہوا، جو بیت المقدس (Jerusalem) کے قریب ہے، وہاں ایک بڑا گیٹ دیکھا جو ''بابُ لُد'' (لُد کا دروازہ) کہلاتا ہے، اُس پر اسرائیلی انتظامیہ نے لکھا ہوا ہے کہ: **ھنا یخرُجُ مِلکُ السلام** ''سلامتی کا بادشاہ (دجال) یہاں ظاہر ہوگا''

اب آں حضرت ﷺ کی ایک حدیث دیکھیے جس میں آپ ﷺ نے قربِ قیامت میں حضرت عیسٰی علیہ السلام کے نازل ہونے کی تفصیلات ارشاد فرمائی ہیں، یہ حدیث اعلی درجہ کی صحیح سندوں کے ساتھ آئی ہے اور اسے تین صحابہ کرام اور ایک ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا وعنہم) نے روایت کیا ہے، اس میں آں حضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ: **''فَیطْلُبُہ حتّٰی یُدْرِکہ بِبابِ لُدٍّ، فَیقْتُلہ''** (**صحیح مسلم، ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ و مسند احمد**) ترجمہ: پس عیسٰی (علیہ السلام) دجال کو تلاش کریں گے یہاں تک کہ اُسے ''بابُ لُدّ'' (لُد کے دروازے) پر جالیں گے اور قتل کردیں گے۔

ہمارے ایک اور میزبان جناب علی حسن احمد البیاری جو ''اربد (Irbid)'' کے معروف تاجر ہیں اور تبلیغی کام سے بھی وابستہ ہیں، ہمارا عمان (Amman) سے اربد (Irbid) کا سفر اُن ہی کی گاڑی میں ہوا تھا، ان کے والد بھی اصل باشندے فلسطین کے تھے، بلکہ خاص شہر ''لُد'' ہی کے رہنے والے تھے، ۱۹۴۸ء میں ہجرت کر کے یہاں آ گئے تھے، یہیں ۱۹۵۱ء میں علی حسن احمد البیاری صاحب پیدا ہوئے، انہوں نے آج سیاحت سے واپسی پر اپنی عالیشان کوٹھی میں ضیافت کا اہتمام کیا تھا۔ اس پر لطف مجلس میں انہوں نے اپنا یہ واقعہ سنایا کہ ۱۹۸۰ء میں یہ دس روز اپنے آبائی وطن ''لُدّ'' میں جا کر رہے، انہوں نے بتایا کہ وہاں ''بابُ لُدّ'' ہی کے مقام پر ایک کنواں ہے، یہودی شہری انتظامیہ نے وہاں سے ایک سڑک گذارنے کے لیے اس کنویں کو ختم کرنا چاہا، مگر بلڈوزروں اور طرح طرح کی مشینوں سے بھی اس کنویں کو ختم نہ کیا جا سکا، مجبوراً سڑک وہاں سے ہٹا کر گذارنی پڑی، وہاں اب یہ لکھا ہوا تھا کہ ''**ھذا مکانٌ تاریخی**'' (یعنی ایک تاریخی مقام ہے)۔

ان ہی علی حسن بیّاری صاحب نے بتایا کہ ان کے ایک ماموں زاد بھائی بھی جو ''علاماتِ قیامت'' کی تحقیق وجستجو میں خاص دل چسپی رکھتے ہیں، ''لُدّ'' گئے تھے، وہاں انہوں نے ایک محل دیکھا جو اسرائیلی انتظامیہ نے اپنے ''**ملک السلام**'' (دجال) کے لیے بنایا ہے۔

مولانا رفیع الدین صاحب کا قابلِ تقلید عمل

ہمارے دارالعلوم دیوبند کے سب سے پہلے مہتمم حضرت مولانا رفیع الدین صاحبؒ جو نقشبندیہ خاندان کے اکابر میں سے تھے ہجرت فرما کر مکہ مکرمہ آئے وہیں اُن کی وفات بھی ہوئی اور وہیں قبر بھی ہے۔ انہیں یہ حدیث معلوم تھی کہ نبی کریم ﷺ نے شیبی کو بیت اللہ کی کنجیاں سپرد کی ہیں؛ مکہ میں چاہے سارے خاندان اجڑ

جائیں شیبی کا خاندان قیامت تک باقی رہے گا۔

چنانچہ مولانا رفیع الدین صاحبؒ کو عجیب ترکیب سوجھی کہ جب یہ خاندان قیامت تک باقی رہے گا تو لامحالہ ظہورِ مہدیؒ کے زمانہ میں بھی موجود رہے گا۔ جب حضرت مہدیؒ کا ظہور ہوگا اور وہ کعبۃ اللہ کی دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھ کر مسلمانوں کو بیعت کریں گے تب کعبۃ اللہ کی کنجیاں شیبی کے ہاتھ ہوگی۔ چنانچہ اسی کے مطمحِ نظر انہوں نے ایک حمائل شریف اور ایک تلوار لی اور ایک خط حضرت مہدیؒ کے نام لکھا، اس خط کا مضمون یہ ہے: فقیر رفیع الدین دیوبندی مکہ معظّمہ میں حاضر ہے، اور آپ جہاد کی ترتیب کر رہے ہیں، ایسے مجاہدین آپ کے ساتھ ہیں جن کو وہ اجر ملے گا جو غزوۂ بدر کے مجاہدین کو ملا تھا، سو رفیع الدین کی طرف سے یہ حمائل تو آپ کے لیے ہدیہ ہے، اور یہ تلوار کسی مجاہد کو دے دیجیے کہ وہ میری طرف سے جنگ میں شریک ہو جائے اور مجھے بھی وہ اجر مل جائے۔

اور یہ تینوں چیزیں شیبی کے خاندان والوں کے سپرد کیں اور ان سے کہا کہ تمہارا خاندان قیامت تک رہے گا، یہ مہدیؒ کے لیے امانت ہے جب تمہارا انتقال ہو تو تم اپنے قائم مقام کو وصیت کر دینا، اور ان سے کہہ دینا کہ وہ اپنے قائم مقام کو وصیت کرے، اور ہر ایک یہ وصیت کرتا جائے یہاں تک کہ یہ امانت حضرت مہدیؒ تک پہنچ جائے [**خطباتِ حکیم الاسلام ج۲/ص۹۸**]

حضرت ابو ہریرہؓ کی وصیت امت محمدیہ کے نام

عن أبی ہریرۃؓ مرفوعًا: ینزلُ عیسی ابن مریم فیَدُقُّ الصلیبَ، ویقْتُل الخنزیرَ ویضع الجزیة، ویُہلكُ اللهُ عزّ وجَلَّ فی زمانه الدجالَ، وتقوم الکلمةُ لله رب العٰلمین۔ قال أبو ہریرۃؓ: أفلا ترونی شیخًا کبیرًاقد کادت أنْ تلتقیَ تَرْقُوَتای من الکبر، إنّی لأرجو أنْ لا أموتَ حتی ألْقاه وأُحدّثَهٗ عن رسول الله ﷺ فیُصدّقنی، فإنْ أناْ مِتُّ قبلَ أنْ ألقاه ولَقِیتُموه بعدی فأقرأوا علیه منی السلام۔ [**السنن للدانی ۲۴۲ رقم ۶۹۱**] **حضرت ابو ہریرہؓ سے مرفوعًا** مروی ہے کہ: **عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے اور صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کر دیں گے اور جزیہ کو منسوخ فرما دیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے زمانہ میں دجال کو ہلاک فرمائیں گے۔ اللہ رب العالمین کا بول بالا ہوگا۔**

حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا: کیا تم مجھے نہیں دیکھتے ہو کہ میں بالکل بوڑھا ہو چکا ہوں، میری ہنسلیاں بڑھاپے کے سبب مل جانے کے قریب ہیں، میری یہ تمنا ہے کہ میری موت اس وقت تک نہ آئے جب تک کہ میں آپ (حضرت عیسیٰ؏) سے مل نہ لوں، اور میں ان کو نبی کریم ﷺ کی احادیث سناؤں اور آپ میری تصدیق کریں، اگر میں آپ کی ملاقات سے پہلے مر جاؤں اور تمہاری ان سے ملاقات ہو جائے تو آپ (حضرت عیسیٰ؏) کو میرا سلام عرض کرنا۔

دعائیہ

باری تعالیٰ سے دست بدعا ہوں وہ اپنے فضل و کرم سے اس تحریر کو قبول

فرماوے، اور اپنے اس نیک بندہ (حضرت مہدیؒ) کے صحیح تعارف کے عام ہونے کا ذریعہ بناوے، اور اس نیک بندہ کے ظہور کو امت محمدیہ کے لیے عزت کا ذریعہ بناوے، اور ہم سب کو اُن کی معیت میں اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے قبول فرماویں۔

رَبَّنا تَقبَّلْ مِنّا إنّك أنتَ السميع العليم، وتُبْ علينا يا مولٰنا إنّك أنتَ التّوابُ الرحيم۔ و صلَّى الله تعالٰى على خير خلقه سيِّدِنا محمدٍ و آله و صَحْبِهِ و علٰى مَن تَبِعَهم بِإحسان إلٰى يومِ الدّين٠ (آمين) فقط٠

بندہ محمود سلیمان حافظجی (بارڈولی)
حال نزیل بمکۃ المکرّمۃ
اس مبارک جگہ کے جوار میں جہاں اُس نیک بندہ کے ظہور کی بشارت حدیث شریف
میں وارد ہوئی ہے۔

فتنوں کے دور میں ایک مومن کو کس طرح رہنا ہے

حدیث اول: عن أبي هريرة قال قال رسول اللهﷺ بادروا بالأعمال فتنا كقطع الليل المظلم يصبح الرجل مؤمنا ويمسي كافرا ويمسي مؤمنا ويصبح كافرا يبيع دينه بعرض من الدنيا (رواه مسلم)[مشكوة ٢/٤٦٢]

ترجمہ: ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا ان فتنوں سے پہل پہلے نیکیاں کرلو جو اندھیری رات کی طرح تاریک ہوں گے (کہ حق و باطل کا پتہ ہی نہ چلے گا) صبح کو ایک شخص مومن ہوگا تو شام کو کافر بن جائے گا اور شام کو مومن ہوگا تو صبح کو کافر بن جائے گا اپنے دین کو دنیا کے تھوڑے سے مال پر بیچ ڈالے گا۔ (ترجمہ ماخوذ از ترجمان السنۃ ۲/۲۱۲)

(ا) اعمال صالحہ میں جلدی کرو کہ اس ہدایت کا حاصل یہ ہے کہ اس تغیر پذیر دنیا کو کسی ایک رخ پر قرار نہیں اور وقت حالات کا بہاؤ ایک ہی سمت نہیں رہتا اگر اب ایسے حالات ہیں جو عقیدہ وعمل کا رخ صحیح سمت دیکھنے میں معاون بنتے ہیں تو بعد میں ایسے حالات بھی پیدا ہو سکتے ہیں جو فکر ونظریات اور عقیدہ وعمل کا سفر ٹھیک رخ پر جاری رکھنے میں زبردست رکاوٹ پیدا کر دیں اور ایسے حالات میں کم ہی انسان ہوتے ہیں

جن کے ذہن وفکر اور دل ودماغ ان حالات کی تاثیر سے محفوظ رہ پائیں اور جن کے اعمال صالحہ میں رکاوٹ نہ پیدا ہوتی ہو بس جس شخص کو بھی موقع ملے اس کو اچھے کام اور نیک عمل کرنے میں جلدی کرنی چاہیے اور جس قدر بھی اعمال کیے جاسکتے ہوں کر لیے جائیں کیوں کہ کوئی نہیں جانتا کہ آنے والا وقت کیا فتنے لے کر آئے اور پھر اعمال صالحہ اختیار کرنے کا موقع بھی مل سکے یا نہیں۔

فتنے کس قدر سریع الأثر ہوں گے مثلاً آدمی جب صبح کو اٹھے گا تو ایمان (معنیٰ اصل ایمان یا کمال ایمان) کے ساتھ متصف ہوگا لیکن شام ہوتے ہوتے کفر کے اندھیروں میں پہنچ جائے گا۔ (مظاہر حق ۲۳۶/۶) یعنی بڑی تیزی سے ایمان نکل جانے یا کمزور پڑ جانے کا ڈر رہے گا۔ (نہایۃ العالم اردو ص:۱۹۳ ملخصاً)

قرآن اور حدیث پر عمل کرو۔

حدیث دوم: عن حذيفة قال كان الناس يسألون رسول الله ﷺ عن الـخير وكنت أسأله عن الشر مخافة أن يدركني قال قلت يارسول الله إنا كنا في جاهلية وشر فجاء نا الله بهذا الخير فهل بعد هذا الخير من شر قال نعم قلت وهل بعد ذلك الشر من خير قال نعم وفيه دغن إلخ

وفـي رواية لـمسـلـم قـال يـكـون بـعـدي أئمة لايهتدون بهذاي ولايستـنـون بسنتي وسيقوم فيهم رجال قلوبهم قلوب الشياطين في جثمان إنس إلخ(مشكوة ٢/ ٤٦٢)

ترجمہ: حضرت حذیفہؓ کہتے ہیں کہ لوگ تو (اکثر) رسول کریم ﷺ سے خیر ونیکی اور بھلائی کے بارے میں پوچھا کرتے تھے اور میں آپ ﷺ سے شر وبرائی کے بارے میں دریافت کیا کرتا تھا اس خوف سے کہ کہیں میں کسی فتنے میں مبتلا نہ ہو جاؤں، یعنی میرا معمول یہ تھا میں حضور ﷺ سے گناہ اور برائیوں کے بارے میں پوچھا کرتا تھا جو اس دنیا میں ظہور پذیر ہو سکتے ہیں اور جو نہ صرف اخروی زندگی پر اثر انداز ہوتے ہیں نیز یا ان کے برے اثرات واسباب مجھ تک نہ پہنچ جائیں چناں چہ زمانہ کے اہل علم سے برائیوں کی واقفیت حاصل کر کے ان سے بچنے کی تدابیر اختیار کرنا ایک بہترین طریق ہے اس کی مثال یہ ہے کہ ازالۂ مرض کے سلسلے میں پرہیز کو ملحوظ رکھنا دوا استعمال کرنے سے زیادہ بہتر ہے نیز کلمۂ توحید میں بھی اسی اصول کی طرف اشارہ ہے کہ پہلے ماسوی اللہ کی نفی کی گئی ہے اس کے بعد الوہیت کو ثابت کیا گیا) حضرت حذیفہؓ نے بیان کیا کہ (اپنی مذکورہ عادت کے مطابق ایک دن) میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم لوگ اسلام سے قبل جاہلیت اور برائی میں مبتلا تھے پھر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی بعثت کے صدقے میں ہمیں یہ ہدایت وبھلائی یعنی اسلام کی روشنی عطا فرمائی جس کی وجہ سے کفر وضلالت کے اندھیرے دور ہو گئے اور ہم گمراہیوں اور برائیوں کے جال سے باہر آ گئے تو کیا اس ہدایت وبھلائی کے بعد کوئی اور برائی وبدی پیش آنے والی ہے حضور ﷺ نے فرمایا ہاں اس بھلائی کے بعد بھی برائی پیش آنے والی ہے میں نے عرض کیا تو کیا اس برائی کے بعد پھر ہدایت وبھلائی کا ظہور ہوگا کہ جس کی وجہ سے دین وشریعت کا پھر بول بالا ہو جائے گا آپ ﷺ نے فرمایا ہاں اس برائی کے بعد پھر بھلائی کا ظہور ہوگا

لیکن اس برائی کے بعد جو بھلائی آئے گی اس میں کدورت ہوگی میں نے عرض کیا کہ اس بھلائی کی کدورت کیا ہوگی آپ ﷺ نے فرمایا میں نے کدورت کی جو بات کہی ہے اس سے مراد یہ ہے کہ ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو میرے طریقے اور میری روش کے خلاف طریقہ و روش اختیار کریں گے لوگوں کو میرے بتائے ہوئے راستے کے خلاف راستے پر چلائیں گے اور میری سیرت اور میرے کردار کے خلاف سیرت و کردار اپنائیں گے تم ان میں دین دار بھی دیکھو گے اور بے دین بھی میں نے عرض کیا کیا اس بھلائی کے بعد پھر کوئی برائی پیش آئے گی آپ ﷺ نے فرمایا ہاں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو دوزخ کے دروازوں پر کھڑے ہو کر مخلوق کو اپنی طرف بلائیں گے جو شخص ان کے بلاوے کو قبول کر کے دوزخ کی طرف جانا چاہے گا اس کو وہ دوزخ میں دھکیل دیں گے یعنی جو شخص ان کے بہکاوے میں آ کر ان گمراہیوں میں مبتلا ہوگا جو دوزخ کے عذاب کا مستوجب بناتی ہیں تو وہ دوزخ میں ڈال دیا جائے گا میں نے عرض کیا کہ ان کے بارے میں وضاحت فرمایئے کہ وہ کون لوگ ہوں گے آیا وہ مسلمانوں ہی میں سے ہوں گے یا غیر مسلم ہوں گے حضور ﷺ نے فرمایا وہ ہماری قوم یا ہمارے ابناء جنس اور ہماری ملت کے لوگوں میں سے ہوں گے اور ہماری زبان میں گفتگو کریں گے یعنی وہ لوگ عربی زبان رکھنے والے ہوں گے یا یہ مراد ہے کہ ان کی گفتگو قرآن و حدیث کے حوالوں سے مزین اور پند و نصائح سے آراستہ ہوگی اور بہ ظاہر ان کی زبان پر دین و مذہب کی باتیں ہوں گی مگر ان کے دل نیکی و بھلائی سے خالی ہوں گے میں نے عرض کیا کہ تو پھر میرے بارے میں آپ کا کیا حکم ہے یعنی اگر میں ان لوگوں کا زمانہ پاؤں تو

اس وقت مجھے کیا کرنا چاہیے حضور ﷺ نے فرمایا کتاب و سنت پر عمل کرنے والے مسلمانوں کی جماعت کو لازم جاننا اور ان کے امیر کی اطاعت کرنا یعنی اہل سنت و جماعت کے راستے کو اختیار کرنا اور اہل سنت و جماعت کا جو امام مقتدا ہو اس کی اطاعت و رعایت ملحوظ رکھنا میں نے عرض کیا اور اگر مسلمانوں کی کوئی مسلمہ جماعت ہی نہ ہو اور نہ ان کا کوئی متفقہ امیر و مقتدا ہو بلکہ مسلمان مختلف جماعتوں میں منقسم ہوں اور الگ الگ مقتداؤں کے پیچھے چلتے ہوں تو اس صورت میں مجھے کیا کرنا چاہیے آپ ﷺ نے فرمایا ایسی صورت میں تمھیں ان سب فرقوں اور جماعتوں سے صرف نظر کر کے یکسوئی اختیار کر لینی چاہیے اگرچہ اس یکسوئی کے لیے تمھیں کسی درخت کی جڑ میں پناہ کیوں نہ لینی پڑے (جنگلوں میں چھپنا کیوں نہ پڑے اور اس کی وجہ سے سخت سے سخت مصائب و شدائد برداشت کیوں نہ کرنا پڑے اور ان جنگلوں میں گھاس پھوس کھانے پر قناعت تک کی نوبت کیوں نہ آ جائے یہاں تک کہ اسی یکسوئی کی حالت میں موت تمھیں اپنی آغوش میں لے لے۔) (بخاری و مسلم)

قال فی الفتح قوله(و لو ان تعد) ......قال البیضاوی المعنیٰ اذا لم یکن فی الارض خلیفة فعلیك بالعزلة و الصبر علی تحمل شدة الزمان و عض اصل الشجرة کنایة عن مکابدة المشفعة کقولهم فلان بعض الحجارة من شدة المألم...... قال الطبری...... و فی الحدیث: انه متی لم یکن للناس امام فافترق الناس احزابا فلا یتبع احدا فی الفرقة و یعتزل الجمیع ان استطاع ذلخ خشیة من الوقوع فی الشر (فتح الباری: ۱۰/۳۶، ۳۷)

(۱) فتنوں کے دور میں مسلمانوں کی متفقہ جماعت کے ساتھ رہے،

(۲) فتنوں کے دور میں مسلمانوں کی متفقہ جماعت نہ ہو تو یکسوئی اختیار کرنا بہتر ہے۔

(۳) خاموشی یہ بھی فتنوں سے نجات کا ذریعہ ہے۔

(۲) حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قریب ہے کہ ایسا زمانہ آئے کہ ایک مسلمان کا اچھا مال بکریوں کا گلہ ہو جس کو لے کر وہ پہاڑوں کی چوٹیوں اور بارش والی وادیوں کی تلاش کرے اپنے دین کو فتنوں سے بچانے کے لیے بھاگ جائے۔ (بخاری)

قرآن پاک میں قیامت کو قریب ہی بتلایا گیا ہے اقتربت الساعۃ رسول اللہ ﷺ بھی قیامت اور اس سے پہلے ظاہر ہونے والے فتنوں کا اس طرح ذکر فرماتے تھے جیسے کہ یہ سب کچھ عن قریب ہی ہونے والا ہے اولا تو اس لیے کہ جو چیز آنے والی ہے اس کا آنا یقینی ہے اس کو قریب ہی سمجھنا چاہیے دوسرے اس میں یہ بھی حکمت تھی کہ کوئی شخص اس کو بہت دور سمجھ کر مطمئن نہ ہو بیٹھے اور اس کے لیے جو کچھ کرنا چاہیے (یعنی نیک اعمال) اس میں سستی نہ کرے اس اصول و معمول کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے اس حدیث میں فتنے کے ایسے زمانے کے قریب ہونے کی آگاہی دی ہے جب بھری پڑی آبادیوں کا حال ایسا خراب ہو جائے گا کہ وہاں رہنے والے کے لیے دین پر قائم رہنا اور اللہ و رسول کے احکام کے مطابق زندگی گزارنا قریباً ناممکن ہو جائے گا............آپ ﷺ نے فرمایا ایسے وقت میں وہ بندۂ مومن بڑی خیریت میں ہوگا

جس کے پاس چند بکریوں کا گلہ ہو وہ ان کو لے کر پہاڑیوں کی چوٹیوں پر یا ایسی وادیوں میں چلا جائے جہاں بارشیں ہوتی ہوں بکریاں اللہ کے اگائے ہوئے سبزے سے اپنا پیٹ بھریں اور یہ بندہ ان بکریوں سے گذارہ کرے اور اس طرح آبادیوں کے فتنے سے محفوظ رہے۔ (معارف الحدیث ۸/۹۱)

اسی طرح کی ایک روایت ترمذی شریف میں ہے اس کی تشریح کرتے ہوئے استاذ محترم شیخ الحدیث مفتی سعید صاحب پالنپوری مدظلہ فرماتے ہیں: یعنی بکریاں لے کر بستی سے دور نکل گیا ہو بکریوں کی زکوۃ ادا کرتا ہو اور پروردگار کی عبادت کرتا ہو اس طرح فتنوں سے الگ تھلگ رہتا ہو وہ بہترین آدمی ہے۔ (تحفۃ الالمعی ۵/۵۴۷)

خلاصہ یہ ہے کہ ایسے حالات میں فتنوں کے امکانی مواقع سے دور رہے، حالات پر صرف تبصرہ کرتے نہ پھریں، بلکہ حالات آنے پر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوں۔

عن أبي هريرة قال قال رسول الله ﷺ سيكون فتن القاعد فيها خير من النائم والقائم فيها خير من الماشي فيها والماشي فيها خير من الساعي من تشرف بها تستشرفه فمن وجد ملجأ أو معاذا فليعذبه متفق عليه (مشكوة ٢/٤٦٢)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا عن قریب فتنے پیدا ہوں گے (یعنی جلد ہی ایک بڑا فتنہ سامنے آنے والا ہے یا یہ کہ پے در پے یا تھوڑے تھوڑے وقفے سے بہت زیادہ فتنوں کا ظہور ہونے والا ہے) ان فتنوں میں

بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا سعی کرنے والے (یعنی کسی سواری کے ذریعے یا پاپیادہ دوڑنے والے اور جلدی چلنے والے) سے بہتر ہوگا اور جو شخص فتنوں کی طرف جھانکے گا فتنہ اس کو اپنی طرف کھینچ لے گا پس جو شخص ان فتنوں سے نجات کی کوئی جگہ (یا اس سے بھاگنے کا کوئی راستہ) یا پناہ گاہ پائے، (اور یا کوئی ایسا آدمی اسکو مل جائے جس کے دامن میں وہ ان فتنوں سے پناہ لے سکتا ہو) تو اس شخص کو چاہیے کہ اس کے ذریعے پناہ حاصل کرے (یعنی اگر ان فتنوں سے بھاگنے کا کوئی راستہ مل سکتا ہو تو فتنوں کی جگہ سے نکل بھاگے یا کوئی ایسی جگہ اس کو معلوم ہو کہ جہاں چھپ جانے کی وجہ سے ان فتنوں سے پناہ مل سکتی ہو تو وہاں جا کر چھپ جائے اور یا اگر کوئی آدمی (صادقین صالحین متقین اولیاء) اپنے سایۂ عاطفت میں پناہ دینے والا مل سکتا ہو تو ان کے پاس جا کر پناہ گزیں ہو جائے۔) (بخاری و مسلم) (مظاہر حق: ۲۴۱/۶)

جو شخص بھی فتنوں کی طرف جھانکے گا کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ان فتنوں کی طرف متوجہ ہوگا اور ان کے نزدیک جائے گا تو اس کی وہ توجہ اور نزدیگی اس کے ان فتنوں میں مبتلا ہو جانے کا باعث ہوگی لہذا ان فتنوں کی برائیوں سے بچنے اور ان کے حال سے خلاصی پانے کی صورت اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوگی کہ ان فتنوں سے جتنا زیادہ دور رہنا ممکن ہوا تنا ہی زیادہ دور رہا جائے۔ (مظاہر حق ۲۴۲/۶، ۲۴۱ ملخصاً)

فتنوں کے دور میں اپنے دینی دنیوی کاموں سے لگاؤ رکھیں، دوسری چیزوں میں دلچسپی نہ رکھیں۔

عن أبي بكرة قال قال رسول الله ﷺ إنما ستكون فتن ألا ثم تكون فتن ألا ثم تكون فتنة القاعد خير من الماشي فيها والماشي فيها خير من الساعي إليها ألا فإذا وقعت فمن كان له إبل فليلحق بإبله ومن كان له غنم فليلحق بغنمه ومن كانت له أرض فليلحق بأرضه إلخ (مشكوة ٤٦٣/٢)

ترجمہ: حضرت ابوبکرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آئندہ زمانے میں بڑے بڑے فتنے ہوں گے یاد رکھو پھر فتنے پیدا ہوں گے اور یاد رکھو پھر فتنہ رونما ہوگا اس میں بیٹھا ہوا چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا جب یہ فتنے ظاہر ہوں تو جس شخص کے پاس اونٹ ہو اس کو چاہیے کہ وہ اپنے اونٹوں میں چلا جائے اور جس کے پاس بکریاں ہو وہ بکریوں میں چلا جائے اور جس کے پاس زمین کا ٹکڑا ہو اسے چاہیے کہ وہ اپنی زمین میں چلا جائے۔ الخ (حاصل یہ ہے کہ جس جگہ وہ فتنہ ظاہر ہو وہاں نہ ٹھہرے بلکہ اس جگہ کو چھوڑ کر کہیں دور چلا جائے اور گوشۂ عافیت پکڑے یا اس فتنے سے نظر ہٹا کر اپنے کاروبار میں مشغول و منہمک ہو جائے یعنی دین پر کامل عمل کرنے کے ساتھ ساتھ۔)

فتنوں کے دور میں خود کی اصلاح کا فکر اور خود کے دین و کردار کی حفاظت کرو۔

عن عبدالله بن عمرو بن العاص أن النبي ﷺ قال كيف بك إذا أبقيت في جثالة من الناس مرجت عهودهم وأماناتهم واختلفوا فكانوا

هكذا وشبك بين أصابعه قال فيم تأمرني قال عليك بماتعرف ودع ماتنكر وعليك بخاصة نفسك وإياك وعوامهم.

وفي رواية الزم بيتك وأملك عليك لسانك وخذ ماتعرف ودع ما تنكر وعليك بأمر خاصة نفسك ودع أمر العامة رواه الترمذي وصححه(مشكوة ٢/٤٦٤)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ (ایک دن) رسول کریم ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اس وقت تم کیا کرو گے جب تم اپنے آپ کو ناکارہ لوگوں کے زمانے میں پاؤ گے جن کے عہد و پیمان اور جن کی امانتیں خلط ملط ہوگی اور جو آپس میں اختلاف رکھیں گے گویا وہ لوگ اس طرح کے ہوجائیں گے یہ کہہ کر آپ ﷺ نے اپنی انگلیوں کو ایک دوسرے کے اندر داخل کیا حضرت عبداللہؓ نے (یہ سن کر) عرض کیا آپ مجھے ہدایت فرمایئے کہ اس وقت میں کیا کروں آپ ﷺ نے فرمایا اس وقت تم پر لازم ہوگا کہ اس چیز کو اختیار کرو اور اس پر عمل کرو جس کو تم (دین و دیانت کی روشنی میں) حق جانو اور اس چیز سے اجتناب و نفرت کرو جس کو تم ناحق اور برا جانو نیز صرف اپنے کام اور اپنی بھلائی سے مطلب رکھو اور خود کو عوام الناس سے دور کرلو۔

اور ایک روایت میں یوں منقول ہے کہ اپنے گھر میں پڑے رہو (بلاضرورت باہر نکل کر ادھر ادھر نہ جاؤ) اپنی زبان کو قابو میں رکھو جس چیز کو حق جانو اس کو اختیار کرو اور جس چیز کو (شریعت پر عمل کرنے کے ساتھ) برا جانو اس کو چھوڑ دو صرف اپنے کام اور اپنی بھلائی سے مطلب رکھو اور عوام الناس کے معاملات سے کوئی تعلق نہ

رکھو۔ (مظاہر حق ۶/۲۵۹)

نو عمر صحابۂ کرامؓ میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ فطری طور پر بڑے غیرت پسند پرہیز گار اور عبادت گذار تھے رسول اللہ ﷺ نے ایک دن فرمایا کہ جب کبھی ایسا وقت آجائے کہ ایسے ہی ناکارہ اور بدکار اور باہم لڑنے بھڑنے والے لوگ باقی رہ جائیں تو تمھارا رویہ اس وقت کیا ہوگا رسول اللہ ﷺ نے یہ سوال ان سے اس لیے کیا تھا کہ وہ اس بارے میں آپ ﷺ سے ہدایت کے طالب ہوں تو آپ ﷺ ہدایت فرمائیں یہ رسول اللہ ﷺ کا طریقۂ تعلیم تھا چناں چہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا اور آپ ﷺ نے جواب دیا جس کا حاصل یہ ہے کہ جب واسطہ ایسے ہی لوگوں سے ہو جو آدمیت کے جوہر سے محروم ہوں اور نیکی کو قبول کرنے کی ان میں صلاحیت ہی نہ رہی ہو تو اہل ایمان کو چاہیے کہ ایسے لوگوں سے صرف نظر کرکے بس اپنی فکر کریں۔

اپنی بھلائی سے مطلب رکھو اور خود کو عوام الناس سے دور کرلو کا مطلب یہ ہے کہ پرفتن دور میں سب سے زیادہ ضرورت خود اپنے نفس کی اصلاح اور اپنے دین و کردار کی حفاظت کی ہوتی ہے لہذا اس وقت تم بھی اپنے دین اور اپنی اخروی بھلائی کے کاموں کی تکمیل و حفاظت میں مشغول رہنا اور دوسرے لوگوں کی طرف سے کسی فکر و خیال میں نہ پڑنا یہ حکم ایسے ماحول میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضے پر عمل نہ کرنے کی ایک درجے میں اجازت کے طور پر ہے جب کہ شریر و بدکار لوگوں کی کثرت اور ان کا غلبہ ہو اور صالح و نیک لوگوں کی طاقت بہت کم ہو۔

اپنی زبان کو قابو میں رکھو کا مطلب یہ ہے کہ جب پورے ماحول میں برائیوں کا دور دورہ ہو جاتا ہے اور شریر و بدکار لوگوں کے اثرات غالب ہوتے ہیں تو زبان سے اچھی بات نکالنا بھی ایک جرم بن جاتا ہے لہذا تم اس وقت لوگوں کے ماحول و معاملات کے بارے میں بالکل خاموشی اختیار کیے رکھنا کسی کی برائی یا بھلائی میں اپنی زبان نہ کھولنا تاکہ تمھاری بات کا برا ماننے والے لوگ تمھیں تکلیف وایذا نہ پہنچائیں۔ (مظاہر حق ۲۶۰/۶)

حضرت رائے پوریؒ کا ایک عجیب ملفوظ

حضرت مولانا سلیم صاحب دھورات مدظلہ العالی نے ایک بیان میں فرمایا:

میرے بھائیو! یہ بہت نازک دور ہے، ہم فتنوں کے دور سے گزر رہے ہیں، حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحبؒ تشریف لائے تھے، حضرت جی کے برطانیہ کے آخری سفر کی بات ہے، میں نے خود اپنے کانوں سے یہ بات سنی ہے کہ: حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحبؒ نے ارشاد فرمایا تھا کہ: میں نے حضرت رائے پوریؒ سے سنا کہ: امت پر ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے کہ وہ جگہیں جہاں امت فتنوں سے پناہ لینے جایا کرتی ہے وہ جگہیں فتنوں کے مراکز ہو جائیں گی۔

بدنظری کا فتنہ اس دور میں زوروں پر ہے، سیٹلائٹ ٹی وی چینلز، فحش میگزین، انٹرنیٹ کی حیا باختہ ویب سائٹس، ویڈیو، موبائل اور کمپیوٹر سی ڈیز کے ذریعے جو فحش تصاویر اور فلمیں ایک دوسرے کو ارسال کی جاتی ہیں، یہ اور اسی طرح کے دوسرے بے شمار فتنے ہیں۔

جو شخص اللہ تعالیٰ کا خوف اور اس کی تعظیم بجالاتے ہوئے انھیں چھوڑ دے اور ان سے بچ جائے تو اسے اللہ تعالیٰ ایمان کی حلاوت نصیب فرمائے گا، جسے وہ اپنے دل کی گہرائی میں محسوس کرے گا۔

اسی طرح حرام مال کا فتنہ ہے، سود، رشوت، نشہ آور اشیا کی فروخت اور حرام لباس کی تجارت سے جو پیسہ کمایا جاتا ہے، یہ سب اس دور کے فتنے ہیں۔ حرام مال کھانے والے کی دعا اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا اور ایسے شخص کو سخت سزا کی وعید سنائی گئی ہے۔ زمانۂ حاضر میں فتنوں کی اس قدر کثرت ہو چکی ہے کہ اگر کوئی متقی اور پاک دامن رہنے کی کوشش کرتا ہے تو وہ لوگوں کے درمیان اجنبی سا نظر آتا ہے۔

جب یہ بات سنی تھی تو میں تعجب میں پڑ گیا تھا؛ اس لیے کہ اُس وقت کے حالات تو بہت الگ تھے؛ مگر مان لیا تھا؛ اس لیے کہ بڑے آدمی کی بات ہے۔ اب دیکھیے! پہلے آدمی جب گھر میں پریشان ہوتا تھا تو مسجد میں آتا تھا، مسجد میں آ کر سکون پاتا تھا، اب مساجد میں اتنے جھگڑے ہوتے ہیں کہ لوگ نماز پڑھ کر جلدی چلے جانے میں اپنی سلامتی سمجھتے ہیں، ڈرتے ہیں کہ کہیں لڑائی نہ ہو جائے، کہیں جھگڑا نہ ہو جائے، یعنی جو جگہیں فتنوں سے بچنے کی تھیں وہ آج فتنوں کی جگہیں بن گئیں، لڑائی جھگڑے اور ایک دوسرے کی مخالفت؛ سب کچھ وہیں، بلکہ مَیں یوں کہوں تو غلط نہیں ہوگا کہ: یہ جو فتنوں سے بچنے کی جگہیں تھیں اب کچھ لوگ وہاں اسی غرض سے آتے ہیں، باہر کوئی نہیں لڑتا، کسی کے انتقال پر سب جمع ہوتے ہیں وہاں کوئی لڑائی نہیں، شادی بیاہ میں جمع ہوتے ہیں وہاں کوئی لڑائی نہیں؛ لیکن مسجد میں لڑتے ہیں (۱)۔

---

(۱) بندہ محمود اس پر عرض کرتا ہے کہ میرے حضرت فقیہ الامت مفتی محمود حسن گنگوہیؒ کے سامنے دینی اداروں میں فتنوں کی بات آتی تو اس پر حضرت عجیب علاج ارشاد فرماتے:

[۱] غیر متعلق امور میں دخل نہ دو۔

[۲] مصالحت یعنی اپنا حق چھوڑنا مفاہمت یعنی غلط فہمی دور کرنے کا راستہ اپناؤ۔

نوٹ: فتنہ کے معنی آتا ہے ”امتحان اور آزمائش“ اور ہر مکروہ اور ناپسندیدہ چیز کے لیے یہ لفظ استعمال ہوتا ہے۔

حضرت فقیہ الامت رح کا ملفوظ گرامی

حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی رح فتنے کے حالات کے متعلق فرماتے تھے کہ: آنکھیں کھلی رکھو، کان کھلے رکھو یعنی جو ہو رہا ہے سنو، دیکھو؛ لیکن زبان بند رکھو، بولنا نہیں ہے، فتنے کے حالات پر تبصرہ بھی مت کرو۔

فتنوں سے حفاظت کے اقدامات

حضور ﷺ کے ارشادات کی روشنی میں

(۱) پہلا اقدام:

ان میں سے پہلی چیز ہے:

التعوذ والدعا، یعنی اللہ کی پناہ اور دعاؤں کا اہتمام کرنا۔

ارشاد باری ہے: أُدْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ [المؤمن: ٦٠]

ترجمہ: مجھ سے دعا کیا کرو میں قبول کروں گا۔

دعا میں بھی اس بات کا خیال ہو کہ:

(۱) دعا ٹھیک ہو۔

(۲) آداب کی رعایت کرتے ہوئے صحیح ڈھنگ سے دعا کی جائے۔

(۳) ان ساری رکاوٹوں کو جو دعا کی مقبولیت میں مانع ہے دور کیا جاوے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تعوذوا باللہ من

الفتن، ما ظہر منہا وما بطن [مشکوۃ، باب اثبات عذاب القبر ص:۲۵] یعنی اللہ سے ظاہری اور پوشیدہ فتنوں سے پناہ مانگا کرو۔ اور چوں کہ دعا مومن کا ہتھیار ہے، اور ہر باطل کے مقابلے کے لیے بہترین ہتھیار رُجوع الی اللہ ہے؛ اِس لیے دعا کا خوب اہتمام کیا جاوے، بہ طورِ خاص وہ دعا جو آپ ﷺ سے منقول ہے، وہ تو پابندی سے کی جاوے: اللہم إني أعوذ بک من فتنة المحیا والممات: اے اللہ! میں آپ سے زندگی اور موت کے فتنے سے پناہ چاہتا ہوں۔ اور کبھی دعا فرماتے: اللہم إني أعوذ بک من فتنة المسیح الدجال: اے اللہ! میں مسیح دجال کے فتنے سے پناہ مانگتا ہوں۔

(۲) دوسرا اقدام:

فتنوں سے محفوظ رہنے کا دوسرا اقدام جو نبیِ کریم ﷺ نے بتلایا وہ ہے مصاحبة أہل العلم والصالحین، علمائے ربانیین کی صحبت، اُن کے ساتھ مجالست، صلحا کے ساتھ تعلق، اچھی سوسائٹی اور اچھے دوست؛ اس لیے کہ انسان جب اچھے ماحول کے ساتھ جڑا رہتا ہے تو فتین بھیڑیے کو حملہ کرنے کا موقع نہیں ملتا، اور جہاں کہیں اسے شبہات کا سامنا ہوتا ہے تو کسی عالم ربانی کے پاس جا کر اپنا معاملہ صاف کروا لیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّہُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْہَہٗ [الکہف:۲۸] آپ اپنے آپ کو اُن لوگوں کے ساتھ جوڑے رکھیے جو صبح وشام اللہ کو یاد کرتے ہیں، اور ان کا مقصود صرف اللہ کی رضا ہے۔ دوسری جگہ ارشاد ہے یٰأَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو۔ اسی لیے رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: لا تصاحب إلا مؤمنا [ترمذي، کتاب الزہد ۲/۶۵] مومن (سچے ایمان والے) کے ساتھ مصاحبت ہم

نشینی اختیار کرو۔

(۳) تیسرا اقدام:

فتنوں سے بچاؤ کا تیسرا اقدام صحیح علم اور دین کی صحیح سمجھ کا حاصل ہو جانا ہے، اسی لیے نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا: فقيه واحد أشد على الشيطان من ألف عابد [ترمذی، ابواب العلم، ۱/۹۷] ایک فقیہ (صحیح علم اور دین کی صحیح سمجھ رکھنے والا) شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے۔ صرف عبادت کرنے والا کبھی بھی شیطان کے جال میں آ سکتا ہے، کبھی بدعات وخرافات اور گناہ میں ملوث ہو سکتا ہے؛ لیکن اللہ فقاہت نصیب فرمادے تو بندہ شیطان کے مکروفریب سے بھی واقف ہو سکتا ہے۔

خاص ظہورِ مہدی رضی اللہ عنہ سے متعلق چند کتابوں کی فہرست

نمبر شمار	کتاب کا نام	مصنف
۱	المهدي المنتظر	إبراهيم أبو شاوي
۲	الموسوعة في الفتن والملاحم وأشراط الساعة	الدكتور محمد أحمد المبيَض
۳	المسيح الدجال منبع الكفر والضلال وينبوع الفتن والأوجال	ابن كثير
۴	خليفة الله المهدي	أبو معاوية محمد طيب الفاروقي
۵	مصباح الظلام في حياة سيدنا عيسى علیہ السلام یعنی وقائعِ حیاتِ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام	حافظ محمد اقبال رنگونی

۶	صحة العقيدة و النظر في أخبار المهدي المنتظر المسمّٰی حضرت امام مہدی ؓ کا تعارف	حافظ محمد اقبال رنگونی
۷	حضرت عیسیٰ ؑ کی حیات ونزول کا عقیدہ	مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
۸	آخری زمانہ میں آنے والے مسیح کی شناخت؛ اہلِ انصاف کو غور وفکر کی دعوت	مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
۹	مسیحِ موعود کی پہچان	حضرت مفتی شفیع صاحبؒ
۱۰	قیامت سے پہلے کیا ہوگا؟	افادات: حضرت شاہ رفیع الدین صاحبؒ، حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنیؒ، حضرت مولانا سید بدرِ عالم میرٹھیؒ
۱۱	دورِ حاضر کے فتنے	حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
۱۲	دجالی فتنہ کے خد وخال	مولانا مناظر احسن گیلانیؒ
۱۳	علاماتِ قیامت	مفتی ابراہیم بیمات صاحبؒ
۱۴	جب دنیا ریزہ ریزہ ہو جائے گی	ڈاکٹر محمد بن عبد الرحمن العریفی
۱۵	امام مہدی کے دوست ودشمن	محمد عاصم عمر
۱۶	اسلام میں امام مہدی ؓ کا تصور	مولانا حافظ محمد ظفر اقبال صاحب
۱۷	مہدیٔ موعود اور عقیدۂ اہلِ سنت والجماعت	ترجمہ: مولانا ابو رشید شکیل احمد خان بستوی
۱۸	قیامت کی ۲۰ ؍علامتیں	مفتی محمد سلمان منصور پوری

۱۹	علاماتِ قیامت اور عقیدۂ ظہورِ مہدی	مولانا سہیل باوا
۲۰	قیامت قریب آرہی ہے (ترجمہ: نہایۃ العالَم)	مولانا حبیب الرحمن
۲۱	قیامت کے خوفناک مناظر	مولانا محمد خورشید
۲۲	کرۂ ارض کے آخری ایام	محمد ابو متوکل
۲۳	ظہورِ مہدی کب؟ کہاں؟ اور کس طرح؟	مفتی محمود بن سلیمان بارڈولی

مؤلف مدظلہ العالی کے ایک بیان کا اقتباس

ہمارے بہت سے مسلمان بھائی حضرت مہدیؓ کے انتظار میں عملی تساہل کا شکار ہیں کہ حضرت مہدیؓ کا ظہور ہونے ہی والا ہے، اور وہ آکر اس امت کے تمام ظاہری و باطنی احوال کو سنواریں گے، دین کو غلبہ دلوائیں گے، اس لیے ان کی آمد کے انتظار میں وہ خود دینی جد و جہد سے دور ہو رہے ہیں، ان کی یہ سوچ اور نظریہ قابل اصلاح ہے۔

خیرِ امت ہونے کی حیثیت سے باری تعالی نے احیائے دین، اشاعتِ دین، حفاظتِ دین اور اعلائے کلمۃ اللہ کی جو ذمہ داری ہم پر عائد فرمائی ہے ہم اس کو پورے طور پر انجام دیں، اس میں ہرگز کوتاہی نہ کریں کسی طرح کے تساہل سے کام نہ لیں، حضرت مہدیؓ کا ظہور جب مقدر ہوگا تب وہ تشریف لائیں گے، اور اپنا کام کریں گے، ہمارے مقدر میں ہوگا تو ہمیں بھی آپ کی معیت نصیب ہوگی۔

IDARATUSSIDDEEQ
DABHEL, DIST. NAVSARI GUJARAT, INDIA
CELL. +919913319190, 9904886188